یوم ندعوا کل اناس بامامهم

الحمدللہ کہ این وجیزہ ہدایت باستنباط کلام رب العزۃ در انواع خلافت معہ امام

بیعت بضمن جواب صلح و محاربت اصحاب عصمت با امراء جور و بدعت مسمے بہ

کشف الخلافۃ

Of the owner of this book

از رشحات خامہ و مداد محی شعائر رشاد و محی آثار لداد کہ خامہ اش کحل البصر للعمیا

و مدادش مداد العلما افضل من دماء الشہدا است

در مطبع ضیاء ام فرہا مطبوع طبائع وقاد گردید



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى انزل القرآن على حرفٍ واحدٍ ليكون للناس قرائه وفهمه يسيراً ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً وقارن الكتاب بعترة النبى فى حكمٍ واحدٍ فى قوله قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين قرآناً مستنيراً وجعل عترته صلعم ملتحقاً به فى درجته العليا بقوله تعم الحقنا بهم ذرّيتهم جعلاً تابيلا لا تغييراً بقوله ولا تجد لسنة الله تبديلا ويطهرهم تطهيراً وميزهم عن غيرهم فى المواضع الشتى تميزاً مستطيراً بقوله حتى يميز الخبيث من الطيب لئلا يكون بينهم وبين غيرهم الالتباس قليلاً ولا كثيراً ۞ والصلوة والسلام على نبيه ورسوله الذى اجمع ذلك الكتاب وعترته الاطياب فى امرٍ واحدٍ فى حديث الثقلين وفى اخبارٍ شتى وخصّص اخاه ووصيه وخليفته عليّاً التشفيع فى اليوم الذى كان يوماً قمطريراً من سائر الورا بقوله انا وعلى من شجرةٍ واحدةٍ والناس من اشجارٍ شتى مشيراً الى العصابة

الذین کانوا من الشجرۃ الخبیثۃ المذکورۃ فی القرآن والی انفسھما بالشجرۃ
الطیبۃ التی اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء واخبر عن احوال تلک البعض
فی اخبار الحوض بانھم یرجعون عنہ بالرجعۃ القھقری الی دار الجزاء
اور خداوند تعالے نے پہلے سے ہی اتباع ہردو طائفہ وعصابہ مطابین کی
شناخت قلت اور کثرت کے عدد سے جابجا فرمادی ہے کما قال ولاکن اکثرھم
لایشکرون واکثرھم لایومنون واکثرھم یجھلون واکثرھم فاسقون و
قال الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ھم وثم تولیتم الا قلیلا
منکم وبقولہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یومنون وما اٰمن معہ
الا قلیل اور اسلام مین بھی اسی تفریق پر دو گروہ مقلدین کے ممیزۃ طاعین بین عترۃ
النبی وبین اصحابہ کی جدا جدا کثرۃً ومرتبۃً وشھرۃً وعظمۃً ہوگئے ایک وہ گروہ ہے
کہ امر دین مین جسنے اپنا پیشواے مسلماً صحابہ کو ہی قرار دلیا ہے اور اہلبیت نبی کی
صرف توقیر زبانی مانتے ہین مگر اونکا قول وفعل بمقابلہ عمل صحابہ کے حجت نہین گردانتے
اس مقام پر چند نظائر جو ممبران جماعت متحدہ امیر معاویہ نے مشتہر فرمائی ہین بثبوت
مدعا پیش کیجاتی ہین فضل بن روزبہان نے کتاب بطال الباطل مین فرمایا ہے
اما ما ذکرہ ان اجماع العترۃ حجۃ ماذا اراد من العترۃ فان اراد بہ علیاً
فھو واحد من العترۃ اما قولہ مجرد اذا خالفہ جمھور الصحابہ فلیس
بحجۃ موجھۃ الی ان قال فان بعضھم ذھبوا الی ان قول الصحابۃ حجۃ

کما هو فی بعض الکتب واما غیره من العترة فعدم کون قولهم حجة
فبالطریق الاولی فاجماع العترة لا یکون حجة وان کانوا صادقین وان سلمنا
انهم معصومین انتهی ملخص ترجمہ یہ ہے کہ قول مجرد جناب امیر کا امر دین مین حجت
نہین جبکہ جمہور صحابہ اوسکے مخالف ہون نہ اجماع عترت رسالت حجت ہے بلکہ قول
صحابہ کا حجت ہے انتہی اور محقق دوانی نے شرح عقائد مین تو یہ تفریق صاف
لفظون مین بذکر نجات فرقہ اشعریہ کے افادہ فرمائی ہے کہ فانہم یتمسکون
فی عقائدهم بالاحادیث الصحیحة المرویة عنه صلعم وعن اصحابه و لا
یتجاوزون عن ظواهرها الی ان قال لا مع النقل من غیرهم کالشیعة المتبعین
بما روی عن ائمتهم لاعتقادهم العصمة انتهی یعنی فرقہ اشعریہ عقائد مین احادیث
صحیحہ پیغمبر خدا و احادیث صحابہ سے تمسک کرتے ہین اور ظاہر معنے الفاظ احادیث
سے تجاوز نہین کرتے اور غیر صحابہ سے مثل فرقہ شیعہ کے استرسال اور موانست
و آوختگی نہین کرتے ہین کہ شیعہ متبع کرنے والے ہین اون روایات کی جو انکے ائمہ سے
مروی ہین بسبب اونکے اعتقاد کرنے معصوم ہونے ائمہ کے انتہی اس فصاحت
مرام سے تفرقہ و تمیز دونون گروہ اور اونکے متمسک بھم فی امر الدین کے ہو گئی اور
طائفہ اول الذکر کا نام سنہ ۴۱ ہجری مین بوجہ اونکے اجماع کرنے خلافت پر امیر معاویہ
کے اہل السنة والجماعت قرار پایا اور وہ قبل اوسکے شیعہ عثمان مشہور و نامزد تھے
اس مقام پر اسناد وجہ تسمیہ کو بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ یحیی بن الحسن

القرشی نے کتاب منهاج التحقیق میں افادہ فرمایا ہو ان معاویۃ حین صار ت
علیاً سمّی ذلك العام عام السّنۃ وبہ سُمّیت اهل السنۃ اور اسی روایت کو
حسن عجیل نے اوائل کتاب انوار البدریہ میں نقل کیا ہو اور ابن بطہ نے کتاب
ابانۃ میں لکھا ہو سمّی معاویۃ السنۃ التی اجتمع فیها علیہ النّاس بعام السنۃ والجماعۃ
وکانت تلك السنۃ اربعین اورحسین کرابیسی نے یہ کھا ہو کہ انما سمّی هذا
الاسم یزید بن معاویۃ الخ اورشیخ العسکری نے کتاب الزواجر میں ذکر کیا ہے۔
ان معاویۃ سُمّی ذلك العام عام السُنّۃ اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد میں
اس طرح افادہ فرمایا ہو لما صالح الحسن معاویۃ سمّی ذلك عام الجماعۃ اور
حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں نقل کیا ہو کہ فاستقرضها (فی الخلافۃ) من
ربیع الآخر وجمادی الاولی سنۃ احدی واربعین فسمّی هذا العام الجماعۃ
لاجتماع الأمّۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتھی اور ماحصل جملہ مرویات کا یہ ہے
کہ معاویہ نے جس سال میں امیر المومنین کو ناسزا کھا اُس سال کا نام سنت رکھا
اور اوسی سال نام رکھے گئے اہل السنۃ اور معاویہ نے اس سال کا نام جسمیں مروان
نے اجتماع اونکی خلافت پر کیا سنت وجماعت رکھا اور کرابیسی نے لکھا ہو کہ یہ نام
یزید بن معاویہ کا مقرر کردہ ہو پھر بھی یہ نام عطیہ امیر معاویہ یا یزید مستحق ہا ویہ کا ہے
اور متتبعین کتب سیر ومحاربات جمل وصفین و واقعات مابعد عہد امیر معاویہ پر
مخفی نہیں ہو کہ محاربین جناب و لاتماب شیعہ عثمان کے لقب سے لکھی جاتی تھی کہ جنگ جمل

وصفین میں جیسے محاربت کا بطلب دم عثمان کے تھا اور اگر کہا جاوے کہ محاربت صفین
میں مقابل امیر المومنین گروہ بنی امیہ و نواصب ملک شام کا تھا نہ فرقہ اہل السنتہ والجماعۃ
اسکے دفع دخل کو جوابات شتے ہیں مگر یہاں اندکے از بسیار حالی کیا جاتا ہے کہ کیا یہی
کہا جاویگا کہ مقابل امیر المومنین کے صحابہ ذوی الحلوم کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
میں سے بھی کوئی نہیں تھا جنکی سیرت اساس مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور کیا اس
سیرت محاربت کو ترک کرکے اہلسنت مقلد و مقتدی بھی اُن صحابہ کالنجوم کے رہ سکتے
ہیں اور کیا اہلسنت والجماعت نے سنہ جماعت امیر معاویہ میں شرکت نہیں کی و خلیفہ واحد
امیر باتدبیر کی بیعت علی الخلافہ نہیں فرمائی جو سنہ ۴۰ ہجری یوم بیعت عامہ امیر معاویہ
سے سنہ ۹۹ ہجری عہد عمر عبد العزیز تک سب وشتم علی الاتصال تمام ممالک اسلام میں خطیب
اموی اہلبیت نبی پر کرتے رہے کیا یہ بھی کہا جاویگا کہ اون خلفار کی بیعت اہلسنت نے
اختیار نہیں کی جنکے زمانہ میں یہ بدعت وشناعت مورث ضلالت ہوا کی اور مخفی
نرہے کہ وہ خلفار سنہ ۹۹ ہجری تک کے امیر معاویہ و یزید و عبد الملک و ولید و سلیمان
ہیں اونکو بھی قاضی عیاض وشیخ الاسلام عسقلانی نے خلفار اثنا عشر میں شمار
کیا ہے کما فی فتح الباری و فی المفہم و تاریخ الخلفار ، والصواعق المحرقہ یا یہ بیعت حضرات
اہلسنت کچھ اور سب وشتم کرنا اور سننا تقیۃً جائز تھا اور اس واقعہ فظیعہ سب وشتم
کو ہرچند بپاس بنی امیہ کے چھپایا گیا ہے کہ کہیں بصداق حدیث من سبّ علیاً
فقد سبنی الخ کے ثابت ہو کر نظر معتقدین میں مردود الخلافۃ و کافر خارج الملۃ

نہ بہجے جاوین مگر طشتیکہ از بام افتادہ باشد کر امجال انکار است اور لطف یہ ہی کہ بمصداق
سہ کیا لطف جو غیر پردہ کہولے ٭ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے خود ہی حضرات
نقل فرماتے ہین کہ امیر معاویہ جناب امیر پر سب و لعن کیا کرتے تھے اور غیرونکو اسکی ترغیب
دیا کرتے تھے ہم یہانپر ستا روایات پر بخوف طوالت اقتصار کرتے ہین کہ امامہم مسلم
نے باب فضائل علی ع مین نقل کیا ہی قال [۱] امر معاویۃ بن ابی سفیان سعداً فقال
ما منعك ان تسب ابا تراب الخ و امامہم ابن ماجہ نے عبد الرحمن عن سعد بن
ابی وقاص سے نقل کیا ہی قال [۲] قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد
فذکروا علیا فنال فغضب سعد الخ اور ملا علی القاری نے باب مناقب العشرۃ
المبشرہ مین شرح مشکوہ کی نقل کیا ہی [۳] ثم تعلم انّ علیاً و معاویۃ کانا علی القتال
والخصام وکان الطائفتان یسب بعضہم بعضاً اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ
خواص الامۃ مین ذکر فضائل علی مین حدیث مسلم ما منعك ان تسب ابا تراب کو
نقل فرما کر لکھا ہی [۴] فان معاویۃ لما سب علیاً وامر الناس بذلك تورع سعد
عن سبہ الخ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ مین صاف نقل کیا ہی عن سعد

---

۱ معاویہ نے سعد وقاص سے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع کیا ہی کہ جو گالیان ابوتراب کو نہین دیتا ہے

۲ معاویہ بعض حج کے سفر مین آیا سعد وقاص ملنے کو گئے علی ع کا لوگونے ذکر کیا معاویہ نے علی پر سب و لعن کیا سعد خفا ہو گئے

۳ پھر جانتا ہی تو کہ ہر آینہ علی و معاویہ مین قتال و خصومت تہی اور ہر دو گروہ ایک دوسرے کو سب و دشنام کرتا تھا

۴ پس معاویہ نے جبکہ علی ع کو دشنام دیئے اور لوگونکو حکم کیا کہ علی کو دشنام دین سعد وقاص نے دشنام دینے سے پرہیز کیا

قال امر معاویہ سعد ان یسب ابا تراب اور محدث عبدالحق نے شرح مشکوۃ کے
کتاب القنوت مین نقل کیا ہی عن انس ان النبی صلعم لایقنت الا اذا دعی علیہم وقد
روی عن الصدیق انہ قنت عند محاربۃ علی اهل الکتاب وکذا علی فی محاربۃ معاویۃ
وما وی فی هذا العکس ایضاً اور شیخہم فی الاسلام ابن تیمیہ نے اوائل کتاب منہاج السنۃ
مین تائید حدیث مسلم کے لکھا ہی اما سعد لما امرہ معاویۃ بالسب فابی فقال ما
منعک ان تسب علیاً فقال ثلاث قالہن رسول اللہ فلن اسبہ لان یکون لی
واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم الحدیث فہذا حدیث صحیح رواہ مسلم فی صحیحہ
اندکے از غم دل گفتم و خاموش شدم ؛ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
پس یہ فرمایا جاوے کہ حضرات سلف صالحین اہلسنت زمان سب و شتم مین کہان
روپوش تھے حالانکہ عامۂ صحابہ بعد سال جماعت کے مطیع و منقاد امیر معاویہ کے ہوکر دست
بیع ہو چکے تھے اور سلسلہ سب و شتم کا علی الاتصال جاری رہا اگر حقیقۃً تقیہ فرماتی تھے
جیساکہ امام شعبی سے ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہی کہ قال الشعبی کنا جماعۃ ما منا الا
من نال من علی ع مقاربۃ للحجاج غیر الحسن بن ابی الحسن یعنے امام شعبی نے کھا

۱؎ امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو برا کہو ۲؎ ملخص یہ کہ پیغمبر خدا قنوت نفرماتے تھے مگر جبکہ نفرین
کرتے تھے اونپر اور صدیق نے اہل کتاب پر نفرین کی اور اسیطرح علی ع نے جنگ مین معاویہ کو اور معاویہ نے
عکس پر علی کو برا کہا ۳؎ سعد کو جب معاویہ نے حکم سب و شتم کا دیا تو سعد نے انکار کیا معاویہ نے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع
کیا ہی کہ جو علی کو دشنام نہین دیتا کہا تین چیزون نے کہ جو رسول اللہ نے دعا با ہے پس مین برا علی کو نکہونگا الخ

کہ جماعت علماء سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو سب و لعن علی پر نکرتا ہو بنیت تقرب حجاج بن یوسف کے مگر حسن بصری۔ تو تقیہ جایز رہا فہو المطلوب و اگر سب و شتم قطعاً جایز نہین تہی تو سواد اعظم اپنی برات ثابت فرما دین کہ اونکی بیعت و اطاعت سے کس طرح انکو چھٹکارہ ہوا کیا سنۃ جماعت مین اہلسنت شریک جماعت نہین ہوسے جسکی نسبت ابھی مذکور ہوا انہ سمی ھذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد کیا ولید و سلیمان کی خلافت تک بیعت خلفاء سے کنارہ کش رہے جنکی شوکت خلافت کے بیان مین حافظ سیوطی نے صد ۔ تاریخ الخلفاء مین لکھا ہو کان فی ایام بنی عبد الملک[1] یخطب للخلیفۃ فی جمیع الاقطار من الارض شرقاً و غرباً یمیناً و شمالاً الخ کیا اہلسنت اس شرق و غرب و یمین و شمال سے کہین باہر بیعت و حکومت خلافت سے چھپکر چلے گئے تھے کیا اُسوقت مین یہ سواد اعظم نکہے جاتے تھے کیا خلفاء مذکورین نے اس سواد اعظم کی بیعت کے علاوہ اپنی خلافت پر جسکا نام عامۃ الناس کی بیعت لی تہی جو وہ بیعت عامہ سمجھی گئی اگر کہین کہ انکی بیعت بالکراہتہ تہی تو مقصود ہمارا بھی اس رسالہ کی تحریر سے بس اسیقدر ہی کہ فعل بیعت خلافت کے حق ہونے کو ثابت کرنے والے نہین ہوا اور اگر بیعت بالکلاہت سے بوجہ سُنت سقیفہ ہونے کے گریز و کراہت ہی اور بیعت بنی امیہ کا بھی قلادہ طاعت در گردن ہی جو ناگزیر ہے تو اہلسنت والجماعۃ کی بیعت بالرضا و بالرغبت اُن خلفاء و امراکی خلافت پر ثابت ہوگی جنسے خدا و رسول ناخوش تھے اور جنکی خلافت کی خبر پانے سے پیغمبر خدا رنجیدہ ہوسے اور جنکے قوم سے

[1] پسران عبد الملک کے زمانہ مین شرق سے غرب تک و یمین سے شمال تک خطبۂ خلافت اون بنی امیہ کا ہی پڑھا جاتا تھا۔

آنحضرت تا رحلت کراہت فرماتے رہے اور جو اغیلمہ قریش کے لقب سے بحکم پیغمبر
زبان زد صحابہ رہا کئے اور وہ احادیث نبوی مین امراے جور کے ساتھہ نامزد ہوے
جو یہ احادیث کتب ملاحم و فتن صحیحین مین ماثور ہین گلے از گلشن و خوشۂ از خرمن نقل
کیجاتی ہین عن ابن عباس رض ان النبی صلعم نظر الی قوم من بنی فلان یتبخترون
فی مشیتہم فعرف الغضب فی وجہہ ثم قرا و والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن فقیل
ای شجرۃ یا رسول اللہ حتی نجتنبھا فقال لیست بشجر نبات انما ھم بنو امیۃ
اذا ملکوا جاروا واذا اوتمنوا خانوا الحدیث کما روی السیوطی فی تاریخ الخلفا
بسند الصولی فی ترجمۃ للمعتصم باللہ اور بخاری شریف مین ماثور ہے ابو ہریرہ
سے عن النبی ہلکۃ امتی علی یدی اغیلمۃ من قریش الحدیث اور ترمذی مین
منقول ہے کہ مات النبی و ھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفا و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ اور واضح رہے
کہ خلیفہ ثانی نے خلافت کے لئے اپنی فراست کی رو سے شوری مین اونکو منتخب کیا تھا
جنسے پیغمبر خدا خوش رہے تھے پس معلوم ہوا کہ بنی امیہ جن مین عثمان و معاویہ وغیرہما خلیفہ ہوے

---

۱ پیغمبر خدا نے ایک قوم کو دیکھا بنی امیہ سے کہ وہ تبختر سے چلتے ہین آپکے چہرہ مبارک پر غضبناکی پائی گئی اور
آپنے آیہ والشجرۃ الملعونۃ کو پڑھا آپسے پوچھا گیا کہ وہ کون سا درخت ہے تاکہ ہم اوس سے حذر کرین فرمایا وہ شجرہ
نباتات سے نہین ہے جبکہ بلکہ وہ قوم بنی امیہ ہے جب وہ متملک ہونگے ظلم کرینگے اور جب وہ امین بنائے جاوینگے خیانت کرینگے
۲ فرمایا آپنے کہ میری امت قریش کے چھوکرون کے ہاتھون ہلاک ہوگی -
۳ پیغمبر خدا نے اوس حالت مین وفات پائی کہ آپ تین فرقون سے ناخوش رہے بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے

بوجہ ناخوشی رسالتمآب کے مستحق خلافت نہین تھے اور یہ حدیث مات النبی کی منافی
اوس فراست کے ہے جو فاروق نے بزعم خود سمجھ لیا کہ رسولخدا عثمان سے خوش تھے
پس سواد اعظم نے کیا اسی قوم کی خلافت کو امارت حقہ اعتقاد فرماکر بیعت اونکی
برضا و رغبت فرمائی اور احادیث صحیحہ صحاح کو باطل اور اخبار مخبر صادق کو باتباع سنت
عمری معطل گردانا یا اونکے اجبار پر تقیۃً بیعت اختیار کرلی اور صحت احادیث پیغمبر
کو جو اونکے شان مین وارد ہین اعتقاد آ ہاتھہ سے نہین دیا فانظروا یا ایھا الناظرون
باش تا آفتاب جلوہ کند ؛ کاین ہنوز از نتائج سحر ست ۔ اور ایک وہ گروہ ہے
جو ائمہ اہلبیت کو ہی خلفاء نبوت مفترض الطاعۃ واہل طہارت جانتے ہین اور
صحابہ نبی صلعم مین اونکا اعتقاد بس اسیقدر ہے کہ[1] ھم الذین امنوا باللہ ورسولہ
وعزّروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون اور بعد
حضرت رسالت جو پیرو امیر المومنین خیر الوصیین کے رہے ہین اونکو بزرگان دین البتہ
مانتے ہین باقی صحابہ کو جو آپ سے منحرف ومخالف رہے بس ونکو مرتد جانتے ہین اور وجہہ
تسمیہ اس گروہ شیعہ مین احادیث کثیرہ وارد ہین از انجملہ حدیث نبوی مخاطباً لعلی علیہ
السلام انت[2] وشیعتک فی الجنۃ وحدیث وشیعتک ھم الفائزون ہے

[1] اصحاب نبی وہ لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور نبی کی رفاقت اور نصرت بالسیف کی اور پیروی کی اونہوں نے اوس نور کی جو نور پیغمبر مین ملا ہوا نازل ہوا (اس مین اشارہ ہے نور علی کیطرف) وہی لوگ فلاح پانے والے ہین [2] تو اے علی اور شیعہ تیرے جنت مین ہونگے اور تیرے شیعہ فائز ہین ۔

[illegible]

کما فی الصواعق المحرقہ والمودۃ القربیٰ للسید الہمدانی وفی غیرہما و باوجود تقیہ کے تہہ تیغ بید ریغ ہی عہد بنی امیہ و بنی عباس مین فائز ہوا کئے ہین کما یاتی بیانہ۔
اور مختصراً وجوہ تمسک فریقین کے بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہین کہ گروہ اہلسنت و الجماعۃ صحابہ نبی کو من حیث المجموع ممدوح القرآن او رفیضیاب صحبت نبوی کہتے ہین اور جو آیات قرآنی فضائل صحابہ مین لکھتے ہین وہ بوجہ عموم خطاب کے معید باعیانہم المخصوصہ و باشخاصہم المعینہ کے نہین ہین لہذا نقل مخجات بھا کو یہان پر عبث دیکھا گیا کہ صاحب واقف وغیرہ نے خود ہی فرمادیا ہی لا ثناء علیہم خاصۃ ای لاثناء فی القرآن علی واحد من الصحابۃ بخصوعینہ انتہے ما اردناہ اور جب من حیث المجموع پر علی زعمہم ارتداد مالک بن نویرہ سے ایراد کیا جاتا ہی جو اصحاب نبی مین شمار کئے جاتے ہین اور رسول خدا کے مقرر کردہ عامل صدقات تھی تو متسنین اس گروہ کے دست و پاچہ ہو جاتے ہین چنانچہ فضل ابن روزبھان نے کتاب ابطال الباطل مین بجواب علامہ حلی کے اول تو اپنا ہی مسلک واجب التعظیم ہونے صحابہ کلہم کا بدین الفاظ افادہ فرمایا ہی فنقول مذھب عامۃ العلماء انہ یجب تعظیم الصحابۃ کلھم والکف عن القدح فیہ لان اللہ تعالیٰ عظمہم واثنی علیہم فی غیر موضع من کتابہ

ما ثناء و مدح کسی خاص صحابی کی قرآن مین نہین آئی ۲ مذہب جمہور علماء کا یہ ہی کہ کل صحابہ کی تعظیم کرنا اور انکی قدح کرنے سے باز رہنا واجب ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے صحابہ کی تعظیم و مدح جگہ جگہ قرآن مین فرمائی ہے

بعد ازان جواب حدیث انا فرطکم علی الحوض الی قولہ صلعم فیقال انک لا تدری[1] ما احدثوا بعدک الخ کے مضطرب ہوکر یہ کہدیا کہ فاتفق العلماء ان ھذا فی اھل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ صلعم ثم ارتدوا بعدہ انتہی بقدر الحاجۃ ملخص ترجمہ یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہی کہ [illegible] بعض ہین جنکے ارتداد کی خبر ہی وہ بعد رسولخدا مرتد ہو گئے تھے اور زمانہ حیات پیغمبر مین اسکے اصحاب تھے اور لطف یہ ہی کہ جنکو اہلسنت والجماعۃ کے علماء و مقتدا مرتدین کہتے تھے [illegible] ہین وہ لوگ ابوبکر عتیق کو ہی مرتد جانتے تھے چنانچہ ابن حزم وغیرہ محدثین عامہ نے لکھا ہی کہ ان الذین منعوا ابابکر عن اداء الزکوۃ[2] حتی سماھم باھل الردہ لم یکونوا مرتدین بل کانوا یدعون الردۃ علی ابی بکر بارتکاب ما لا یستحقہ من الخلافۃ والامامۃ انتہی موضع الحاجۃ اور جن صحابہ کی کہ علماء اہل سنت نے تعیین و تشخیص و تعریف فرمائی ہی وہ بہت ہی عام ہی چنانچہ امام بخاری نے بزور طبع آرائی لکھا ہی کہ من صحب النبی اوراٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنے جو شخص معیت پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا یا جس کسی نے اہل اسلام مین سے آپکو دیکھہ لیا پس وہ آپکے صحابہ مین ہی و ہکذا قال امامہم

---

[1] پس کہا جاویگا کہ ہر آئنہ ای پیغمبر تو نہین جانتا ہی کہ انہون نے تیرے بعد کیا احداث دین مین کیا ہی

[2] وہ لوگ کہ جنہون نے ابوبکر کو زکوۃ ادا کرنے سے منع کیا یہانتک کہ اونکا نام منع زکوۃ پر مرتد رکھا گیا وہ اہل ردت نہین تہی بلکہ وہ ابوبکر کو مرتد کہتے تہے بسبب ارتکاب کرنے ابوبکر کے اوس چیز کو جسکے کہ وہ مستحق نہین تہی امر خلافت و امامت سے ۔ احقاق الحق ورق ۱۲۴۔

احمد و جمہور المحدثین اور معتقدین صحابہ نے اسی مجموعہ کے حق مین والزمہم کلمۃ التقوی
تجویز فرمایا ہے حالانکہ صحبت دیرینہ انبیا رنے ارتداد کو الذین آمنوا کے نہین روکا
چہ جائیکہ محض رؤیت موجب لزوم کلمۃ التقوی کے اون مخصوصین صحابہ کے لئے ہو سکتے
جنکا ارتداد باتفاق علماء مسلم ہے اور من صحب النبی اوراٰہ من المسلمین کے حق مین
ہی تو آیہ واقی ہدایہ یاایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ[1] آیا ہے اور اصحاب
موسیٰ کلیم اللہ مدت العمر مقابلہ فرعون کے حق رفاقت نبی اللہ ادا کرتے رہے اور
فیض صحبت اپنے نبی سے مستفید ہوتی ہی مگر آخر مین باغوای سامری گوسالہ پرستی مین
مبتلا ہو گئے اور اخبار مین انتم اشبہ الامم ببنی اسرائیل[2] جو صحابہ حاضرین حدیث
کی ہی خاصۃً وارد ہوا ہے اور علی بن مدینی شیخ بخاری نے وفور عقیدت اور رسوخ ارادت
سے تعریف صحابہ مین یہ توسیع فرمائی ہے کہ من لقی النبی اوراٰہ ساعۃ من نہار فہو من اصحاب
النبی یعنے جس شخص نے رسولخدا صلعم سے ملاقات کی یا اونکو ایک گھڑی دن مین دیکھ لیا
وہ آپکے اصحاب مین ہے کما نقلہ العسقلانی فی فتح الباری اس وسعت حد مین قید صحبت
اور قید اسلام صحابی کی بھی نہین رہی اور اس گروہ پرشکوہ صحابہ کی مزید توقیر و تعظیم
مین حدیث مشہور بین الجمہور جسکا پتہ صحاح ستہ سے نہین ملتا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم[3]

---

[1] ای وہ لوگو جو ایمان لاے جو شخص تم مین اپنے دین اسلام سے مرتد ہو جائیگا ۔ الخ

[2] تم یعنے اصحاب اور امت زیادہ مشابہ ہونی اسرائیل قوم ہو نے سے ۔

[3] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین ان مین سے جنکی اقتدا کرو گے ہدایت یافتہ ہو گے

روایت کیجاتی ہی اس مقام پر جو تعریف صحابی اور حدیث نجوم کو منطبق کیا جاتا ہی تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہی کہ جس دیکھنے والے پیغمبر خدا کی اقتدا کیجاوے عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور اسکو رویت پیغمبر خدا کی ایک ساعت ہی نصیب ہوئی ہو یا زیادہ ایک ساعت سے تو مہتدی ہدایت یافتہ ہی اور صحابہ کی تجویز و تعریف جو کچھ بھی ہو یہان پر اطلاق صحابہ مین حدیث نبوی کا ظاہر کرنا بھی موثر اور پر معنے ہے کتاب شرح شفا مین مذکور ہی الذی[1] رواہ البخاری فی عبد اللہ بن ابی سلول قال بعض الصحابہ تقتل لنفاقہ فقال صلعم فکیف اذا تحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولخدا منافقین کو بھی اپنا صحابی فرمایا کرتے تھے اور لا ادری[2] ما احدثون بعدی بھی اونسے ارشاد کیا کرتے تھے کما فی الموطا للامام مالک بن انس اور بناے خلافت سقیفہ انہین صحابہ ذوالاقتدار سے کا نہم[3] خشب مسندہ کی غور و پرداخت سے قایم ہوئی ہی اور تابعین امیر معاویہ نے برغم خاندان رسالت اور دربدر و خانہ بخانہ دایر و سایر ہونے اوس خلافت سے کے جو حقیقۃً خلافت دینویہ تھی امامت دینیہ و خلافت نبویہ سی منصوص مخترعہ کے تبدیل بدل کر لیا ورنہ یوم سقیفہ سے الی یومنا ہذا ثابت نہین کہ کسی نے صحابہ ذوی الوجوہ

---

[1] امام بخاری نے جو عبد اللہ بن ابی سلول کے بارہ مین لکھا ہی کہ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ابن ابی سلول کو آپ حکم قتل کا بسبب اوسکی نفاق کے فرمادیجئے تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیونکر حکم دیا جاوے جبکہ لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین۔ [2] مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے۔ [3] گویا کہ وہ لوگ لکڑی ہوئی لکڑیان خوبصورت ہین۔

سے کسی آیہ قرآنی کو فضائل خلیفہ اور بخصوص اجماع سقیفہ مین نقل کیا ہو دس راوی نقل
نے تیس سال جماعت کے بلا فیض بیعت امیر معاویہ کے وفات پائی ہونہ یوم سقیفہ کوئی حدیث
کوئی خبر کوئی قول بمقابلہ انصار خصوصاً سعد بن عبادہ مدعی خلافت کی شان عالی عتیق
مین براہ مفاخرت دنیوی وقومی یا محبت دینی شرعی کے پڑھا گیا جس سے استحقاق خلافت
عتیق اور کم از کم فضائل ہوتے اونکے کچھ نہ کچھ ثابت ہوسکتے بہر نوع مسلک قومی
اہل سنت اربعین کا اسپر ہی مستحکم ہوگیا کہ بعد رسول خلیفہ مقبول اور افضل صحابہ عدول
حضرت ابو بکر ہی ہین اور خلفا بنی امیہ و بنی عباس کی خلافتون نے جو منوال سقیفہ
پر ہی قرناً بعد قرن و دہراً بعد دہر منسوج ہوا لیکن اوسکو برغم عترت رسالت زیادہ قوی
کر دیا تھے کہ شروع عہد امیر معاویہ سے ہی قسم قسم کے وافد الاستحقاق وانحطاط مدارج جناب
امیر علیہ السلام کے بلکہ سب وشتم واظہار واعلان احادیث فضائل موضوعہ ومناقب
مخترعہ اصحاب ثلاثہ تعلیم اطفال مین داخل کیگئی تھی تاکہ آیندہ نسلین دین حق کی تعلیم
مین فضائل مفتعلہ لاحقیقۃ لھا بحق اصحاب ثلاثہ کو اور خطبون مین سب وشتم اہلبیت
مصطفےٰ صلعم کو دیکھکر خوگرفتہ اوسی مسلک کے ہوجاوین فمن شاء ان یطلع علی تلک
القصص مفصلا فعلیہ ان یرجع الی کتاب الاحداث لابی الحسن وہو المدائنی والی الجزء
الحادی عشر من شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید المعتزلی اب مختصراً وجوہ عقیدت فرقہ
اثنا عشریہ کے درباب تمسک کرنے امر خلافت و دین رسالت مین ائمہ عترت سے
بیان کیجاتی ہین کہ خداوند عزوجل نے اونکو آیہ مباہلہ مین نفس پیغمبر اور اولاد پیغمبر کہا ہے

اور اونکی مودت کو امت پر آیہ مودت مین واجب کیا ہی اور آیہ اطیعوا اللہ مین انکو
اولی الامر بنا کر امت پر اونکی اطاعت کو مقترن باطاعت نبی واجب گردانا ہی
کما فی کتاب الاربعین جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور آیہ انما ولیکم اللہ
مین اونکی ولایت کو اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے بعد بنا بر ترتیب مدارج
کے حالی فرمایا ہی تاکہ رعایا و برایا کو خلیفہ نبی و امام دینی کی شناخت اسی ترتیب سی ہوجاوے
اور بعد اعلام قصۂ ابراہیم علیہ السلام فی قولہ لاینال[1] عہدی الظلمین کے آیہ تطہیر مین
اہلبیت کی عصمت و طہارت کو بھی واسطے تمیز و تخصیص حاصل ہوجانے ائمۂ دین
و خلفاء ختم المرسلین کے ظاہر فرمادیا ہی تاکہ مسلمین و مومنین امامت کو عہد ظالمین نہ
سمجھلین اور بمانشۂ عہد رب العالمین جانکر خلافت کبری و امامت عظمی کو من عند اللہ
ہونا باور کرین اور عوام الناس کی دست درازی بیعت اور اجماع کی خلافت کو
بمصداق آیہ لیس لک من الامر شئی[2] کے امور دینیہ سے بغایت اقصی تجاوز جانین
اور یہ عہد امامت مخصوص بآل عصمت دیکھکر حق امامت ذریت رسالت کا ہی
منحصراً و محدوداً سمجھا کرین کہ سواے اہلبیت نبوت کے عام یا خاص گروہ امت کی
طہارت و عصمت کسی میں نازل نہین ہوئی اور امامت مستلزم عصمت کو ہے
کما ھی مذکورۃ فی مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مصرحا و مدللا
فمن شاء ان یطلع علی کتاب الامامۃ مع شرائطھا و نصوصھا فلیرجع الیہ
لانہ جامع للمباحث کلھا مع موجبات الخلافۃ لعلی و سوالب الحق عن

[1] یعنی نہیں پہونچیگا عہد میرا ظالمون کو ۱۲

[2] نہیں ہی تیرے لئے ای پیغمبر کسی امر مین کوئی شے یعنے اختیار کسی امر مین نہین

ابی بکر مفصلاً پس یہ اسلام دین خیر الانام (جو من عند اللہ الاحد الواحد الوحید المنفرد المنعام ہے اور مصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے) قطعاً اختلافات سے مبرا تھا مگر اہل اسلام نے بوجہ ذیل خلافت کے اسکو بہت ہی مکدر کردیا ہے حالانکہ باہمی فیصلہ اس اختلاف مقتدیین صحابہ و معتقدین ذریت طاہرہ کا حدیث ثقلین اور اخبار کثیرہ حوض نے فرما دیا ہے کہ صحابہ حضرات کو حوض سے ارتداد قہقری نصیب ہوگا اور ذریت پیغمبر بموافقت قرآن کے حوض کوثر پر یقیناً فایز ہونگے مگر اس قول فیصل پر ایک فریق نے رضامندی نہین فرمائی اور فیصلہ اختلاف کا بزور شمشیر اور خونریزی طرف مقابل کے بنا بر فتوائے نفس امارہ خود رائی سے کرلیا گیا اور اسیوجہ سے شرائط امامت مین قہر و غلبہ و استیلاء متفرع کیا گیا ہے تاکہ جواز قہر کے صورت ہوجاوے لاکن یہ ظلم و غلبہ کب طفاء نور اللہ کرسکتا ہے ظہور مخالفت مذہب جماعت صحابہ کا بوجود الحق کے ہر زمانہ مین ہوتا رہا ہر چند جبروت بنی امیہ و بنی عباس مین پے درپے شیعہ قتل ہوا کئے اور ہمیشہ مضروب و منکوب کئے گئے لاکن صمیم قلب سے کبھی امر حق کو فرقہ شیعہ نے زائل نہین کیا اور اور بالاستقلال مخالف رہے تا آنکہ باہمی اختلاف فریقین نے اسقدر طوالت کھینچی کہ اسلام مین مسئلہ خلافت عظمی و زعامت کبری کو مبدء فسادات و اعظم اختلافات ورأس النزاعات کردیا گیا صاحب ملل نے لکھا ہے الخلاف الخامس فی الخلافۃ و اعظم

ف یعنی پانچوان خلاف صحابہ کا امر امامت مین ہوا اور یہ خلاف بین الامۃ اعظم ہے دیگر متعلقات سے

الخلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ
دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمان اور اس نزاع اور خصومت نے
جس طرح سابق مین تفرقہ قایم رکھا اسی طرح تعلیم یافتگان مدرسہ امیر معاویہ اور درس
کنندگان خطبا بنی امیہ کا شیوہ الی آلان کما کان دیکھا جاتا ہی اور وہ ثابت کرنیوالا
اسی تفرقہ صحابہ و عترت خیر الوریٰ کا ہی جو صدر مین مذکور ہوا کہ گروہ اہلسنت تابع
و منقاد معاشر صحابہ کے ہین اور ائمہ اہلبیت کی امامت و خلافت کے قائل نہین اور
گروہ شیعہ معتقد امامت و نیابت و وصایت امیر المومنین اور اونکی ذریت طیبین
کے ہین اور صحابہ منحرفین کو بزرگان دین نہین جانتے اور ظہور تفرقہ عنی ثبوت تمسک
فرقہ شیعہ کا ساتھ ائمہ طاہرین کے اور ترک اعتصام اہلسنت کا حضرات ائمہ موصوفین
سے طرح طرح کے اعتراض کرنے سے فرقہ اہلسنت والجماعت کے مخاطباً گروہ شیعہ بشان
ائمہ طاہرہ کیے ہوے ہا اگر اہلسنت ائمہ عترت طاہرہ کو اپنے پیشواے دین جانتے اور فرقہ شیعہ
کا انتساب حقیقۃً ساتھ اہل بیت طاہرین کے نہوتا تو یہ گروہ امیر معاویہ شاہی ہرگز
قسم قسم کے اعتراض اونحضرات عصمت درجات پیروار دنکرتے بلکہ وہ اعتراض اونکی
زبان پر ہی جاری نہوتے نہ وہ فرقہ شیعہ کو اون اعتراضات مین مخاطب فرماتے
یہانپر از جملہ معترضات اہلسنت کے امر بیعت و خلافت کو بیان کیا جاتا ہی جو ان مطاعن
مین بعض وہ اعتراضات ہین کہ اونکے جواب دینے کے مخصوص فرقہ شیعہ مستوجب نہین تنہا
بلکہ ہر مسلمان جو دین محمدی سے بہرہ مند ہی مجیب اونکا ہوتا ابن ایراد مخصوص کی فقط

ترجمہ یعنی کہ اسلام مین قاعدہ دینیہ پر کبھی تیغ نہین کھینچی مثل اوسکی کہ جو ہر زمانہ مین بوجہ نزاع امامت کے کھینچی ہی۔

گروہ شیعہ ہی مخاطب کئے جاتے بلکہ سادات اثنا عشری بجرم مودت ذوی القربی
رسولخدا کی آپ کی آل ہونے سے خارج نگردانی جاتی اور اراذل امت بوجہ محبت
حضرات ثلاثہ کی آل محمدؐ نہ لکھی جاتی کما یاتی بیانہ اب ہم مطاعن اہم دربارہ بیعت
وخلافت اتم وارد کردہ سواد اعظم کو (جو بشان امیرالمؤمنین وجناب بتول عصمت مآب کے
پیش کیا کرتے ہین اور جنکی تعظیم بھی بذیل وجوب تعظیم الصحابہ کلہم عدول وجوب منصوص
قرآنی واحکام محکمہ رسولؐ یزدانی امت پر واجب ولازم ہے اور استخفاف اونکا کفر ہے)
حیز تحریر مین لاتے ہین جو محصل ابراد یہ ہے کہ تقرر خلافت مین جناب امیرالمؤمنین
علی بن ابی طالب کا بنا بر اجماع امت کے تھا اور جہانتک کہ کتب اخبار وسیر سے
دریافت ہوتا ہے آپنے دعوی خلافت کا بنا بر استحقاق ذاتی و قرابت واخوت
پیغمبر خدا کے فرمایا ہے نہ بر طبق نص بالخصوص قرآنی واستخلاف رسول سبحانی
کے چنانچہ آپ کے اقوال واحتجاجات وکلمات بلاغت آیات سے ثبوت اسکا بخوبی
ہوتا ہے اور بعد رفع نزاع آپ کی رضامندی وحسن معاشرت با خلفائے وقت بااحسن
وجہ ثابت ومتحقق ہے قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم کما احتججتم علی الانصار
یعنی مین احتجاج کرتا ہون تم اہل سقیفہ پر امر خلافت مین جیسا کہ تمنے احتجاج انصار سے
بقرابت پیغمبر خدا کی ہے اور ابوبکر صدیق نے سقیفہ مین بروایت تاریخ محب طبری
وغیرہ کے بقولہ نحن اوسط العرب ودارا اقادیہ کے استحقاق اپنا امر خلافت
مین بوجہ نفس نہونے کے ظاہر فرمایا تھا پس جناب امیر اسی حجت پر کہ انا احتج علیکم

کما احتججتم علی الانصار قناعت نہ فرماتے بلکہ بحالت وقوع استخلاف کے بوقت
مناجہ لامحالہ آنحضرت ولایت منزلت نص استخلاف کو پیش فرماتے اور دوسرا قول آنحضرت کا
شکایت قریش میں فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی
حقی واغتصبونی سلطان ابن عمی اور چوتھا قول ان اللہ عزوجل لما قبض
نبیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ قلنا نحن اہل بیتہ وعصبتہ وذریتہ واولیاءہ
واحق الخلق بلا ینازع حقہ وسلطانہ فبینا الخ پانچوان قول اللہم انی استعدیک
علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا
علی منازعتی امراً ہو لی کتب فریقین مین منقول ہے پس اس مجموع کلام ہدایت التیام
امام علیہ السلام سے دعوے خلافت کا بر بنا حق قرابت وشکایت غصب حق کی
جو منافی نصب امام من عند اللہ کی ہے بخوبی ثابت ہے اگر حق خلافت آپکا منصوص ہوتا

حاصل جنکا ترجمہ یہہ ہوا کہ قریش نے مجھے میرے حق سے ممنوع رکھا اور امر خلافت میرا غصب
کرلیا اور مجھے میرے حق مین مظلوم کیا اور سلطان ابن عم میرے کو غصب کیا۔ اور جب پیغمبر خدا کی
خداوند تعالے نے روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا کہ ہم اونکے اہل بیت اور اونکے عصبہ اور اونکی ذریت
اور اونکے وارث اور زیادہ حقدار خلق اللہ سے اونکے ساتھ ہین ہم سے اونکے حق وسلطان مین کوئی
منازعت نہ کریگا اور فرمایا کہ بار خدایا مین تجھسے نصرت طلب کرتا ہون قریش پر اور اون لوگون پر
جنہون نے قریش کی میری مخالفت پر اعانت کی ہے کہ اونہون نے میرے رحم کو قطع کردیا اور
میری بڑی منزلت کو میری گھٹا دیا اور مجھسے منازعت کرنے پر اوس امر مین اتفاق کیا جو وہ میرا حق تھا

من عند اللہ ہوتا غصب ہونا نہ فرماتے چھٹا قول آپکا زمانہ شوری کا ہی جو فرمایا ہی
انّ لنا حقًّا ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل وان طال
السرے ساتوان قول آنحضرت کا ہرچند تناقض و تنافی قول ان نعطہ ناخذہ
کے ہے بلکہ عمومًا منافی دعوی خلافت کے ہی کہ خلافت عقیقیہ اور مجلس شوری مین
آپنے دعوی فرمایا اور جب لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی
پیش کی تو کیسے الفاظ سے ابرام کیا ہی کہ جو موہم عدم استحقاق خلافت این لاکن بااین
ہمہ تناقض کے یہ کلام ہی مفید و متحد المعنے منصوص من عند اللہ نہونے خلافت
مین ضرور ہی کہ بعد قتل عثمان غنی کے بجواب استدعاے بیعت کرنے اہل الحل والعقد
کے آپنے بیعت لینے اور خلافت عامہ سے اکراہ فرماکر ارشاد کیا کہ دعونی والتمسوا
غیرے الی قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلّی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ
وانا لکم وزیرًا خیر لکم منی امیرًا انتہی ہذا کلہا فی نہج البلاغۃ و شروحہ تو ان تمامتر

ما یعنے خلافت ہمارا حق ہی اگر ہمکو عطا کیا جاوے (یعنے تصرف امور رعایا مین ہمین مداخلت کرنے دین) توہم اسکو
قبول کرین گے اور اگر ہمکو باز رکھین اس حق سے توہم اونٹ کی پچھلی بیٹھک پر سوار ہونیوالے ہین اگرچہ طوالت سیر مین
ہووے انتہی ۲ مجھے اور بیعت خلافت کے لئے تکلیف نہ دو اور میرے غیر سے درخواست بیعت لینے کی
کرو حتے کہ آپنے فرمایا۔ اور اگر مجھے ترک کردوگے خلافت سے تو مین مثل تمہاری احاد الناس
کے رہونگا اور مجھپر مثل تمہارے اوس خلیفہ کی اطاعت واجب ہوگی جسکو کہ تم مقرر اور متولی اور والی
کروگی۔ اور مین تمہارے لئے بحالت وزیر ہونے کے بہتر ہون اس سے کہ مین تمہارے لئے بحالت امیر ہونے کے رہون

دعوی و شکایت و بعد از ان اس کراہت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ولایت مرتبت
قبل از بیعت و بعد از قتل خلیفہ ثالث کے کسی منصب پر من جانب اللہ والرسول
مقرر نہین ہوے تھے اور یہان پر اچنبا یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپکو خلیفہ کرنا بمصالح
عدیدہ نہ چاہا اوسوقت تو آپنے خلافت کی خواہش فرمائی حتے کہ ایک خطبہ نہج البلاغۃ
سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی طلب خلافت کے اہتمام بلیغ فرمانے پر بعض صحابہ نے
حریص علی الخلافۃ کہا اور جب صحابہ نے بعد قتل عثمان آپکو خلیفہ کرنا چاہا تو آپنے بیحد
کراہتین فرمائین جو آخر کلام مین مذکور ہوا اور آٹھوان وہ کلام محبت التیام ہی کہ جب
بعد از کراہت و انکار آپنے خلافت قبول فرمالی اور امیر معاویہ نے آپ کی خلافت سے
انحراف فرمایا تو ایک نامہ مین آپنے معاویہ کو بدین عبارت تحریر فرمایا[1] اما بعد فان
بیعتی یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب
ان یرد وانما الشوری للمهاجرین فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذلک رضی فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی
قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین الخ مانقلہ الشیخ محمد عبدہ المصری فی شرح نہج البلاغۃ
وھو خلاف مانقلہ عبد الحمید المعتزلی بہر نہج جناب امیر خلافت اجماعی کو حجت

عہ۱ یعنے ہر آئینہ بیعت میری تجہ پر اے معاویہ لازم ہوگی اگرچہ تو ملک شام مین ہی اسلیئے کہ اوس قوم نے میری بیعت
کی ہی جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تہی پس ہر حاضر کو حق نہین ہی بعد اوسکے کہ جو وہ خود مختاری کرے

شرعی جانتے تھے اور یہی مذہب دیگر ائمہ طاہرین از امام زین العابدین تا امام آخر زمان رہا ہے کہ ہر امام نے خلیفہ وقت کی بیعت اختیار فرمائی ہے اور امام حسن مجتبی سبط اکبر رسولخدا صلعم کا مذہب بھی اونکی سیرت اور آثار سے موافق اجماع امت کے پایا جاتا ہے اگر وہ حضرت خلافت من عند اللہ تجویز فرماتے تو امیر معاویہ کو خلافت حوالہ نکرتے چنانچہ آپنے باوجود اپنی خلافت محققہ کے امیر معاویہ سے باوصف کثرت لشکر کے مصالحت فرماکر اونسے بیعت کرلی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیا اور اگر ہر غیر مقید شخص و طاغی کی بیعت کو ناجایز جانتے یا خلافت کو محدود اہلبیت میں ہی سمجھتے تو یہ نفرماتے ماممنا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ بلکہ آپ کی اس سیرت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خلافت حق محض قاربتی کا ہی نہیں بلکہ صاحب شوکت خلیفۃ المسلمین ہو سکتا ہے اگرچہ قرابت میں رسولخدا سے ابعد ہو ومثل امیر معاویہ کی ہیں یہ سیرت منافی حدیث انا احتج علیکم کما احتججت علی الانصار کے ہے جو خصوص اہلبیت میں پایا جاتا ہے ہیں مذہب علے مرتضی و حسن مجتبی کے فرق نہیں پایا گیا اس لئے کہ جناب

ہ امیر شخص غایب مجاز نہیں کہ جو انکار اوس سے کرے اور اجماع اور شوری کرنا خاصۂ حق او منصب مہاجرین و انصار کا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کے واسطے خلافت پر اجماع کریں اور اوسکو امام گردان لیں اور اوس میں باہمی رضامندی ہو اگر کوئی خارجی اون سوروں سے خارج ہوے و طعنہ زنی کے ساتھ یا بدعت کے اوس امام مجبور علیہ کے میں شخص کو بازلانا چاہیے اور اگر انکار کرے تو قتال اس سے کرو کہ لوگوں نے اتباع خلافت سبیل مومنین کا اختیار کیا

سے لیغوہم اہلبیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کی گردن میں بیعت خلیفہ طاغی از حد گذرندہ نے قید و ناقید کی ہو

اس بارہ مین مابین مذہب علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ کے فرق بین پایا گیا اس لئے کہ جناب امیر نے بمقابلہ ابوبکر عتیق کے قریب تر ہونے قرابت مین پیغمبر خدا سے اپنی خلافت کیلئے احتجاج فرمائی اور جناب امام حسن نے اوس کو غیر بنی ہاشم مین معاویہ کے حوالہ و مفوض فرما دیا اور امام حسین علیہ السلام نے دونون حضرات معصومین اپنے پدر عالی قدر اور برادر بجان برابر کے مذہب اور سیرت سے اختلاف فرمایا اور بیعت یزید خلیفہ مجمع علیہ کو باوصف نازل ہونے جبال مصائب کے جسکو زمانہ جانتا ہی کسی طرح اختیار نکیا بلکہ فرمایا لقد سمعت جدّی یقول الخلافۃ محرّمۃ علی وُلد ابی سفیان وکیف ابایع اھل بیت قد قال فیھم رسول اللہ ھذا۔ ہذا فی جلاء العیون اور بروایتے یہ بھی فرمایا کہ خدا نے ہمسے نبوت و خلافت کو کشادہ فرمایا ہی اور ہم پر ہی خلافت و امامت کو ختم کریگا اور یزید ایک مرد فاسق اور شراب خوار ہی اور لوگون کو ناحق قتل کرتا ہی اور قسم قسم کے فسوق معاصی کا مرتکب ہوتا ہی مجھہ ایسا اوس ایسے فاسق سے ہرگز بیعت نہین کرسکتا ہذا ایضاً فی جلاء العیون اور یہ حدیث اور یہ ارشاد امام حسین منافی و متناقض ہے حدیث مامنّا احدٌ کی جو امام حسن نے فرمائی تھی اور امام حسین نے نہ محض تباین سیرت پدر عالی مقدار و برادر بزرگوار پر سے اکتفا فرمایا بلکہ دیدہ و دانستہ خلاف ظاہر معنے آیہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ کے جو عند الشیعہ رخصت تقیہ مین ہے خروج علی الخلیفہ کو باوجود قلت

---

[۱] یعنی ہرآئینہ مین نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے سنا کہ فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہی مین کیونکر اوس گروہ کے خلیفہ سے بیعت کرون جنکے حق مین سول خدا نے ایسا ارشاد کیا ہی [۲] مت ڈالو ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین ❊ ❊ ❊

انصار و کثرت گروہ اشرار کے اختیار فرمایا حالانکہ جہاد مین وجود اعوان کی تعداد نصف عدد مخالفین کے شرط ہے بحکم محکم اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ[1] اور امام حسینؑ اس جہاد و محاربت مین مجبور نہین تہے بلکہ اس خروج مین خیرخواہون نے بہت کچہ عرض مصلحت کر کے مامن حفظان مال و جان کی طرف توجہ دلائی مگر آپ نے اسکو قبول نہین فرمایا چنانچہ اس مقام پر مختصراً مواقع عدیدہ جو مامن مال و جان تہے نقل کیجاتے ہین کہ جب دوسرا فرمان یزید رأس الطغیان کا عامل مدینہ کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ جو میری بیعت سے انکار کرے اوسکا سر کاٹ کر بہت جلد میرے پاس بہیجدے تو امام حسینؑ نے مدینہ طیبہ سے مہاجرت اختیار فرما کر مکہ معظمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا کہ وہ مقام مصداق آیہ کریمہ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کے مامن مومنین رہا ہے اور ہے مگر اوس مامن ایمان نے اوس جگہ بہی اقامت نفرمائی ہرچند کہ محمد حنفیہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر نے ترک عزم عراق و قیام حریم حرم آفاق پر اصرار کیا اور تین روز قبل روانگی اون حضرت کے زرارہ بن صالح وغیرہ نے کوائف قلبی اہل کوفہ سے خبر سنائی کہ اِنَّ قُلُوْبَہُمْ مَعَکَ وَسُیُوْفَہُمْ عَلَیْکَ[2] اور محمد حنفیہ نے عرض کیا تہا کہ یا اَخِی[3] اِنَّ

---

[1] اب اللہ نے تمپر سے تخفیف فرمائی اور اب جانا اللہ نے کہ ہر آئینہ تم مین ضعف ہے پس اگر تم مین سو مجاہد ثابت قدم ہونگے تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم مین ایکہزار مجاہد ثابت قدم ہون تو دو ہزار پر غالب ہونگے خدا کے حکم سے
[2] کوفیون کے قلب آپکے ساتہہ ہین اور تلوارین اونکی آپکے قتل پر تیار ہین۔ [3] یعنے اے برادر عالی قدر

حاشیہ: ای جائے امن

اہل الکوفۃ قد عرفت غدرھم بابیک واخیک وقد خفت ان یکون
حالک کحال من مضی فان رائیت ان تقیم فانک اعز بالحرم اور آن حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ قد خفت ان یقتلنی یزید بن معاویۃ بالحرم فاکون الذی
یستباح بہ حرمۃ ھذا البیت محمد حنفیہ نے پھر عرض کیا فان خفت ذلک فسر
الی الیمن او بعض نواحی البر فانک امنع الناس بہ ولا یقدر علیک احد مگر اس
عرض مصلحت ابن حنفیہ کو بھی آپنے کسیطرح قبول نہین فرمایا اور سفر عراق اختیار
کیا یہانتک کہ شروع منازل ہین عبداللہ بن جعفر طیار نے عامل مدینہ سے ایک امان
نامہ بھی لکھوا کر اوسکے بہائی یحیی کے معرفت امام حسین کے پاس بھجوایا لاکن حضرت نے
اس امان نامہ پر بھی [بلحاظ اپنے مرکوز خاطر الہام مآثر کے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت
آپنے خیر اندیشون کی پذیرا نہین فرمائی] کچہ التفات نفرمایا جو بہ عدم قبولیت مخالف
حفظ نفوس و مباعد حفظ ناموس کی ہوئی اور اثناء راہ مین فرزدق شاعر نے خبر
زرارہ کی موافق عرض کی کہ قلوب الناس معک واسیافہم علیک اور منزل
ثعلبیہ مین ابو ہرہ الازدی اور عبداللہ ابن سلیمان اور منذر ابن شمعل سے حال

آپ جانتے ہین اہل کوفہ کے غدر و بیوفائی کو کہ جو آپکے پدر بزرگوار و برادر عالیمقدار کے ساتہہ کرچکے ہین اور مین خوف کرتا ہون
کہ آپکا وہی حال ہو جو ہوچکا ہے اونکے لئے گذر الیس اگر آپ مناسب خیال فرماوین تو یہان حرم مین ہی مقیم رہین کیونکہ آپ حرم کی پناہ میں ہین
ف فرمایا کہ مین خوف کرتا ہون کہ حرم مین تابعین یزید مجہے قتل کرین اور میرا قتل موجب بیحرمتی حرم کا ہو اور اباحت حرمت الحرم کا باعث میں ہون
ف کہا کہ اگر یہ خوف ہے تو آپ یمن یا دیگر نواح آبادانی کو تشریف لیجائین کہ وہان پناہ ملے اور کوئی آپ کی ایذرسانی پر قادر نہووے

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل و حضرت ہانی کی خبر وردا ثر معلوم ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون و غمناک ہوکر پیش روی کو ہی مسلم رکھا اور کچہ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص و واپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا و شمالاً حتی بقی فی اصحابہ الذین جاءوا معہ من المدینۃ ابن انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم کا تہا کہ فان وجدت اعوانًا فبادر الیھم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف یدک واحقن دمک حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیرو نیزرون مین بوجہ تنہائی و عذر شرعی و لحاظ حفظ نفوس و تحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا و عقلاً حذر کرنا مہالک سے واجب تہا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد و مصائب بیحد کے وارد کربلائے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے بھر گیا اُسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

لہ فرمایا کہ جو شخص تم مین سے واپس جانیکو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے یہ سنکر لشکر کے لوگ متفرق ہو دائین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص اہل جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔

لہ پس اگر اعوان میسر آوین تو مبادرت کرو انکی طرف ا[illegible] انسے جہاد کرو اور اگر اعوان نپاوے تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو [illegible] رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہو [illegible]

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ ژاژ خائی کی کہ ما
ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمک فانہم لن یریدوا بک الا ما تحب[۱]
امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال
بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہ
ارشاد فرمایا لا[۲] واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقرلکم اقرار العبید
تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ
صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے
ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب ازہمدگر
مختلف رہا ہے تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بربناء بیعت مردمان
کے سمجھتے تھے کہ قولہ فلیس علیہ ذمام[۳] اسپر شاہد ہے اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے
برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت
خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اور اس
مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان امام زادگان کا مذہب بھی بنابر اجماع امت کے
تھا اور ائمہ تقرر ونصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[۱] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنے بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی
کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے ۔ [۳] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے ۔
[۲] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل کے تمکو بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار تمکو مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل وحضرت ہانی کی خبر ورود اثر معلوم ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون وغمناک ہوکر پیش روی کو ہی مسلم رکھا اور کچہ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص وواپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرام فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذ وا یمینًا وشمالاً حتی بقی فی اصحابہ الذین جاؤا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم کا تہا کہ فان وجدت اعوانًا فبادر الیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف یدک واحقن دمک حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیروں نیزون مین بوجہ تنہائی و عذر شرعی وبلحاظ حفظ نفوس وتحفظ ناموس تشریف نہ لیجاتے کہ شرعًا وعقلاً احذر کرنا مہالک سے واجب تہا یہان تک کہ آپ مع لشکر قلیل العدد ومصائب بیحد کے وارد کربلا معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے بھر گیا اوسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

---

[1] فرمادیا کہ جو شخص تم مین سے واپس چلے جانے کو دوست رکھے پس چاہیے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے پس لشکر کے لوگ منتشر ہوگئے دائین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔

[2] پس اگر اعوان میسر آوین تو مبادرت کرو انکی طرف اور [illegible] جہاد کرو اور اگر اعوان نپاؤ تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو [illegible] رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہوؤ [illegible]

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین بہ ترانز خائی کی کہ ما ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمک فانہم لن یروک الا ما تحب[1]
امام حسین ع نے اوسپر بھی بعیت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید[2]
تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بعیت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب از بسکہ مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بر بنا بعیت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ ع فلیس علیہ ذمام[3] اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بعیت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بعیت علی الخلافہ کی نہین ہو سکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان امام زادگان کا مذہب بھی بنابر اجماع امت کے تہا اور اما مکے تقرر ونصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[1] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنی بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے[2]۔ [3] یعنے جانے والے کے ذمہ بعیت کی پابندی نہین ہے۔

[2] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگونکی بعیت کیلئے نہ دونگا اور اقرار تمہارے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا

[illegible]

محمد وابراہیم کے دعوئے خلافت اور خروج نفرماتے اور ائمہ طاہرین کو بوجہ اونکے خمول
اور عدم خروج وعدم تسلط امام نہین جانتے تھے ورنہ اونکی سعایت خلفاء کے روبرو نہ کرتے اور بجائے
اعتقاد اونکی امامت کے ہرگز نہ کرتے۔ پس ہی معلوم ہوا کہ امام زادگان اہلبیت کا مذہب
بہی خلافت مین من عنداللہ ہونے کا نہین تھا اور جو سادات اونکے مخالف مذہب ہین
وہ بمفہوم حدیث من سلک علی سنتی فھو من آلی کے حق سیادت نہین رکھتے ہین کیونکہ
سالک سنت آل حضرت رسالت ہی اور جو سالک سنت نہین وہ پیغمبر کی آل ہونا چاہئیے
اور سنت پیغمبر امر خلافت مین بنابر مذہب اہلسنت کے جیسا کہ مفصل بیان کیا با جماع
امت ہی نہ اسکا من عنداللہ ہونا۔

اقول وبہ نستعین ہر ذی فہم وشائق علم پر مخفی نہین ہی کہ شبہ وارد کرنا
سہل ہی لاکن جواب اوسکا از بس مشکل اور رفع شبہ تو بلا تائید خداوند عزوجل محال الا محال
ہی مگر الحمد للہ کہ مادہ جواب بالاستیعاب ان شبہات سراسر ارتیاب کا کتاب لاجواب
مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مین مؤلف حقیر ومجیب سراپا تقصیر نے
حسب ضرورت مقامات کتاب مستطاب کے بتائید رب الارباب پہلے ہی قلمبند کردیا ہے
لھذا اوسی کے مطالب سے مستنبط کرکے جواب شبہات مذکورہ پانچ باب مین اور چوتھا
باب پانچ فصلون پر مرتب کرکے ابتدا سے جواب کے کلام لطیف سی کیجاتی ہی وباللہ
التوفیق وھو خیر الرفیق **اول** جواب اجمالی واسطے اطمینان اہل ایقان کے یہ ہے

۱؎ جس شخص نے میرے طریقہ پر سلوک کیا پس وہ میری آل سے ہے۔

کہ سلسلۂ قرب و قرابت ائمۂ اہلبیت کا بحضرت رب وحید و رسول مجید دونوں عارف
بنص قرآن و حدیث ملتا ہی بلکہ ثابت ہے بدین نہج کہ خداوند احد تو لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفواً احد ہی اس لئے اوسکے کلام سے جو قرب و قرابت بنص حدیث ثقلین کے
متحتم ہی وہ عین قرب باری ہی اور زیادہ اوس قرابت قریبہ سے ہی جو بین الناس جاری
وساری ہی اور قرابت فی النسل و قرب الاصل رسول اجل سے محتاج شہود نہین
مگر انتہاءً قرب مدارج کو نقل کیا جاتا ہی قال اللہ تعالیٰ الذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمانھم الحقنا بہم ذریاتھم اسکی تفسیر مین ابن عمر نے فرمایا ففاطمۃ مع رسول
اللہ فی درجتہ وعلیؑ معھما کما فی مودۃ القربیٰ اور صاحب مرقات نے شرح حدیث
سنن ابو داؤد مین ابن عمر قال کنا نقول فی زمن النبی صلا نعدل بابی بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم نترک اصحاب النبی مین یہ افادہ فرمایا ہی ونقل ھذا التفاضل بین الاصحاب
واما اھل البیت فھم اخص منھم وحکمھم یغایرھم فلا یرد عدم ذکر علی والحسن
والحسین اور اسی مضمون کی ایک حدیث علی الھمدانی نے ابن عمر اور ایک قول امام احمد
کا مودۃ القربیٰ مین نقل فرمایا ہی کہ جو باہم متحد المعنے ہی اور ملخص اونکا یہ ہی کہ علی من اھل البیت
لا یقاس احد بہم مع رسول اللہ صلعم وفی درجتہ الخ اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے

ف۱ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اونکی ذریت نے پیروی اونکی ایمان لانے مین کی ہمنے اونکی ذریت کو اونہین سے ملحق کردیا ف۲ پس فاطمہ ساتھ پیغمبر خدا کے
آپکے درجہ جنت مین ہین اور علی اون دونو کیساتھ مین ف۳ شاید کہ یہ تفاضل اور باہمی تفضیل مابین اصحاب کے کہی جاتی تھی لاکن اہل بیت پیغمبر
صحابہ سے اخص ہین حکم انکا افضلیت مین مغایر حکم صحابہ کے ہے پس تفضیل صحابہ مین ذکر نہ کرنا اہلبیت کا موجب طعن نہین ہوسکتا ہی ف۴
علی اہل بیت مین ہین کوئی اونکے ساتھ تفضیلات مین قیاس نہین کیا جاتا ہی کہ وہ درجہ پیغمبر مین ہین ف۵

ان اللہ تعالیٰ جعل ذریتہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب[1]

جو بعد تحقیق وتفسیر یکے باد یگرے قرآن وحدیث کے یہ ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیت مدارج حضرت

نبوت ورسالت کے وارث اوسہیم ہین اور رسولخدا سے ملتحق ہین پس اونکی سیرت بعینہ

سنت حضرت رسالت ہی ورنہ الحاق فی المدارج نہ ہوگا وہو خلف اس لئے کہ حضرات

ائمہ کی عصمت بعد از وحدانیت رب العزت ونبوت حضرت رسالت کے مسلم ومتحتم ہے

پس کوئی فعل کوئی قول ائمہ معصومین کا منافی احکام شریعت ومتناقض باہمدگر صادر

نہین ہوسکتا نہ محظور ہوسکتا ہی رسولخدا نے تفسیر مین آیہ تطہیر کی جو عصمت آل عبا

وذریت خیر الورا مین منصوص ہی حدیث انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ

من ولد الحسین مطہرون معصومون کو فرمایا ہے[2] کما رواہ العلامۃ المحدث

ابراہیم الحموینی فی فرائد السمطین وعلی الہمدانی فی مودۃ القربی

اور تفسیر آیہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا[3] مین بینیہ نبوی

بھی واجب الاعتقاد ولازم ہے معنے آیہ ہدایت بنیاد ہے کہ علی مع القران والقران

مع علی[4] کما فی الصواعق المحرقۃ بلکہ حدیث ثقلین مخبر صحیح ہی کہ حکم ثقلین کا واحد ہے

---

[1] بیشک اللہ نے ذریت ہر نبی کو اوسکے صلب مین گردانا اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب مین گردانا ہی

[2] مین اور علی وحسنین اور نو اولاد حسین کی مطہر ومعصوم ہین ۔

[3] اگر قرآن غیر اللہ کیطرف سے ہوتا تو اوس مین اختلاف بہت ہوتا ۔ [4] علی ساتھ قرآن کے ہی اور قرآن ساتھ علی کے ہے یعنے علی کا فرمانا مطابق حکم قرآن کے اور حکم قرآن کا موافق حکم علی کے ہے ÷ ÷ ÷ ۔

کن بفترقا حتے یردا علے الحوض باین معنی کہ وہ دونون مختلف و مفترق کبھی نہونگے
یہانتک کہ وہ دونون بحالت واحدہ حوض کوثر پر نبی صلعم سے ملاقی ہون چونکہ قرآن مین
اختلاف نہین اور قرآن اور اہلبیت مین بنص نبوی افتراق نہین لہذا باہم اہلبیت کے
بھی تباین ممکن نہین ہی نہ مذہب ائمہ اہلبیت کا خلاف قرآن کے ہوسکتا ہی ورنہ افتراق
لازم ائیگا جو بنص نبوی صلعم منفی ہی پس جو شخص آنحضرات معصومین کے مذہب و سیرت و اثر مین
مشتبہ ہووے اُسکو باور کرنا چاہئے کہ وہ مثل شخص احول کے ہی کہ قوت مدرکہ احول کی
جسطرح کجی نظر کی سبب ایک کو دو علی الاعیان سمجھ لیتی ہی اسیطرح کے شبہات وارد بشان
ائمہ معصومین ہین کہ حقیقت مین لا وجود لہا ہین اور بظاہر دیکھنے مین مجسم نظر آتے ہین۔ دوم۔
جواب تفصیلی واسطے رفع اوہام و دفع مطاعن انام کالانعام کے ذیل ابواب مین مذکور ہونگے

پہلا باب

در دفع دخل عامتہ الورود مین ہے کہ جو حقیقتہً کل شبہات کا جواب تفصیلی بوجہ کلی ہی کہ معنی بیعت و
خلافت و امامت کا بیان اصل اصول جواب شافی تمامتر اعتراضات کا ہے جاننا چاہئے
کہ امامت لغت مین بمعنی پیشوائی کے امور دین مین ہی عام اسسے کہ دین حق ہو یا باطل
قال اللہ تعالے فی الامامتہ الحقہ انی جاعلک[۱] للناس اماما وقال وجعلنا[۲]هم

ع[۱] ہر آئینہ مین تجھو اے ابراہیم امام کرنے والا ہون ع[۲] اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ ہدایت کرتے ہین وہ ساتھ
حکم ہمارے کے

ایمۃ یہدون بامرنا اور امامت دین باطل مین آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان
لھم اور آیہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون وارد ہین
اور خلافت لغۃً بمعنے بادشاہی وجانشینی کے ہین کمافی القاموس اور یہ بہی منقسم
بہ ریاست دینی و دنیوی کے ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین بحق حضرت ہارون کے مقولہ
حضرت موسی کا وارد ہوا ہے اخلفنی فی قومی ولاتتبع سبیل المفسدین
اور بحق اہل اجماع گروہ سامری کے آیا ہی بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم
لہذا ریاست دینیہ مین امامت وخلافت مترادف المعنے ہین چونکہ ریاست دینیہ عام ہے
اطلاق اسکا منصب رسالت و وصایت انبیاء پر بہی صحیح ہی اسلیئے تعریف جانشینی نبوی
مین نیابۃ الرسول بعدہ فی مقامہ متفق علیہ ہے اب یہ امر متنازع فیہ رہا کہ آیا نیابت
بلا تقرر منیب کے بہی باتفاق اہل الحل کے صحیح ہے یا نہین اس بحث کو یہان بوجہ غیر متعلق
عنہ ہونے کے فروگذاشت کیا جاتا ہی پس اس منصب ما بعد النبی کو امامت کبری و
خلافت عظمی کہتے ہین بناءً علیہ امام وخلیفہ انام بعد ہر نبی کے قایم مقام ومتولی امور دین
مین اور وارث علوم نبوی ومستحق حقوق اپنے منیب ومستخلف کا ہے اور مستخلف
یعنے اوصی اپنا خلیفہ گردانا بحکم محکم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا کے وبحکم منصوص آیہ
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کمایاتی بیانہ بالقطع

ع۱ پس قتل کرو ائمہ کفر کو کہ ہر آئینہ انکی قسمین کچھ نہیں ہین ع۲ اور گردانا ہمنے انکو امام کہ وہ لوگونکو دوزخ کیطرف بلاتے ہین
اور بروز قیامت نصرت نکیجاویگی ع۳ تو خلیفہ میرا ہو میری قوم مین اور مفسدونکی راہ کا اتباع نکر ع۴ بری خلافت کی تمنے
میرے بعد میرے کیا عجلت کی تمنے امر پروردگار مین ع۵ اس آیہ مین ظاہر اخلافت دینی مذکور ہی ع۶ اس مین ظاہرا خلافت حقہ دینوی مذکور ہے

و الیقین ہوتا ہے اسی لیئے اوسکو امام مفترض الطاعۃ بلحاظ حقوق پیغمبر کے مسلماً وحتماً کہا
جاتا ہے پس اگر رسول نبیؐ و نبی متخلف صاحب عامت کبریٰ بھی ہے کہ علاوہ عہدہ
رسالت و نبوت کے متصرف فی امور الرعایا رہا ہے تو اوسکے اوصیار و خلفا بھی علاوہ
حصول خلافت دینیہ کے مستحق تصرف اور حقدار تولی امور رعایا مین ہوتی ہین اور بنظر
استحقاق مذکور کے علما سے جمہور عامہ نے تعریف مین امامت کی یہ افادہ فرمایا ہے
کہ ھی ریاستہ عامتہ فی امور الدین والدنیا یعنے امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ
جامع ریاست دینی و دنیوی کے ہے اور اگر پیغمبر نبی کو تصرف فی امور الرعایا اور منصب
حکمرانی نہین ہوا تو اونکے جانشین بھی باعتبار قائم مقامی کے وارث ریاست دنیوی
کے نہین ہوئے اور خلافت دنیوی بھی عام ہے کہ انبیار و اوصیا حکمران رعایا ہوئے
ہین اور ملوک و سلاطین دنیا بھی خلافت دنیوی پر قابض ہوتے ہین اسی لیئے یہ خلافت
دنیوی ازبس ملتبس رہی ہے کما یاتی بیانہا اور ریاست عامہ انبیا مین خاص خاص مع فنعر
پر پائی گئی ہے تمام انبیا مستفید نہین ہوئے پس جمع ہونا نبوت و امامت کا بحیثیت
حکمرانی و تصرف فی امور الرعیتہ کے اولاً حضرت آدمؑ کو بقولہ تعالیٰ وعلم آدم الاسماء
کلھا و بآیہ ثم اجتباہ ربہ کے کہ مفید منصب رسالت ہے و بقولہ تعالیٰ و انی جاعل
فی الارض [illegible] کہ بظاہر معنے خلافت مذکور کے مخبر بادشاہت ہے پایا گیا اور موید
اس کی احادیث کثیرہ صحیحہ متفق علیہا بین الفریقین کتب صحاح مین ہین جنانچہ کتاب کافی مین تو ہے

پ تعلیم کیا اللہ نے آدم کو اسما کل اشیار کے ۔ ت برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے ۔ ثہ تحقیق مین زمین مین خلیفہ کرنیوالا ہون

کہ ان اللہ خلق ادم واقطعہ الدنیا قطعیۃ فما کان لادم فلرسول اللہ و
ماکان لرسول اللہ فھو للائمۃ من آل محمد اور کتاب سنن ابوداؤد کے باب اخراج
یہود مین ماثور ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ کما یاتی بیانہا اور حضرت
ابراہیم خلیل اللہ بعد آزر و نمرود کے متصرف امور اپنی امت کے ہوئے آیہ رب[۳]
ھب لی حکما والحقنی بالصالحین بمفاد حکم کے مفید حکومت مطلقہ کو یعنی جامع
حکومت دینی و دنیوی کی ہے اور قولہ تعالے انی جاعلک للناس اماما اسکا موید
ہی اسلئے کہ امامت یعنی ریاست عامہ در امور دین و دنیا ہی کما مضی اور حضرت یوسف
پیغمبر کو نبوت و حکومت جمع ہوگئی تھی قولہ تعالے اتیناہ حکما و علما و آیہ وارفی اہل
مقولہ عن یوسف قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم و نیز آیت
وکذلک مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ اسپر ناطق ہی اور حضرت موسی کلیم اللہ نبی
بعد فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل پر صاحب تصرف تھے اور کسی ملک دنیوی کے
ماتحت نہین رہے حتے کہ ملک شام مین سلطنت ملوک عمالقہ کو نیست و نابود
فرمادیا اور ہارون کو بھی اپنی خلافت تفویض فرمائی قولہ اخلفنی فی

---

[۱] ہر آئینہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام دنیا کی حکومت انکو عطا کی پس وہ شی جو آدم کی تھی رسول خدا کیلئے تھی اور جو
رسول خدا کیلئے تھی وہ ائمہ آل محمد کی ہی [۲] جانو تم اے یہود کہ تمام زمین ہی اللہ او[illegible] دیگا
مجھے حکومت عطا فرما اور صالحین سے ملحق فرما دے [۳] گردان تو مجھ خزائن ارض پر محافظ کہ مین ہون حافظ اور حساب
کتاب جانتے والا اہون [۴] اور اسیطرح تمکن دیا ہمنے یوسف کو زمین پر ۔

قوم و لا تتبع سبیل المفسدین اس کا شاہد ہے اسلئے کہ اگر یہ محض خلافت دینیہ
ہوتی اور اوس مین حکومت و امارت شامل نہوتی تو تقولہ ولا تتبع سبیل مفسدین
فرمانے کی ضرورت استخلاف دینی مین نہین تھی چونکہ افساد خاصہ و شعار ملوک دنیوی کا ہے
ہے اور آپکو خلافت دینیہ کے ساتھہ ریاست دنیوی بھی تفویض فرمائی تھی اس لئے
انتباہًا فرمایا کہ ملوک مفسدین کی پیروی حکمرانی مین نکرنا اور شعار افساد کا ملوک دنیوی مین
ہونا آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اہلھا اذلۃ و
کذلک یفعلون سے اور آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا
ارحامکم الآیۃ سے بخوبی واضح ہے اور مخفی نرہے کہ یہ آیہ فھل عسیتم جس مین خطاب
حاضرین کی طرف وارد ہے سورہ محمد مین ہے اس مین ذکر آپکے ہی قوم قریش کا مذکور ہے
پس یہ خطاب وہین لوگون سے ہے جو قوم قریش اور حاضرین وقت نزول آیہ کی تھی اور
بلہ ہر عاقل منصف ادراک کرسکتا ہے کہ حاضرین قریش مین کسکو حکومت ملی جنکی حکومت
کو خلافت سے اوبا اونکے افساد کو عدالت سے معتقدین نے تعبیر فرمایا اور اونکی
بیعت خلافت دینیہ پر سمجھلی اور جمع ہونا نبوت و سلطنت کا حضرت داؤد و حضرت
سلیمان کے لئے مشہور و معروف ہے آیہ ولقد اتینا داؤد و سلیمان علمًا وقالا
الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور آیہ یا داؤد انا جعلناک

۱ؑ کہا بلقیس نے کہ بادشاہ جب کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو اوسکو فاسد کردیتے ہین اور اوسکے معززین کو ذلیل
و خوار کردیتے ہین اور خدا فرماتا ہے کہ دنیا کے ملوک ایسا ہی کیا کرتے ہین ۲ؑ بس اے لوگو قریب ہے تم اگر حاکم ہوجاؤ تو زمین مین فساد کرو گے اور قطع رحم

خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اور آیہ قال رب اغفر لی وھب لی
ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی جو بمقولہ حضرت سلیمان کا ہی اور آیہ وحشر لسلیمان
جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون موید معجزاونکی نبوت و بادشاہت
کے ہین اور حکمران ہونا حضرت یوشع وصی موسی و دیگر انبیا و اوصیا ر کا بنی اسرائیل
مین آیہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکا عظیما سے اور بادشاہ
ہونا طالوت کا جو بروایت امام رازی صاحب تفسیر کبیر کے نبی اسرائیل مین نبی ہوئی ہین
اور باعتقاد صاحب تحفہ کے امام مفترض الطاعۃ تھے بقولہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت
ملکا ثابت ہی اور نوعیت انکی نبوت اور امامت کی کتاب مفاتیح المطالب کے تمہید
مفتاح ہفتم مین بمعرض تحریر آئی ہی من شاء فلیرجع الیہ و پیغمبر خدا صلعم کا متصرف و حکمران
فی امور الرعایا ہونا اور تابع و منقاد کسی ملک دنیا کا نہونا محتاج اسناد نہین ہی اور آپکے
خلفاء صالحین طاہرین اور ائمہ راشدین علیہم آپکے وارث و قائم مقام ہوئے اونکی
مستحق ریاست عامہ ہونیکی خبر پہلے ہی حضرت داؤد پیغمبر کو دی گئی تھی چنانچہ آیہ وافی ہدایہ
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اسمین
ناطق ہی اسلئے کہ قولہ لقد کتبنا توریث ارضی پر من عند اللہ حسب مذاق صاحب تحفہ
کی دلالت کرتا ہی کیونکہ الارض مین لام استغراق بمعنے تمام افراد صفحات کے یا الارض ہم
سفید وراثت کل زمین کی ہی و مراد بعد الذکر سے بدلیل قولہ تعالی قد انزل الیکم

۱۲ ہر آئینہ بیچ زبور مین لکھ دیا ہی کہ بعد پیغمبر آخر کے میرے بندگان صالح وارث زمین کے ہونگے

بذکر رسولا کے بعد پیغمبر خدا کا ہی اور مصداق قولہ عبادی الصالحون کے وہ بندگان رب العزت ہین جو صاحبان عصمت ہین اس لئے کہ بطریق سیاق وسباق نظم قرآن کے لفظ عبادی الصالحون وعبادنا الصالحین وعبادک الصالحین وصالح المومنین ومن الصالحین غیر برگزیدہ وغیر معصوم کے لئے ملا کسی امر ممیز کے کلام الٰہی مین مستعمل نہین ہوا ہے اور اوسی عصمت کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کے حق مین لفظ صالحین وارد ہوا ہے چنانچہ آیہ وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین وآیہ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور آیہ مقولۂ حق ابراھیم رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین وآیہ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین شاہد عاہی اور آیہ حق یونس فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین نازل ہوا ہے اور علی سبیل تنزل کہا جاتا ہی کہ صالح قران کی سیاق وسباق سے ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو بجز مرسلین ونبیین سزاوار ہی اب یہ لفظ جو بشان غیر انبیا وارد ہوا ہے پس چاہئے کہ مصداق اوسکا ہم مثل انبیاء ہووے تاہم فضیلت عصمت وامامت مین ہی ہوسکتی ہی لہذا یہ ثما عبادی الصالحون مین وارث کہنا اصحاب عصمت خلفا حضرت رسالت کا مذکور ہے جو موجب استحقاق خلافت و ثبت امامت کا بلا حصول قبض وتصرف خلیفہ کے من عند اللہ پایا گیا اور یہ

صورت استحقاق بلاقبض کے دیکھی جاوی کہ کس عبد صالح کی خلافت سے منطبق
ہوتی ہی اور توریت حسب بشارت آیہ ولقد کتبنا عنی ولازمی و بعد پیغمبر شدنی تھی فقد
بروایا اصحاب النبی اور یہ آیہ شریفہ ولقد کتبنا فی الزبور اس مبحث مین رفع شبہات
ودفع توہمات معنی خلافت کے لئے کافی قول فصل اور حلال معضل ہی فوائد
مختصرہ آیہ مذکورہ بصراحت ماتحت ضبط تحریر کئے جاتے ہین اول یہ آیہ شریفہ
بتوفیق آیات فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض الخ کما یاتی
بیانہا علیحدہ اور آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا الی قولہ وکذلک
یفعلون کے فارق وفاصل وممیز خلافت حقہ دنیویہ اور خلافت باطلہ دنیویہ کے
ہی کہ اس آیہ مین سلطنت حقہ دنیویہ من عند اللہ بدلیل لقد کتبنا کے وبدلیل
عبادی الصالحون کے مذکور ہی اور آیات مابعد مین سلطنت باطلہ دنیویہ بخود مختاری
بدلیل قولہ تولیتم کے وبدلیل قولہ تفسدوا وافسدوہا وکذلک یفعلون کے مذکور ہے
اور یہ دونون خلافتین اس امت مین واقع ہونی بقولہ من بعد الذکر جو مفید معنے
از پیغمبر خدا کے ہے اور بقولہ فہل عسیتم وبقولہ تولیتم وبقولہ تفسدوا
وبقولہ تقطعوا کے جو یہ خطاب حاضرین عہد رسالت کے لئے ظاہر الفاظ سے وارد
ہوا ہے بمنطوق کلام واضح ہے اور یہ خلافت مذکورہ فی الزبور بقولہ تعالے
فان اللہ مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین کہ جو شان جناب امیر مین وارد ہے
مختص بآن حضرت ولایت منزلت ہی اور اگر کہا جاوی کہ یہ بحق شیخین وارد ہی پس جوہ

ع الیس ہر آئینہ اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین یعنی علی ابن ابیطالب ناصر اور مددگار ہین کے ہیں۔

منطبق نہین ہوسکتی اولاً صالح المومنین بصیغۂ مفرد ہے بمعنی شیخین صالحا المومنین ثانیاً لفظ یرثہا اونکی شان مین غیر صحیح ہے کیونکہ اونکے حقمین بجائے یرثہا یقبضہا نازل ہوتا دوم اس خلافت حقہ دنیویہ مین لفظ یرثہا کا ہی کماذکرت آنفاً اور یقبضہا نہین فرمایا تو یہ مفید استحقاق سلطنت اور تصرف بالقوۃ کو ہی نہ تصرف فی الحال اور قبضہ بالفعل کو اسلئے کہ وارث دنیوی کیلئے قبض و تصرف فی الحال کی شرط نہین اگر وارث مستحق ہو جمیع من الوجوہ ورثہ پر قابض و متصرف نہووی تو یہان تمادی بہی موثر نہین جو حق شرعی اور استحقاق واجب کو زائل کردے کیونکہ اوتعالے اس تمادی کو بقولہ ولاتجد لسنۃ اللہ تبدیلا باطل و غلط فرماتاہے اور استحقاق اور حصول اس وراثت مطلقہ اعنی وراثت دینیہ و دنیویہ کا بنابر استنباط ظاہر آیات قرآنی کے بدین نہج پایا جاتاہے کہ خلافت حقہ دینیہ مین حصول اسکا (مثل وراثت علمی کے) وقت تقرر و تحقق خلافت کے فی الحال ہوتا ہی نہ بالقوۃ بدلیل قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی اسلئے کہ توریث کتاب اللہ کی مورث حصول فی الآن علم کتاب کو ہی ورنہ وارث کتاب کا کبہو قسمتین جاہل بہی ہوگا و ہو خلف اور خلافت دنیویہ حقہ من عند اللہ کو کبہی معیت خلافت دینیہ کے ساتھ ہوتی ہی اور کبہی بعدیت چنانچہ آیہ اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکاً عظیماً و آیہ ونجعلہم الوارثین مین ظاہر امامت دینی کو تقدم بالذات اور

[1] تو سنت خدا مین تغیر [illegible] یا وینگا [2] پہر وارث کیا ہمنے کتاب کا اون لوگون کو کہ جنہین برگزیدہ ہمنے کیاہے اور تفسیر اسکی حدیث نبوی ہے جو مسند احمد مین ماثور ہے مفہوم ہوتی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے انت اخی ووارثی قال علی وما ارث یا رسول اللہ قال ما اجابہم کتاب اللہ و سنۃ نبیہ یعنی اے علی تو میرا وارث علم کتاب و سنت مین ہے [3] آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی ہمنے عطا کی اور ملک عظیم دیا [4] اور ہم ارادہ کرتے ہین کہ اونکو ہم امام کردیوین اور اونکو وارث بناوین

اور اکثر تقدم بالزمان ہی (بدلیل تکرار قولہ اتینا اور تفریق یجعلہم کے) و بلحاظ تقدیم
و تاخیر کے بھی حاصل ہوتا ہے اور آیہ آتیناہ حکماً و علماً مین ہر دو خلافت بنا بر افادہ
لفظ واحد آتیناہ کے جمع ہین اور آیہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین مین عصمت و خلافت دینی
ہی و بس اور اس تقدم اور استحقاق وراثت ارضی کے مؤید سیرت نبوی صلعم ہی جو حقیقۃً
کاشف مفاد آیات قرآنی اور مفسر کلام سبحانی ہے کہ ابتدای زمان بعثت سے آپ کو
وراثت ارضی بالاستحقاق تھی بعدہٗ فی الحال حاصل ہو گئی اور آپکی ریاست ارضی کو تقدم
نہین ہوا کما یجئی بیانہٗ بہر نوع چشم انصاف سے جہانتک ظاہر سیاق ہر دو آیہ
لقد کتبنا اور فہل عسیتم کو دیکھیے تو آیہ اولے بدلیل قولہ لقد کتبنا کے
مخبر خلافت من عند اللہ کے ہے اور خلافت باطنی بلا فصل جناب امیر سے منطبق
کہ لفظ من بعد الذکر یعنے شروع زمان بعدیت پیغمبر صلعم سے وہ وارث مستحق بحق
ہونگے کما سیاتی ایضاً توجیہہٗ اور آیہ فہل عسیتم خلافت متغلبین و مجمع علیہم بالخلافۃ
کے حاکی ہی کہ اوسمین ابتدا سے انتہا تک بس تصرف ارضی و حکومت ملکی بلا استخلاف
نبوی کے پائی گئی ہی و الباقی باقی سوم یہ ریاست حقہ دنیویہ بلا تحقق ہونی ریاست دینیہ کے
بنا بر سیاق آیہ کے بھی حاصل نہین ہو سکتی کہ حصول اسکا مخصوص صالحین سے ہی
جو صالح ہونا توریث پر بداہۃً مقدم ہی اور وہ مختص اصحاب عصمت سے ہی نہ طالحین و
ظالمین سے کما سبق اور ریاست حقہ عامہ بقولہ تعالیٰ و لا ینال عہدی الظالمین کے ازجانب عہد

۱ ترجمہ صفحہ ۳۶ پر گذرا ۲ پس برگزیدہ کیا یونس کو اوسکے پروردگار نے پس اوسے صالحین سے کیا

رب العزت ہی جسکا تقرر از جانب اللہ ہوتا ہی اور وہ بقہر و استیلاء و باجماع رعایا وغیرہ
بقولہ ولیس لک من الامر شیء[1] بیسیر نہین ہوسکتی اندرین صورت اگر کوئی باتفاق رعایا
متصرف ہوجاوی تو وہ ریاست دنیویہ پر سرفراز ہوگا جیسا کہ ملوک اسلام و سلاطین
کفر بزور شمشیر و قہر و غلبہ کے مسلط ہوتے رہتے ہین اونکے لئے ریاست حقہ دنیویہ بھی
حاصل نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی ریاست دینیہ من جانب اللہ پر اور از جملہ عبادہ وتع
ہی اور لفظ لقد کتبنا اسی معنے پر دلالت کرتا ہی اور لفظ من بعد الذکر صریح دلالت کرتا ہی
کہ یہ وراثت ابتداء زمان بعدیت پیغمبر سے خلیفہ صالح کو پہونچے گی جو مفید خلافت
بلا فصل کے ہی فقد بر ہیان آیا دلفظ صالحون بمعنی مصطفیون و معصومون پر
آیات ذیل سے وارد ہوتا ہی کہ جو بمعنے مصطفیون و معصومون نہین ہی فی قولہ تعم
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و فی قولہ لیسوا سواء من
اهل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وهم یسجدون ۵
یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر
یسارعون فی الخیرات واولٓئک من الصالحین و فی قولہ تعم وانا منا
الصالحون مگر اسکو اہل مذاق و عارفان سیاق و سباق جانتے ہین کہ مابین
نظم آیہ مبحوث عنہ کے جو عبادی الصالحون آیا ہی اور نظم آیات مذکورہ کے جو والصالحین
من عبادکم اور مطلق لفظ الصالحین اور منا الصالحون مقولہ عن الجن ہی

---

[1] یعنی تجھ کو اے پیغمبر امر خلافت مین (یا فرمایا کہ کسی امر مین) کچھ دخل نہین ہی عام اس سے کہ دینیہ ہو یا دنیویہ)

وارد ہوا ہے یون بعید ہے اسلئے کہ تمام ذوی العقول عباد اللہ ہین مگر خواص عباد
کے لئے خداوند تعالے نے اونکی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف خصوصیت خاصہ کیساتھ
بقولہ عبادی اور عبادنا کے منسوب فرمایا ہی اور اس نسبت الی الذات کیساتھ
اونکی صالحیت کی بھی تصدیق فرمائی ہی جو بہ خصوصیت مکررہ بحیثیت ترکیب لفظی
کے کہ جو قولہ عبادی الصالحون یا عبادنا الصالحین ہی مفید معنی برگزیدگی کے ہی اور
برگزیدگی ہی معنی عصمت کی ظاہر اور باہر ہین جیسا کہ قولہ تعالے کانتا تحت عبدین من
عبادنا الصالحین مین لفظ عبادنا الصالحین مخبر معنے برگزیدگی ہی اور معصوم وہی
ہوتا ہی کہ جس کو وہ برگزیدہ فرماتا ہی چنانچہ صاحب مواقف نے عصمت حضرت آدم کو
لفظ اجتباہ فی قولہ تعالے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ سے ثابت کیا ہی جس سے معلوم ہوا
کہ برگزیدگی مورث ومخبر عصمت ہے لہذا یہ ایراد غیر سدا دہی پس مفاد آیہ مبحوث عنہا سے
مستدرک ہوا کہ تحقق امامت وخلافت نبوی صلعم کے لئے (کہ جو جامع ریاست
حقہ دینی ودنیوی ہے) خلافت دینیہ منجانب اللہ بالفعل ضرور ہی اور خلافت
حقہ دنیوی باعتبار استحقاق کے بالفعل ہوگی نہ باعتبار تصرف بالفعل کے
اور مؤید اسکے واقعات حضرت نبی مستخلف صلعم ہین کہ آنحضرت صلعم قبل از ہجرت
پیغمبر بر حق وصاحب ریاست دینیہ تھے اور استحقاق بالقوی تصرف امور رعایا مین
رکھتے تھے اور بوجہ عدم تصرف کے منصب نبوت سے معاذ اللہ معزول ومتروک

علاوہ دو نو عورتین دیکھے بی بیان حضرت نوح ولوط کی تحت مین دو بندگو (نوح ولوط) ہمارے بندگان صالح کی تھین
(۲) پس برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے اور توبہ اوسکی قبول فرمائی -

وشعری نہین تہی اور بعد از ہجرت وامتداد مدت ہر دو ریاست حقہ دین و دنیا کے آپ کیلئے جمع ہو گئیں حدیث ما سبق کافی کلینی اور سنن مذکور الصدر سُوودی معنی ریاست حقہ دنیویہ کے ہین کہ جو فرمایا ان اللّٰہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطعیۃ فماکان لآدم فلرسول اللّٰہ الحدیث اور فرمایا ہے واعلموا انما الارض للّٰہ ولرسولہ پس جس طرح دنیا حضرت آدم کے لئے تہی کہ وہ اوسکے مالک ہوئے اور صفحات ارضیہ اللّٰہ سبحانہ کی ہے اوسیطرح رسول خدا کی حدیث آخر سے دریافت ہوئی اور قبل از ہجرت رسولخدا متصرف فی الارض نہین تھے تو یہ ہی معنے ہو سکتے ہین کہ آپ ہر چند اوسوقت مین قابض تمام دنیا و صفحات ارض یا بعض قطعات پر نہین ہے لاکن آنحضرت باعتبار استحقاق مالک لکل فی الکل تھے اور بعد از ہجرت بھی کل زمین پر قابض نہین ہوئے تو بعض مقبوضہ پر بالفعل متصرف ہونا اور بعض دیگر پر غیر قابض رہنا حق ملکیت کل ارض کے منافی نہین ہے والباقی سیاتی اور آیات صدر سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جملہ اقسام امامت وخلافت کا ذکر قرآن مین بحکم ولا رطب ولا یابس کے بالضرور وارد ہے اور واضح ہو کہ اقسام خلافت وانواع امامت کیلئے جامع آیہ وافی ہدایہ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ ہی جو تمام آیات مذکورہ کی باعتبار تفریق کل اناس کی بقولہ بامامہم بالمعنے مقسم ہے پس۔
بغرض مستحضر فی الذہن ہونے معنے آیہ موصوفہ یوم ندعوا کُلَّ اُناسٍ بامامہم

ے اوس روز کہ بلاوینگی ہم ہر فرقہ کو اونہین کے اماموں کے ساتہہ یعنے بروز قیامت ہر مذہب کے لوگون کو اونہین کے امہ کے ہمراہ طلب کرینگے جو وہ ایمہ اوسی مذہب کے پیشوا ہونگے ۔ ۱ و ۔ ۲ ترجمہ انکا صفحہ ۴۶ مین گذرا۔

کے اور ستر د کرنے اوس دعوی لایعنی کے جو کہا جاتا ہی کہ خلافت و امامت کا ذکر مطلقاً قرآن مین نہین آیا آیات مذکور الصدر کو معہ دیگر آیات مُبیّنہ خلافت کے بعنوان توضیح واضح لکھا جاتا ہی تاکہ شبہات سابقہ ولاحقہ فی الآن وخطرات مکنونہ فی الاذہان والمشحونۃ فی الجنان بملاحظہ انضباط جملہ اقسام بیک مقام کے براسہا صفحات خواطر سے محو و مرتفع ہوجاوین انشاء اللہ۔

اوّلاً منقش خاطر رشادت مآثر ہووے کہ خلافت و امامت منقسم ہی ریاست دینیہ اور دنیویہ پر اور یہ دونو بنا بر حق اور باطل کے بہی متحقق ہوتی ہین اعنی اول امارت دینیہ حقہ ہی جو مقصود اوس سے عہدہ وصایت و نیابت نبویہ ہے دوسری ریاست دنیویہ حقہ ہی اور یہ دونون ریاستین علی الحق من عند اللہ والرسول متقرر ہوتی ہین مگر ظہور ریاست دنیویہ حقہ کا عالم اسباب پر موقوف ہی بدین معنی کہ تقرر اوسکا باستحقاق خلافت دینیہ من عند اللہ والنبی کے اور ظہور بالاعیان اوسکا باتباع رعایا و با استیلا خلیفہ کے ہوتا ہی اور یہ دونو کبہی شخص واحد مین فی وقتِ واحدِ جمع بہی ہوجاتی ہین اور کبہی جمع نہین ہوتین کما ستعرفہ علیک آنفاً تیسرے امامت وامارت دینیہ باطلہ چوتھے ریاست و امامت وخلافت دنیویہ باطلہ ہین اور یہ دونو آخر الذکر بقہر وغلبہ متملکین وحمایت متغلبین کی حاصل ہوتی ہین اور یہ سب قسمین آیات کریمہ سے صاف صاف مستنبط ہوتی ہین دیکہو

خلافت حقہ دینیہ و نیابتِ نبویہ من عند اللہ والرسول آیہ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الآیہ اور آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا سے بدلیل برگزیدگی کے

ظاہر ہے جس طرح امت سلف مین آیہ کریمہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی الخ
اور آیہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا سے نیابت نبویہ واضح ہی اسلیئے کہ یہ وزارت
ہارونی واشتراک در امر موسوی بقولہ واشرکہ فی امری بمقابلہ فرعون کے بغرض دعوت
اسلام کے تہی اوسوقت مین حضرت موسی صاحب تصرف فی امور الرعایا نہین تہی لہذا نیابت
اون کی حضرت ہارون کے لئے محض ریاست دینی باتباع ریاست نبی کی تہی اور
خلافت دینیہ و دنیویہ من عنداللہ جس مین ہر دو ریاستین بالفعل پائی جاوین
آیہ آتیناہ حکما و علما و آیہ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع
سبیل المفسدین سے ظاہر ہوتی ہین کما مضی بیانہما اور
خلافت باطلہ دینیہ طاغوتیہ و جبتیہ آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم
و آیہ یومنون بالجبت والطاغوت و آیہ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت الخ
اور آیہ اولیاءھم الطاغوت الخ سے واضح ہی جو محتاج بیان نہین اور
خلافت باطلہ دنیویہ آیت فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم الآیہ سے بخوبی ثابت ہی اسلیئے کہ تولی باب تفعل سے ہی اور خاصیت
اس باب سے (تکلف چیزے کہ خواہان وی باشے) ہی لہذا قولہ تولیتم کے معنی (تولی خلافت
کہ خواہان اوسکی ہون) ظاہر ہوئی اور یہ مفید معنی خود متولی ہونیکو ہی عام اس سے کہ باختیار

ع۱ اے خدا میرے لئے میرا وزیر مقرر کر میرے اہل سے ہارون میرے بہائی کو ع۲ کو گردانا ہمنے موسے کی ساتہہ اوسکی بہائی ہارون کو وزیر اوسکا
ع۳ کہا موسی نے شریک کر تو اے خدا ہارون کو میرے کام مین ع۴ اسکا ترجمہ صفحہ ۲۶ [illegible] کا ترجمہ ۳۴ پر گذرا ع۵ ایمان لاتے ہین
جبت و طاغوت یعنے اصنام واحبار پر ع۶ ارادہ کرتے ہین کہ اپنی قضایا طاغوت یعنے ابن اشرف یہودی کے سامنے پیش کرین
ع۷ اولیا دوست اونکے طاغوت ہین ع۱۰ ترجمہ صفحہ ۳۷ پر گذرا

خود متولی ہوں یا بر طبق خواہش طبعی کے باختیار و اتفاق دیگران کے امیر بنائی جاویں چنانچہ امام احمد نے اس آیہ کو خلافت یزید صاحب غلبہ و مجمع علیہ خلیفہ سے منطبق فرمایا ہی کما فی الصواعق المحرقہ اس تطبیق سے بہی منکشف ہوا کہ ہر خلیفہ قاہر متغلب و مجمع علیہ جائز اگرچہ اعتقاداً منافق و اعمالاً فاسق ہو مصداق اسکا ہو سکتا ہی فتدبر اور

خلافت حقہ دینویہ من عند النبی بالاستحقاق نہ فی القرآن آیہ لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون سے بمذاق صاحب تحفہ کی وراثت ارضی ملکی پر واضح الدلالہ ہی اور یہ خلافت نبوی بدلیل لفظ من بعد الذکر کے (جو بہ ظرف مقدم متعلق فعل یرثہا کے ہی) اور حرف من مجبر ابتدائے زمان بعدیت نبی کا ہی علی الظاہر مفید بلا فصل کو ہی اور یہ استحقاق دینوی خلافت کا متحقق ہونے پر خلافت دینی کی موقوف ہے اور اس خلافت کے حاصل ہونے پر مستحق اوسکا وارث بالقبض ہوگا فافہم

خلافت اجماعی من عند الناس آیہ بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم اور آیہ واتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ اور آیہ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموھا انتم و آباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان سے بوجہ احسن مبرہن ہی اور یہ نقص خلافت مذکورہ میں نص روشن ہی کہ آیہ اولی میں ذکر خلافت سامری و ذکر اوسکی اتباع کا ہی جس سے خلافت عامہ حضرت ہارون کی داب کھا کر مستضعف ہوگئی تہو آیہ استضعفونی وکادوا یقتلوننی اسپر شاہد ہی اور آیہ ثانیہ میں ریاست مصنوعی و امامت اختیاری احبار و رہبان کے مذکور ہے

عہ لغایۃ عہ کا ملخص ترجمہ صفحہ ۳۴۵ و ۳۴۶ پر گذرا عہ اور اخذ کیا اونہوں نے اپنے علما و زہاد کو ارباب سوا اللہ کے عہ آیا مجادلہ کرتے ہو تم مجہہ سے اسماء غیر مسمی بالمعنی میں کہ جو تمنے اور تمہارے باپوں نے اونکے نام آلہ مقرر کرنے میں خدا نے کوئی حجت اونکی طاعت کرنے پہ نازل نہیں کی عہ اونہوں نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب تہا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے

جو اہل کتاب کے حسن عقیدت پر مُطاع مخترع اور ائمہ متخذہ قرار پاگئی تہی چونکہ اہل کتاب اونکے اوامر ونواہی کو احکام آلہی پر مقدم رکھتے تہی لہذا توبیخاً اونکو ارباباً کہا گیا کہ وہ معتقدین نے اپنی رائے سے مقرر کرلئے تہے اور آیہ ثالثہ مین اشارہ اصنام کیطرف کو ہے کہ جو مشرکین نے اونکو اپنی شفعا اور مُطاعین فی الدین اپنی دستکاری سے بنالیا تہا کما مضی آنفاً وقولہ تعالے ما انزل بہا من سلطان دلالت صریح کرتاہی کہ مُطاع وامیر دینی کے لئے نصّ من جانب اللہ ہونے چاہئے مشرکین کی نقض عقیدت پر اسی نص نہونے سے استدلال کی گئی ہی فتدبر بعین الانصاف اور

خلافت محصلہ بقہر وغلبہ آیہ کریمہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ سے پائی جاتی ہے اور مخفی نرہے کہ خلافت سقیفی بہی بقہر سعد بن عبادہ وشکست داون قوم انصار و مخذول داشتن بنی ہاشم تہدید احراق بیت فاطمہؑ ووعید قتل من کان فی البیت کے حاصل ہوئی ہے لہذا اس خلافت سقیفی کو دونون شرف ایک باجماع الناس دوسرے بقہر و استیلا حاصل ہوگئی تہی بلکہ جملہ خلفاء امویہ وعباسیہ کے خلافتین جو نکہ منوال سقیفہ پر منسوج ہوئین ہین لہذا وہ سب قہری واستیلائی وجبروتی بنام نہاد اجماعی تحت مین مفاد بئسما خلفتمونی ومفاد آیہ فہل عسیتم وآیہ واتخذوا احبارھم وآیہ اتخاذ لولنی کی صادق آتین ہین اور کچہ باہم کر اونمین فرق وانفصال نہین ہی کہ جو بعض خلافتون کو راشدہ اور بعض کو غیر راشدہ یا سیئہ کہا جاوے اسلئے کہ صورت تقرر ونصب جملہ خلافتون کی ایک ہی ہیولیٰ پر حادث ہوئی ہے باہم کچہ خط وخال کا بہی سر مو فرق نہین ہولہے کیونکہ ہیولیٰ اونکی

خلافت کا باتفاق اجماع امت ہی ہی اون مین کوئی خلیفہ ایسا نہین ہوا کہ جو اوسکی خلافت
پر اجماع امت ہونیسے انکار کیا گیا ہووے بلکہ خلافت عتیقی مین تو صرف اجماع امت ہی کہا جاتا ہے
اور یزید بن معاویہ کی خلافت سے تا آواخر خلفا امویہ وعباسیہ کے تحقق خلافت مین استخلاف
مستخلف واجماع سلف وخلف جمع ہوا کیا ہی اگر غلطی سے امر ممیز مابین خلافت ثلاثہ و
دیگر خلفا بنی امیہ کے حضرات ثلاثہ کے ممدوح القرآن والاخبار ہونیکو قرار دیا جاوے
تو اس مین سخت مغالطہ کہانا ہی کہ اجماع امت جو منشا و تقرر خلافت تہا اوسکو مشترک دیکہکر
ترک کردینا حقیقۃً اصل خلافت عتیقی سے دست بردار ہوکر خلفا ثلاثہ کا تخطیہ اپنی ہی
حجت سے ثابت کرنا اور حجیت اجماع کو باطل کردینا ہی کیونکہ ہر ممدوح القرآن والاحادیث
کب مستفید بخلافت ہوئی مثل سعد بن عبادہ کے جو صحابی بدری وصاحب بیعت رضوان تہی
اور مثل ابن ام مکتوم کی جو امام الجماعۃ علی زعمہم من عند النبی ایام غیبت پیغمبر مین مسجد نبوی کی تہی
اور مثل عمرو عاص کے جو قائد رہصالح حرب اور سریہ ذات السلاسل مین امیر شیخین من عند النبی مقرر ہوئے
تہے اور مثل عبدالرحمن بن عوف کے جنکے عقب سر علے مار واہم رسول خدا نے نماز پڑہی تہی
اور عشرہ مبشرہ مین سے طلحہ وزبیر وغیرہما کب خلیفہ بنائے گئے جو اس عصابہ کی ہر ہر
صفت مبینہ مذکورہ عندہم قطعاً موجب استحقاق خلافت قایم کی گئی ہی پس ترک حجت
اجماع سے دو نو طرف سے حضرات ثلاثہ کے لئے محرومی حق خلافت سی ہوتی ہی اور
خلافت ۔ حقہ الٰہیہ من دون النبی علاوہ اقسام مذکورہ کے ہی جو آیہ اِنّی جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور آیہ یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ

ع ۱ ای داود ہرائنہ ہمنے بجہے خلیفہ گردانا زمین مین پس درمیان آدمیونکو حکم ساتہ حق کے کرنا اور اتباع ہوا کا نکرنا مد جو تغیر استخلاف پیغمبر ہو

الناس بالحق مذکور ہی اور خلافت من دون اللہ والرسول کا بطلان احادیث صحیحہ
مثل لا ادری ما احدثوا بعدک اور اخبار حوض مین ہی ماثور ہی بلکہ اخبار مخدومہ خلافت ثلاثہ بہی
قادح اجماع سقیفہ ہین کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض
نے بہی تیمی و عدوی و اموی خلافتونکو بوجہ اونکے متحد النوع ہونیکی یکسر غلط کر دیا ہی کیونکہ
خلافت کے برحق ہونیمین اگر اجماع مؤثر ہوتا تو حدیث مذکور مین مجمع علیہم خلفا کو ملک گزندہ
کہا جاتا اس سی ظاہر ہوا کہ اجماعی خلفا ملک عضوض ہی ہوتے ہین اور واضح رہے کہ ثلثون سنۃ
کے خلافت خلیفۂ بعید کے لئے خلافت نبوی نہین ہوسکتی بلکہ وہ خلیفہ من بعد سے منتسب
ہوگئے چنانچہ امارت فاروق کو خلافت عتیقی و امارت عثمان غنی کو خلافت فاروقی کہین گے
نہ خلافت نبوی پس بتقدیر صحت حدیث کی یہ مدت ثلثون سنۃ کی عہد خلافت باطنی و ظاہری خلیفہ
واحد بلا فصل جناب امیر سے ہی منطبق ہوتی ہے نہ خلفا متعدد و قریب و بعید سے اور خلافت ثلاثہ
مشخصہ باسمائہم کے لئے شارع نے کہین راشدہ اور خلافت عضوض کے لئے غیر راشدہ
نہین کہا کما مضی جو وجہ سبب یا بعض اونکے برحق سمجھی جاوین اور اقوی دلائل بطلان سے
علاوہ نصوص شارع کے یہ ہے کہ ملک عضوض امیر معاویہ وغیرہ کی خلافت اوسی
عصابہ صحابہ کے دست و بازو سے قایم ہوئی ہے جن مین اکثر موسسین بنیان سقیفہ
اور ممہدین خلافت خلیفہ جمع تہی مثل عبداللہ بن عمر و انس بن مالک صحابی جلیل القدر

ملا وہ خلافتین جو استخلاف الٰہی کے سوا ہین ہے یہ نہین جانتا تم لے ابو بکر بعد میرے کیا احداث کروگی ہے خلافت بعد میرے
تیس برس ہوگی پہر ملوک گزندہ ہونگے ے یعنے جانشینی اور قایمقامی پیغمبر

محمد بن مسلمہ وعبد اللہ بن سلام واسامہ بن زید وابو ہریرہ وعثمان بن طلحہ وابو موسی
اشعری وسعد وقاص وسعید بن زید وعقبہ بن عامر و دیگر اصحاب بدر ورضوان غیرہم
کے پس یا حدیث ملک عضوض کی غلط ہونی چاہیئے یا فعل بعیت اس جماعت اہل الحل
والعقد کا حجت شرعیہ نہوگا اندرینصورت ایسے لوگون کی سیرت کا اثر معاملہ بعیت
وخلافت ابی بکر عتیق مین کب قابل سند ہوسکتا ہی جو اپنی دستکاری ودست درازی
ودست یازی کے مقابل حکم پیغمبر کو بھی نہین مانتے تھے فافہم اور صحیح ترمذی سے صاحب
محاضرۃ الاوائل نے ذکر صلح امام حسن با امیر معاویہ کو اس طرح نقل کیا ہی کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ
ماتزلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن
اس روایت سی ظاہر ہوا کہ رسولخدا نے امیر معاویہ کے تملک وملک کی خبر دی تھی اور
اور امیر معاویہ نے اوسکو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا اور خلافت بنا بر معنی لغوی کے
بادشاہت کو کھتے ہین تو امیر معاویہ نے بھی اپنی امارت مجمع علیہ صحابہ وتابعین کو بادشاہت
ہی سمجھا مگر وہ بمعنے اصطلاحی وعرف خاص کے امارت دینی قرار دی گئی کیونکہ جس
امارت کو کہ رسولخدا نے تملک فرمایا اوسکو امیر معاویہ نے خلافت دینی قرار دیا پس
یہ حالت خلافت اجماعی کے ہے کہ رسول خدا کچھ ارشاد کرین اور معبرین اخبار اوسکے
معنے بدلکر نئے رنگ سے کچھ اور ہی تعبیر فرماتے ہین با اینہمہ تعبیر وتغیر معنے سلطنت کے لفظ خلافت

۱؎ یعنے مین ہمیشہ خلافت کا اوس وقت سی خواہشمند رہا جب سے کہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ جس وقت
کہ تو بادشاہ ہووے نکوئی کرنا انتہی ۔

امیر معاویہ اپنے کو سلطان وقت ہی فرماتے رہے دیکھو تاریخ الخلفاء مین ہے اخرج ابن
ابی شیبہ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ له[1]
فقال یا ابن اخی انہاک عن السلطان ان السلطان یغضب غضب الصبی ویاخذ
اخذ الاسد پھر بھی یہ خلافت اجماعی مترادف معنے خلافت ملکی دنیوی کے ہر وجہ
ثابت ہوئی اور فاضل فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب مسمی ابطال الباطل مین
بجواب مطاعن امیر معاویہ خلیفہ مجمع علیہ مذکور کے لکھا ہے واما معاویۃ فانہ کان[2]
من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالهم لایخلون عن المطاعن انتہی بقدر
الحاجت پس جبکہ فاضل فضل نے باوجود ثابت ہونے بیعت عامہ جماعت امت کے
(جن مین صحابہ بدرئیین اور اصحاب رضوان وسابقین ومہاجرین وانصار شامل بلکہ
اعیان معاشر اہل العقد والحل جن مین سے موسسین[3] خلافت سقیفہ تھے) اوس خلافت کو
بادشاہت اور خلیفہ مجمع علیہ[4] کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا تو تحقیق خلافت اصحاب ثلاثہ اور امیر
معاویہ مین کچھ ذرہ بھی فرق نہین رہا اور محدث المتاخرین شاہ عبدالعزیز نے
(جنکے لئے آیۃ اللہ فی العالمین کا لقب دیا گیا ہے) عقیدہ ششم باب ہفتم کتاب

ع۱ یعنے ایک جوان قرشی امیر معاویہ کے پاس گیا اور اونکو سخت کہا تو معاویہ نے اپنے سطوت وسلطنت سے اوسے ڈرایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے مین تجھے منع کرتا ہون بادشاہ سے تحقیق بادشاہ مثل صبیان کے بہت جلد غصہ کر بیٹھتا ہے اور مثل شیر کے پکڑ لیتا ہے انتہی ع۲ یعنے امیر معاویہ بادشاہان اسلام سے تھے اور سلاطین اپنے اعمال مین مطاعن سے خالی نہین ہوا کرتے انتہی ع۳ بیخ بنانے والے ع۴ خلیفہ بیعت کیا ہوا

کتاب تحفہ مین افادہ فرمایا ہے کہ اہل سنت قاطبۃً اجماع دارند برآنکہ معاویہ بن ابی سفیان
از ابتدای امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از بغاۃ بود کہ اطاعت
امام وقت نداشت و بعد از تفویض امام بدو از ملوک شد انتہے اور یہ اجماع قاطبۂ اہل سنت
کا امیر معاویہ کے ملک ہونے پر بعد متحقق ہوجانے معاویہ کی شرائط خلافت کے کہ اہل
حل و عقد نے اونکی خلافت پر اجماع کرلیا قاطبۃً ہادم اساس سقیفہ ہے کہ اس اجماع قاطبۂ سے
ظاہر ہوگیا کہ اہل الحل کا کسی خلیفہ کی خلافت پر اجماع کرنا حجت شرعیہ واسطے صحیح
ہونے اوسکی خلافت کے نہین بلکہ خلیفہ مجمع علیہ بوجہ تسلط وحکمرانی کے قاطبۃً ملک
و بادشاہ دنیا ہی ہوجاتا ہے اور اسپر ستزادیہ ہے کہ شاہ صاحب نے قبل اسکے شروع عقیدہ
ششم مین افادہ فرمایا ہے فرقہ اہلسنت کا امامت بمعنے بادشاہت وریاست
نیز اطلاق کنند اور بجواب مطاعن عمر خطاب کے حکم خلیفہ صاحب کو بحکم سلطانی مخالف
حکم قرآنی کے افادہ فرمایا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین متردد ہونا فاروق
اعظم کا اپنی خلافت مین بقولہ املک[1] انا ام خلیفہ[2] سلمان فارسی سے نقل کیا ہے حالانکہ
خود بدولت باستخلاف اوس خلیفہ مجمع علیہ کے خلیفہ ہوئے تھے جنکی خلافت سقیفی
اصل اصول مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور صاحب سقیفہ بھی باہمہ اجماع
صحابہ علی خلافتہ کے بذات خود اپنی خلافت مین متردد تھے اور فرماتے تھے وددت
انی کنت سألتہٗ صلعم هل للانصار فی هذا الامر شیٔ[3] انتہے کما نقلہ جماہیر العلماء کالطبری
والمبرد والجوہری وابن ابی الحدید وابن قتیبہ فی کتاب السیاستہ وابی عبیدہ فی

ع۱ [illegible] ملک ہون یا خلیفہ ع۲ کاش مین رسولخدا سے پوچھتا کہ خلافت مین انصار کا بھی حق ہے

کتاب الاموال وخثیمہ الاطرابلسی فی فضائل الصحابہ والطبرانی فی المعجم فی الکبیر وغیرہم
فی غیرہا اگر اجماع صحابہ حجت شرعی ہوتا تو خلیفہ کو مرتے وقت اپنی خلافت مین تردد
ہرگز لاحق نہوتا بہر نوع آیات واخبار اور حضرات صحابہ کی سیر وآثار سے خلافت اجماعی
سقیفہ کا شرعاً حجت نہونا بلکہ اوسکا بر باطل ہونا آشکار ہو گیا اور حضرت رسالت نے جس اجماع
کی تعریف خبر لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی خَطَاءٍ[1] مین فرمائی ہے اوس سے یہ اجماع علی الخلافۃ لامحالہ
خارج ہی اسلیے کہ اس مین علانیہ مشابہت اوس عجل واتخاذ کی ہی کہ جسکے عمل پر تہدیدات
جابجا قرآن مین وارد ہین اور وہ فعل جو مشابہ فعل منکر اصحاب کفر کے حکم واثر مین بمماثلت تامہ
واقعاً ہووے وہ ضرور نامشروع ہے چہ جائیکہ اوسکو اجماع شرعی مصئون عن الخطأ (باوجود
واقع ہونے بر بنا فلتت کے یعنے ناگہان بلا سوچے سمجھے) اعتقاد کر لیا جاوے اور یہ فائدہ رشیقہ
بطال خلافت سقیفہ مین ہرچند مکرراً حالی کیا گیا ہے لاکن توفیق معنی اتخاذ مطاع
کفرہ کے ساتھ تعدد نصب تقرر خلیفہ کے از سر نو داعی توضیح واضح اور مقتضی تکرار بیان لائح ہے
دیکھو نصب تقرر خلیفہ کا اور اختیار وانتخاب کرنا اوسکا علی الاعلان مشابہ تر اخذ واتخاذ
گوسالہ پرستی فرقہ سامری سے ہی اور حضرت رسالت نے فرمایا کہ لتتبعن[2] سنن من کان
قبلکم شبرا بشبر الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین اور اونعم سبحانہ اس اتخاذ پر تہدید کفر کے
فرماتا ہی کما اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ[3] اور اصحاب جاہلیت جسطرح اپنی قوم
وقبیلہ کے اغنیا کو اپنا امیر مقرر کر لیتے تھے اور احبار و رہبان کو مطاع دینی بنا لیتے

---

۱ یہ نہین جمع ہو گی میری امت خطا پر ۲ البتہ البتہ تم اتباع کرو گی طریقون کا اون لوگون کی جو تمسے پہلے تھے ۳ بتحقیق تمنے اپنے نفسون پر
اخذ کرنے مین گوسالہ کے ظلم کیا

تھی جسکی خبر آیہ اَلَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ[1] مین آئی ہی کیونکہ ارباب نفاق نے اپنے مرافعہ پیش کرنے مین خدا ورسول کو متروک رکھکر اپنا حاکم کعب بن اشرف یہود کے سرغنہ شخص کو اختیار کیا تھا پس کہا گیا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ مین دیکھی ہے یہان اہل الحل والعقد اصحاب سقیفہ نے بھی نصوص خلافت رب العزت وحضرت رسالت سے اعتراض کرکے اپنا مطاع اپنی قوم وقبیلہ سے بنالیا اور نص خلافت سے انکار کیا اور احکام مخصوصہ مین سے بعض کو قسم متشابہات سے گردانا اور بعض کے وارد ہونے سے محض انکار کردیا اور شرائط قہر واستیلاء کے اس خلافت سقیفی مین داب نمرودی اور شوکت فرعونی سے اخذ اور اختیار کی گئین ہین کہ مجلس مبایعت مین غلظت وشدت وتشدد وتعدی استعمال کی گئی جلسئہ سعد بن عبادہ کو درہم وبرہم کردیا گیا اور شور وغل مین غوغائیون کو بھی مخجل کردیا اور اوس مین فطرتی تہذیب اخلاق کو ظاہر فرمادیا کہ سعد کو پائمال بھی کیا اور اور بجواب شکایت پائمالی کے قَتَلَ اللہُ سَعْدًا کہدیا اور بنی ہاشم منحرفین خلافت پر خانہ سوزی اہلبیت کا زور ڈالا اور اس پائمالی اور زور وداب ڈالنے کا نام اتفاق امت اور اجماع رعایا بر خلافت تجویز کرلیا پس یہ زور وزبردستی کا اتفاق اور وہ بھی مشابہ اور ہم شکل عمل اشرار وفعل کفار کے کیونکر تحت مین حدیث لا یجتمع امتی علی الخطاءِ

---

[1] کیا نہین دیکھا تو نے طرف اونکی جو زعم کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ساتھ اوس چیز کے جو پیغمبر پر نازل ہوئی اور اوس پر جو پہلے نازل ہوچکی وہ ارادہ کرتے ہین کہ اپنا حاکم طاغوت کو قرار دین اور مرافعہ اوسکے سامنے لیجاوین۔

کے آسکتا ہی اور اس اجماع مین شدت شباہت بعمل فرقہ سامری کے یہ ہوئی کہ جس طرح
اونہون نے ہارون خلیفہ موسی کو مستضعف کر دیا اونہین کی تتبع اور قدم بقدم یہان
بہی جناب امیر کو مجبور کر لیا کسطرح یہ اجماع مصداق مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[۱] کی ہوگا
جسکی تصدیق احادیث انتم اشبہ الامم بنبی اسرائیل سے بخوبی ہوتی ہی

اب بعلم دریافت ہونے انواع و اقسام خلافت کے و علاوہ دیگر آیات کثیرہ منصوص الخلافۃ
الحقۃ الدینیہ من حضرت النبویہ و محتوی خلافۃ اللصوص کے حال ہر دو خلافۃ
من عند اللہ و من عند الناس ما بعد النبی صلعم کا دو تا آیت مذکورۃ الصدر سے (جو وہ آیہ
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ[۲]
اور آیہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ[۲]
مین واضح ہو گیا کہ اس امت مین بہی مشابہت خلافت ہائے امت موسی کے یہہ دونون
خلافتین واقع ہوئین بنی اسرائیل مین خلافت خود اختیاری کے بارہ مین آیہ بئسما[۲]
خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم آیا ہے یہان بقولہ فہل عسیتم سے اوس خلافت
خود اختیاری کو مبین فرمایا ہی وہان پر تعیین زمانہ خلافت کو بلفظ من بعدی سے تعبیر کیا
اور یہان لفظ عسیتم سے اور وہان تعریف خلافت مین لفظ بئسما آیا ہے اور یہان
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم الخ صاف فرمایا ہے جو مفاد بئسما سے

۱؎ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اپنے طرز و انداز مین اختیار کرے پس وہ اوسی قوم سے ہے

۲؎ ترجمہ آیہ نمبر ۲ کا صفحہ ۳۰ مین اور نمبر ۳ کا صفحہ ۳۰ مین و نمبر ۴ کا صفحہ ۳۴ مین گذرا

اس مین زیادہ توضیح ہی غرض کہ خلافت خود اختیاری واجماع الناسی مین فساد فی الارض وقطع ارحام کو صاف لفظون مین ارشاد کیا ہی جسکی صراحت محتاج بیان نہین ہے اور حال خلافت من عند اللہی مانند امت موسوی کے قول حضرت ہارون ان القوم استضعفونی وکادوا ان یقتلونی[1] مین مذکور ہے جو مخبر اونکے عدم تصرف کا ہی اور یہان اوس عدم تصرف کو بلفظ یرثہا کے انتباہ فرمادیا ہی کما قلت آنفا اور وہان خلیفہ کے تعین بقولہ قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی کے فرمائی ہی اور یہان عبادی الصالحون ارشاد فرمایا ہی اور مصدق اور مشید اس توفیق خلافتہا ے بنی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے آیات کثیرہ اور اخبار خطیرہ ہین مشابہت رسالت مین آیہ انا ارسلنا الیکم رسولاً کما ارسلنا الی فرعون رسولاً[2] ہے اور مشابہت خلیفہ برحق مین حدیث منزلت مشہور ہی اور مشابہت خلافت باطلہ مین آیہ بئسما کافی ہے اور مشابہت باہمی ہر دو امت مین آیہ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل[3] اور اخبار انتم اشبہ الامم سمتا ببنی اسرائیل وارد ہین از انجملہ حدیث صحیح ترمذی ہی کہ جو جامع الاصول کی کتاب الفتن مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ لیاتین علی امتی ما اتے علے بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لیکونن فی امتی من یصنع ذلک الحدیث[4] اور حدیث

---

[1] تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کردیا اور قریب ہی کہ وہ مجھ قتل کردین [2] بھیجا ہمنے تمہاری طرف رسول کو جیساکہ بھیجا ہمنے رسول کو طرف فرعون کے [3] کیا ارادہ رکھتے ہو یہ کہ سوال کرو تم اپنے نبی صلعم سے جیساکہ سوال کیا گیا موسی پیغمبر قبل تمہارے [4] یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری امت پر وہ آتا ہی کہ جو بنی اسرائیل مین گذرا مطابق نعل کے نعل سے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل مین سے کوئی شخص اپنی مان سے علانیہ مرتکب زنا ہوا ہے البتہ میری امت مین بھی کوئی ایسا ہی کریگا

اَنۡتُمۡ اَشۡبَہُ الۡاُمَمِ سَمۡتاً بِبَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ لَتَرۡکَبُنَّ طَرِیۡقَتَہُمۡ حَذۡوَ النَّعۡلِ وَالۡقُذَّۃِ غَیۡرَ اَنِّیۡ لَا اَدۡرِیۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ الۡعِجۡلَ اَمۡ لَا کما فی تفسیر الکشاف اور حدیث لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ شِبۡراً بِشِبۡرٍ وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوۡ دَخَلُوۡا جُحۡرَ ضَبٍّ لَتَتَّبِعُوۡہُمۡ الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین من مسند ابی سعید الخدری اور حدیث لَتَرۡکَبُنَّ سُنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ حَذۡوَ النَّعۡلِ بِالنَّعۡلِ وَالۡقُذَّۃِ بِالۡقُذَّۃِ کما فی النہایۃ لابن اثیر اس مطابقت میں آیت بئسما خلفتمونی و آیت فہل عسیتم ان تولیتم کے مُصَدِّق و مُفَسِّر واقع ہین پس امر بیعت بھی چونکہ نفس خلافت کے تابع ہے لہذا جس نوع کی خلافت ہوگی بیعت کا بھی وہی حکم ہے اگر خلافت دنیوی ہے تو بیعت بھی تحقیقاً علی السلطنۃ ہوگی اگرچہ معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الدینیہ ہووے اسلیے کہ امر واقع کو فرض فارض اصل ماہیت سے کہین منقلب نہین کرسکتا ورنہ امیر معاویہ کی خلافت برطبق معاہدۂ بیعت علی الخلافۃ الحقہ بغاوت وطغیان وسلطنت سے شمار نکیجاتی اور اگر خلافت دینیہ ہے تو بیعت مکرہین سے وہ خلافت دنیویہ اور خلافۃ باطلہ نہین سمجھی جاسکتی ہے یہان پر بضرورت مقام انواع واقسام بیعت کو بھی لکھا جاتا ہی کہ جواب معترض مین اصل مرام ودخل تام ہے

بیعت لغۃ مین بمعنی عہد بستن کے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اطاعت اور موافقت وعدم منازعت مین کیا جاتا کسی مُطاع یا متملک یا

---

(۱) نہایۃ کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تم زیادہ مشابہ ہو اُنکی سے رستہ چلنے مین ساتھ بنی اسرائیل کے البتہ البتہ اونکی ہی طریقہ پر کوب کرنیوالی ہو برابر جوتی کے تلوے کے اور تیر کے سوا اسکے کہ مین نہین جانتا ہون کہ آیا تم گوسالہ کے عبادت کروگی یا نہین (۲) وفرمایا البتہ اتباع کروگی اپنی پہلے لوگونکی سنتون کا بالشت ببالشت اور ذراع بذراع یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کی بہٹ مین داخل ہ

تلک سے امور ملکی مین مرسوم تہا اور وہ عہد رسالت مین بہی بغرض تشئید نظم شریعت و
غلبہ اسلام و اشاعت دین مبین کے ثابت ہے چنانچہ ایام جہادین تابعین اسلام سے معاندہ
جانبازی لیا جاتا تہا چنانچہ آیہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ مین مذکور ہے
جو بیعت تحت الشجرۃ مین نازل ہوا ہی صحیح مسلم مین جابر انصاری رض سے مروی ہے
کہ بائعنا ہ علیٰ ان لا نفرّ اور سلمہ صحابی سے منقول ہی انہم بایعوہ یومئذ علی الموت
اور ابن عمر اور عبادہ بن الصامت سے ماثور ہے بائعنا علی السمع والطاعۃ وان لا
ننازع اھلہ اور نواوی نے شرح مسلم مین ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ البیعۃ علی الصبر
اور اوسکے معنی مین لکہا ہی کہ قال العلماء ھٰذہ الروایۃ تجمع المعانی کلہا وتبیّن
المقصود کل الروایات فالبیعۃ علیٰ ان لا نفرّ معناہ الصبر حتیٰ نظفر بعدو نا
او نقتل وھو معنی البیعۃ علی الموت ای نصبر وان آل بناء ذلک الی الموت لا ان
الموت مقصود فی نفسہ وکذا البیعۃ علی الجہاد ای والصبر فیہ واللہ اعلم و
کان فی اول الاسلام یجب علی العشرۃ من المسلمین ان یصبروا بالمائۃ من الکفار

۱ یعنی تحقیق وہ لوگ کہ جنہون نے تجہسے بیعت کی پیغمبر کی ہی سوا اسکے نہین کہ ان لوگون نے خدا سے بیعت کی ہی (اونکو نکث و نقض بیعت پر فا نما ینکث علی نفسہ صادق آویگا وہ اس معاہدہ کو آسان نہ سمجہین) ۲ ملخص مرویات و عبارات کا تعریف بیعت مین یہ ہی کہ ہمنے رسول خدا صلعم سے اسپر بیعت کی کہ ہم جہادین فرار نہ کرینگے اور یہ کہ اونہون نے رسول خدا سے اوسکے دن یعنی یوم حدیبیہ مرجانے پر بیعت کی اور یہ کہ ہمنے سمع اور طاعت پر بیعت کی اور یہ کہ صاحبان حق سے یعنی مستحقین خلافت سے نزاع نکرینگے اور یہ کہ بیعت نام معاہدہ صبر و قرار کا ہے اور علما نے فرمایا ہے کہ یہ روایت البیعۃ علی الصبر کے جامع معانی جملہ مرویات کے ہے اسلیے کہ بیعت عدم فرار سے مقصود صبر و ثبات جہاد مین ہے یہانتک کہ دشمن پر ظفریاب ہون یا خود قتل ہو جاوین اور بیعت علی الموت کے معنی بہی صبر و ثبات کے ہی ہین اور ایسے ہی بیعت علی الجہاد مین بہی صبر و ثبات کارزار مین مقصود ہے اور صدر اسلام مین دس مسلمانون پر صبر و ثبات بمقابلہ ایک سو کافرون کے واجب ہوتا تہا کہ نہ بہاگین اور ایکسو مسلمانون پر مقابلہ ایکہزار کفار کے صبر و ثبات واجب تہا پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور صبر کرنا بمقابلہ اونکے دو چند کے واجب رہا انتہی

ولا یفروا منہم وعلی المائۃ بالصبر لا نکث کا فرانتم لنسخ ذلک وصار الواجب مصابرۃ المثلین

اور ان تمام مرویات صحابہ ور افادات علماے عامہ سے ثابت ومتحقق ہوا کہ صدر اسلام مین

بیعت جہاد مین لیجاتی تہی خواہ اوس بیعت مین لفظ سمع وطاعۃ کہا جاتا ہو یا لفظ علی ان

لا نفر یا علی الصبر وغیرہ اور ماحصل بیعت کا جانبازی کرنا تہا اور مقصود بیعت سے بیع کرنا

اپنے نفس کا اور عبد اور غلام ہوجانا من لہ البیعۃ کا (یعنے جسکی بیعت کیجاوی) نہین

سمجہا جاتا تہا جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عہد خلافت بنی امیہ مین یہ معاہدہ بیعت معاہدہ

عبدیت قرار دیدیا گیا تہا حالانکہ مرد مسلم در زمان اسلام کسیطرح غلام نہین ہوسکتا

پہر نہج یہ معاہدہ کسی منصب نبوت یا عہد امامت رب العزت کا متحقق کرنے والا نہین تہا

بلکہ غرض وغایت اس معاہدہ اطاعت اور بیعت سے اتفاق اہل اسلام کا شوکت

وترقی وشیوع دین مبین کے لئے تہا ائمہ معصومین علیہم السلام نے بہی جو مومنین

و عامہ مسلمین سے بیعت لینی اختیار فرمائی ہی غرض وغایت اوس سے اونکو متقرر کرنا

اپنی امامت کا نہین تہا بلکہ مقصود اتفاق مومنین سے تشئید نظم خلافت وترقی

دین وغلبہ ایمان مدنظر رہا ہے اور اسی لئے اس معاہدہ بیعت کا شرف اسلام مین

قرآن سے ثابت ہی اور نکث بیعت بقولہ تعالی ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ

کے اشنع شائع تہا مگر ناکثین وفارین نے اوس شرف کو ایسا عرض بازار اہل کساد

اور دستمال اصحاب فتنہ وفساد کردیا کہ ہر متغلب وطاغی ومتمرد و باغی اور ہر ظالم وفاسق

وہر مفسد وقاطع الارحام ومنافق کی بیعت علی الخلافۃ الحقہ بالسمع والطاعۃ وبالطوع

والرغبۃ شرعاً بلکہ شریعت نفسانی جایز گردانی اور اوس متغلب و باغی کا امام صدق وخلیفہ برحق ہونا داخل شریعت غرّا کر لیا حالانکہ کتاب شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اِنَّ البیعۃ لیست عِندَنا مثبتۃ لِلْاِمامۃِ حَتّٰی یتم ما ذکرتم بل ھی علامۃ مظہرۃ لھا کالاقیسۃ والاجماعات اور عنقریب معلوم ہوگا کہ بیعت کا اثر حقیقت خلافت مین ہو تثبت اقسام بیعت کے مثل قیاس و اجماع کے بھی نہین نہ بیعت قوام امامت وخلافت حقہ دینیہ سے ہی کیونکہ تحقق امامت کا من عند اللہ ہوتا ہی خواہ بیعت عام یا خاص گروہ انام کے واقع ہو یا نہ و پھر نوع عہد رسالت مین مومنین خالصین و مسلمین موقنین بیعت بطوع و رغبت پیغمبر خدا صلعم سے کرکے حق معاہدہ ادا فرماتے تھے اور گروہ منافقین ومذبذبین ومولفۃ القلوب بطمع اموال غنائم وحصول منافع وظہور شعار تہا سے ملکی وحرص تصرفات امارت کے ونیز بخوف قتل کے اختیار کیا کرتے تھی جب اسلام مین زمان فتن و ملاحم کا بدستیاری اصحاب ضغائن کے دوران ہوا اسکی خبر مخبر صادق حضرت ختمی نبوت نے حذیفہ یمان کو دی تھی کہ تکون بعدی ائمۃ لایھتدون بھدائی ولایستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس قال (حذیفہ) قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک قال صلعم تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع کما فی الصحیح لمسلم

ـــــــــــــــــــــــــــــ

۱ یعنے بیعت تردہم اہلسنت کے ثابت کرنیوالی خلافت و امامت کی نہین ہی یہانتک کہ اعتراض تمہارا پورا ہوسکے بلکہ بیعت ایک ظاہر علامت خلافت کی ہے مثل قیاسات اور اجماعات کی انتہی ۲ یعنے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میرے بعد ائمہ ہونگے وہ میری ہدایت کی موافق ہدایت یافتہ نہونگے اور میرے طریقہ پر نہ چلین گے اور عنقریب ان میں ایسے لوگ کھڑے ہونگے جنکے دل شیاطین کے دل ہونگے انسانی بدن میں... پیٹھ مضروب ہو اور مال تیرا لیلیا جاوی پس سمع وطاعت بسر کر انتہی

اس حدیث سے جواز بیعت امراے جور کا علی السمع والطاعۃ ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس میں رسولخدا صلعم سے بجائے لفظ ائمہ کے لفظ امیر و سلطان ماثور ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور ہے قال قال صلعم من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر علیہ فانہ لیس احد من الناس یخرج من السلطان شبراً فمات علیہ الامات میتۃ جاھلیۃ[1] پس اوس تغیر دوران سے شان مُطاع کی بوجہ تسلط اصحاب ضغائن کے بدل گئی کہ بجائے مطاع حق کے مُطاع باطل و جائر ہوگئے جنکے بدن میں قلوب شیاطین ثابت ہوے تو شان اوس معاہدہ بیعت کی حسب حال زمانہ کے منعکس ہوگئی کہ مومنین موقنین بیعت مُطاع مُتغلّب و مُتملک کے بخوف قتل و حرق بیوت کے اور منافقین و مُولفۃ القلوب بامید منافع و ظہور ملۃ واحدہ کے بخوشی و رضا بیعت کرنے لگے پس تغیر حیثیات پر بیعت کی ہی چند قسمیں ہوگئیں **اول** بیعت صادقہ مومنین صالحین کی ہے خلافت حقہ پر جسکی صراحت محتاج بیان نہیں ہی **دوسرے** بیعت مکرہہ منافقین یا طامعین کی ہے خلافت محققہ اہل اسلام پر جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں ذکر خلافت ابی بکر میں نقل کیا ہی کہ ان طلحۃ والزبیر بایعا کارھین غیر طائعین خرجا الی مکۃ[2] اور یہ دونوں صحابی از جملہ اصحابی کالنجوم علی زعمہم تھی جنکی اقتدا میں انکو ہدایت پانی ہی فافھم **تیسری** بیعت

[1] یعنے فرمایا کہ جو شخص کراہت پاوے کسی چیز میں اپنے امیر سے پس چاہئے کہ اوس امر مکروہ پر صبر کرے پس شان یہ ہے کہ کوئی آدمیوں میں نہیں ہی کہ جو ایک بالشت اطاعت سلطان سے باہر جاوے اور وہ اوسی حال میں مرجاوے مگر یہ کہ موت جاہلیت میں مرا

[2] یعنے طلحہ و زبیر مبشرین بالجنۃ نے بیعت بکراہت و بلا رغبت کی تھی پھر وہ دونوں مکہ کی طرف چلے گئے بارادہ خروج کے انتہی

مکرہہ مومنین خلافت باطلہ پر مثل بیعت بزمان الف شہر کے جو عامۃ الناس نے اُمرائی بنی امیہ
وبعد ازان خلفاے بنی عباس کے بکراہت قلبی اور خواص نے گروہ اہل دیانت سے
بخوف قتل ونہیب کے اختیار کی تہی چنانچہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کی بیعت
منصور دوانقی کی خلافت پر بر بنا رقم خلیفہ کی تاریخ الخلفا مین اسطرح مذکور ہے واذی
المنصور خلقا من العلماء ممن خرج معهما (ای مع محمد وابراهيم ابنی عبد الله
بن الحسن بن الامام الحسن عليه السلام) اوامر بالخروج قتلا وضربا وغير ذلك
منهم ابو حنيفة وعبد الحميد بن جعفر وابن عجلان وممن افتى بجواز الخروج
مع محمد على المنصور مالك بن انس وقيل له ان فی اعناقنا بيعة للمنصور فقال
انما بايعتم مكرهين وليس على المكرهين چوتھی بیعت بالرضا خلافت باطلہ
پر جیسا کہ نواصب شام امرائی امیہ کے کیا کئے پانچوین بیعت علی الضلالۃ والبلاء
ہے جیسا کہ بقایاے صحابہ وصلحاے عصار اہل مدینہ طیبہ نے امیر معاویہ ویزید بن معاویہ
کی اختیار فرمائی تہی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین بروایت ابن منکندر
نقل کیا ہے قال قال ابن عمر حين بويع يزيد ان كان خيرا رضينا وان كان بلاء صبرنا

۱؎ الملخص ترجمہ یہ ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے ایک مخلوق کو گروہ علما سے ایذا پہونچائی قتل کرنے اور زد وکوب وغیرہ فرمانے سے
اون لوگونکو کہ جنہوں نے محمد کی ہمراہی مین منصور پر خروج کیا تہا یا حکم خروج کا دیا تہا اونمین ابو حنیفہ اور عبد الحمید وابن عجلان تہے
اور اون لوگونمین جنہوں نے خروج کا فتوی ہمراہی محمد کے منصور پر دیا تہا مالک بن انس ہین امام مالک سے کہا گیا کہ ہماری گردنون مین
منصور کی بیعت ہے امام مالک نے فرمایا کہ جز این نیست کہ تمنے منصور کی بیعت بکراہ کی ہے اور مکرہ پر یمین نہین ہے انتہے
۲؎ یعنے ابن عمر نے وقت بیعت یزید کے فرمایا کہ اگر یہ بیعت بخیر ہے تو ہم راضی ہوگئے اور اگر یہ بلا ہووے گی تو ہمنے صبر کیا انتہے

اس روایت سے جواز بیعت علی البلاء بنا بر سیرت صحابی جلیل ابن عمر کے ثابت ہوگیا
اور امام ہمام بخاری نے تاریخ صغیر مین وہب بن کیسان مولی الزبیر سے نقل کیا ہے
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قدم بسر بن ارطاۃ المدینۃ زمان معاویۃ فقال لا
ابایع رجلا من بنی سلمۃ حتی یاتی جابر فاتیت ام سلمۃ بنت ابی امیۃ زوج
النبی صلعم فقالت بایع فقد امرت عبد اللہ بن زمعۃ ابن اخی ان یبایع علی ذمتہ و
مالہ وانا اعلم انہا بیعۃ ضلالۃ **چھٹی** بیعت مافوق الضلالۃ والبلاء بدرجۂ
قصوی ہے جو صحابہ کالنجوم کے آثار و سیر سے بزمان یزید بن معاویہ وعبد الملک
کے ثابت ہوئی ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین
بعین اوسکو نقل کیا ہے کہ کانت بنو امیۃ تختم فی اعناق المسلمین کما یوسم الخیل علامۃ
لاستعبادہم وبایع مسلم بن عقبۃ اہل المدینۃ کافۃ وفیہا بقایا الصحابہ واولادہا و
صلحاء التابعین علی ان کلا منہم عبد قن لامیر المومنین یزید بن معاویۃ الا علی بن الحسین
فانہ بایعہ علی انہ اخوہ وابن عمہ قال ونقشوا اکف المسلمین علامۃ لاسترقاقہم کما یصنع
بالعلوج من الروم والحبشۃ اور تاریخ الخلفا مین منقول ہے وفی سنۃ اربع وسبعین

ع۱ یعنے جابر انصاری صحابی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بسر بن ارطاۃ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین داخل مدینہ طیبہ ہوا بیعت لینے کی غرض سے
اور کہا کہ مین کسی شخص قبیلہ بنی سلمہ سے بیعت نہ لونگا جبتک کہ جابر انصاری بیعت کرلے نہ اوے جابر فرماتے ہین کہ مین خدمت
ام المومنین ام سلمہ کے حاضر ہوا اونہون نے فرمایا کہ اسے جابر بیعت کرلے مین نے اپنے بھتیجے عبد اللہ کو بھی اجازت دیدی کہ
بشرط حفظ جان ومال کے بیعت کرلینا کہ یہ فعل بیعت کا بیعت ضلالت ہوا انتہی ع۲ یعنے بنی امیہ مسلمانون کی گردنون پر مہرین
داغ غلامی کی لگاتے تھے جیسے گھوڑون پر علامت کے داغ دیا کرتے ہین اور مسلم بن عقبہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اہل مدینہ سے
جنمین باقیماندگان صحابہ اور صلحا سے تابعین تھے عبدیت کی لی اس بنا پر کہ سب کے سب کرنیوالے غلام یزید کے ہین اور امام زین العابدین سے
بیعت صرف اخوت پر فرمائی کہ یزید میرا بھائی چچا کا بیٹا ہی ہین اوس سے مخالفت نکرونگا اور راوی نے کہا ہے کہ باقی لوگون کی ہتھیلیون پر
داغ غلامی لگا دیگئے جیسے کہ وہ غلامی کی سند بات روم وحبشہ کے ہاتھون پر لگائے جاتے ہین ع۳ مخفی نہ کہ حجاج سنہ مین

سار الحجاج بن یوسف الی المدینۃ واخذ یتعنت اھلھا ویستخف ببقایا من فیھا

من صحابۃ رسول اللہ صلعم وختم فی اعناقھم وایدیھم یذلھم کانس وجابر

وسھل بن سعد انتھی اور مختصراً اس قصہ کو صاحب حبیب السیر نے بھی لکھا ہے۔

ساتوین بیعت علی السلطنۃ ہے جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین مستعین باللہ

بن متوکل عباسی کی خلافت پر بیعت علی السلطنۃ کو صاف الفاظ مین بدین عبارت

نقل کیا ہے کہ بویع الخلیفۃ بالسلطنۃ مضافۃ للخلافۃ وذلک فی المحرم سنۃ خمس

عشرۃ اور یہ بیعت ارباب حل واہل العقد واصحاب کلام وولاۃ الامور الحکام وصاحبان

مناصب احکام او حملۃ العلم والاعلام وحماۃ السیوف والاقلام وخواص الائمۃ وعامۃ

الامۃ نے بالاتفاق کی تھی۔ یہان سے دو امر محتج بہ ثابت ہوئی ایک بیعت کر لینا اہل الحل

والعقد کا اور معاہدا طاعت اختیار کرنا کسی مطاع کے سلطنت پر جو یہ بیعت علاوہ

بیعت حقہ علی الخلافۃ الدینیۃ الحقہ کے ہے اور یہی مطلوب ہے ورنہ اس بیعت کے ساتھ

ضرورت اضافہ بیعت علی الخلافۃ کے (جسکو مفید خلافت دینی مین سمجھا گیا ہے) ہرگز

نہوتے لہذا یہ بیعت علی السلطنۃ مغائر اوسکے ظاہر ہوئے دوسری یہ کہ جسجگہ محض

بیعت واحدہ للخلافۃ ہووے تو لفظ خلافت چونکہ بمعنے لغوی واصطلاحی کے

(بدین معنے کہ خلافت لغت مین سلطنت دنیوی اور اصطلاح مین امامت دینی کو کہتے ہین)

مین داخل مدینہ ہوا اور اہل مدینہ کو گنہگار و نافرمان بردار عبد الملک کا قرار دیا اور باقی ماندگان کا صحابہ رسول سے استخفاف کیا اور اونکی گردنون پر اور ہاتھون پر مہرین لگائین کہ وہ ذلیل ہوئے انتہی ۱۲ یعنے خلیفہ بیعت کیا گیا سلطنت پر باضافہ بیعت خلافت کے اور وہ بیعت علے السلطنۃ والخلافۃ محرم ۸۱۵ مین واقع ہوئی انتہی

مشترک ہی اور اطاعت ہر مطاع برحق و ناحق کی ضرورۃً واجب ہے اور معاہدہ نبوّت پر اہل سنّت کی موقوف ہے تو ایسی بیعت کسی طرح مُثبِت خلافت حقہ دینیہ کسی متملک و متغلب کے لئے نہین ہو سکتی اور یہی جواب ہین ابراد عامہ کے بس کافی ہے اسلئے کہ ممکن ہے بلکہ مظنون ہے بلکہ متیقن ہے کہ اون مبایعین نے (جنہون نے مبیعین کو ظالم و جائر بارہا اپنے کلام مین بیان کیا ہے) بیعت اونکی للخلافۃ یعنے لغوی سلطنت کی اپنے نیت مین کی ہووے فلا حجۃ لہم فافہم اور موکد اور موکد اس بیعت علی السلطنۃ مین باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیۃ ہی جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے چنانچہ امام نواوی نے شرح مسلم کی حدیث عن عبادۃ قال بایعنا رسول اللہ صلعم علی السمع والطاعۃ مین افادہ فرمایا ہے کہ قولہ بایعنا علی السمع المراد بالمبایعۃ المعاہدۃ[1] وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف اور قبل اسکے اپنی شرح مین رقم فرماتے ہین ومعنی الحدیث لا تنازعوا ولاۃ الامور فی ولایتہم ولا تعترضوا علیہم الی ان افاد اجمع[2] اھل السنۃ انہ لا ینعزل السلطان بالفسق ثم قال قال القاضی عیاض اجمع العلماء علی ان الامامۃ لا تنعقد لکافر وقال بعض البصریین تنعقد لہ وتستدام

---

[1] مراد بیعت سے معاہدہ ہی اور یہ ماخوذ ہے بیع سے اسلئے کہ ہر ایک بائع و مشتری ہاتھ اپنا دراز کرتا ہے معاملہ بیع مین لین دین کے لئے اپنے صاحب کی طرف کو اسی طور پر بیعت ہوتی ہے ہاتھ پکڑنے سے۔ [2] اجماع کیا اہلسنت نے یہ کہ سلطان بوجہ فسق کے معزول نہین ہوتا اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اجماع کیا ہی علماء نے اسپر کہ امامت کافر کی منعقد نہین ہوتی اور فرمایا بعض علماء بصرہ نے کہ کافر کیلئے امامت منعقد ہوتی ہی اور وہ اسکے لئے مستمر ہوگی

انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ ان افادات سے واضح ہوا کہ حقیقت معاہدہ بیعت کی محض اطاعت ہی جو بوجہ مماثلت معاملہ بیع کے نام اسکا بیعت ہوا نہ یہ کہ اصل بیع ہو اور یہ کہ بیعت امرا اور سلاطین کے بھی عندہم جائز ہے اور یہ کہ نزاع کرنا ملوک امرا سے ناجائز ہی اور یہ کہ امام منعقد لہ الامامۃ کا کفر وفسق عندہم مانع امامت وسلطنت کے نہین پس یہ حال بیعت اور اہل بیعت کا ہی ایسی حالت مین اگر کوئی مجبور کسی متغلب کی بیعت اوسکو کافر یقین کر کے جبراً اختیار فرمائی اوس مبیع کا کفر او فسق اوسکی بیعت سے کسطرح زائل ہوسکتا ہی **آٹھوین** بیعت فضولی ہے کہ جو اہل الحل والعقد صلحاء وفقہاء واہل فتیا وقضاۃ وحماۃ وائمہ وشیوخ وحفاظ اہل سنت والجماعۃ قبل از وقت بلا تحقق شرائط متخذہ للخلیفہ کے کسی حمایتی کی بیعت کرلین جیسا کہ امیر معاویہ کے قبل از سال جماعت کے قصہ حکمین پر بیعت کرلی گئی سیوطی نے کلام ابن حجر عسقلانی سے ذکر ائمہ اثنا عشر مین اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صدر مین نقل کیا ہے والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلٰثۃ ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمّٰی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن الخ اس سے ظاہر ہوا کہ معاویہ کی خلافۃ پر واقعہ حکمین کی وجہ سے اتفاق واجماع ہوا جو معاویہ کو اوس وقت مین خلیفہ کہا گیا ورنہ کوئی خلیفہ مستخلف بانی خلافت امیر معاویہ نہین تہا جسکے عہد پر وہ خلیفہ کہا جاتا لہذا یہ بیعت فضولی تھی کہ تحقق شرائط خلافت پر تحقق اوسکا موقوف رہا جو عندہم سال جماعت مین وہ شرائط بہم پہنچیں

ع ا اور وہ لوگ جنکی خلافت پر اجماع ہوا خلفاء ثلاثہ اور علی مین زور حکمین تک پس معاویہ اوس دن نامزد بخلافت ہوا پہر صلح امام حسن پر اجماع اوسکی خلافت پر ہوا

اوسوقت سے بنا بر قاعدہ متخذہ البتہ خلیفہ مستقل سمجہا گیا اور خلافت عبد الملک
مین افادہ فرمایا ہے بویع لعبد من ابیہ فی خلافۃ ابن الزبیر فلم تصح خلافتہ
الی ان قُتِلَ ابن الزبیر فصحت خلافتہ من یومئذ اس عبارت سے واضح ہوا کہ استخلاف
کسی خلیفہ ماضی مستخلف سے کوئی خلیفہ نہین ہوا کرتا تا وقتیکہ خلیفہ زمان کو قتل نکرے
اوسکے قتل کرنے پر مقتول کا قایم مقام و وارث ہوتا ہے یعنی وراثت خلاف شریعت
ہے اور اگر بیعت سقیفہ کو بہی عینک انصاف سے دیکہا جاوے جیسا کہ فخر رازی اور ابن تیمیہ نے
دیکہا اور اعتراف کیا نہایۃ العقول اور منہاج السنۃ مین کہ سعد بن عبادہ کی بیعت نکرنے
سے شیخین کی خلافت پر اجماع کل فی الکل نہین ہوا بلکہ خلافت عثمان مستند فی الاجماع ہے
تو فعل بیعت سقیفہ کا ضرور عقد فضولی ہوا اور وہ رضاے سعد بن عبادہ پر موقوف تہا
تہا جو وہ رضا حاصل نہوئی تو بیعت بہی فضول گئی اور خلافت بہی کما قال ابن تیمیہ
وقد علم بالتواتر ان المسلمین اتفقوا علی مبایعۃ عثمان لم یتخلف عن بیعتہ احد مع
ان بیعۃ الصدیق تخلف عنہا سعد بن عبادہ و بات ولم یبایعہ وما بایع عمر ومات
فی خلافۃ عمر اور امام رازی نے بہی اجماع بیعت عثمان سے بقولہ لانزاع فی ذلک
لکنہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادہ ونحن نتمسک بہذا الاجماع
پہر نوع عقد بیعت سقیفہ کو انہون نے فضول جانا **نوین** - بیعت فلتت ہے

۱ بیعت کیا گیا عبد الملک بنا بر خلیفہ کرنے مروان کے زمانہ خلافت ابن زبیر مین پس خلافت صحیح نہوئی یہانتک کہ ابن زبیر قتل کیا گیا
پس اسوقت مین خلافت اوسکی صحیح ہوگئی ۲ بہر آئینہ جانا گیا تواتر سے کہ مسلمین نے اتفاق کیا بیعت عثمان پر کہ ایک نے بہی اختلاف
بیعت سے نہین کیا باوجود اسکے کہ بیعت صدیق سے سعد بن عبادہ نے اختلاف کیا اور بیعت نہ کی یہانتک کہ خلافت عمر
مین مرگئے ۳ مرتفع ہوا نزاع خلافت کا سعد بن عبادہ کے مرنے پر اور ہم اسے اجماع سے تمسک کرتے ہین -

جس مین اکثر اقسام بیعت ہاے مذکورہ شامل ہین جو بلا اتقان و بلا حکم شرعی کے محض
نادیدہ مصلحتون پر واقع ہوتی ہے جن مصلحتون کو خود اہل الحل سواے فلتت لکھنے کے نہین
بیان کر سکے کما فی حدیث الفلتت لعمر اور تیرہ سو برس تک معتقدین وہ مصلحتین اپنے
طبائع نقادہ سے محک امتحان پر پیش کرتے ہین اسی لئے نام اوس معاہدہ کا بہی نہین
لکھا گیا کہ یہ بیعت کونسی خلافت کو ثابت کرنے والی ہو سکتی ہے اس تیرہ سو برس کے
وجوہ فلتت تو بہت ہین کہان تک ضبط تحریر ہو سکتی ہین مگر اواخر زمان محدثین کے مصلحت
جو متاخر المحدثین والمتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین اہلسنت والجماعۃ شاہ عبد العزیز نے
اپنے عقیدہ دوم شرائط امامت باب ہفتم کتاب تحفہ مین بغرض اثبات خلافت اصحاب
ثلاثہ کے آیہ وابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے تمسک فرماکر افادہ فرمایا ہے
قابل نظر اور حاکی قسم بیعت مذکورہ کے ہے اور وہ مختصر عبارت سراسر افادت یہ ہی کہ
معلوم شد جہاد فی سبیل اللہ مقصود از نصب بادشاہ است انتہی اور اپنے عقیدہ ششم
مین لکھا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہی امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند
زیرا کہ بادشاہ ہرچند خوش سیرت نباشد لاکن در بعض امور دین مثل جہاد و تقسیم غنائم
و اقامت جمعہ و عیاد پیشوائی دارد انتہی کما مرّ آنفا اور معتقدین خلافت سقیفہ نے یہ ہی
شرائط خلافت و امامت کے لئے قائم کی ہین جیسا کہ صاحب عقائد نے لکھا ہی المسلمون
لابد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم و اقامۃ حدودہم و سد ثغورہم و تجہیز جیوشہم انتہی

[illegible] مقرر کر ہمارے لئے بادشاہ کو کہ ہم قتال اللہ کی راہ مین کرین ۱۲ مسلمانونکے لئے ضرور ہی کہ امام قائم ہو جو احکام شرعی اونکے نافذ کرے اور اقامت حدود کرے اونکی اور [illegible]
سوانہا اور تیار کرنے لشکرون اونکے [illegible]

اب حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ کی بالکل کہل گئی کہ گروہ صحابہ اور ذووجوہ عصابہ
نے جو سقیفہ مین بیعت کی تہی اوس سے غرض وغایت فی الذہن اونکے نافذ ہونا اون احکام کا
تہا جو حسب افادہ صاحب تحفہ کے یہ ہی ہوسکتا ہی کہ عوام الناس حکم قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اونکے لئے احکام سلطانی درکار ہین کمایاتی اور تجہیز جیوش کا بیہونا
نصب خلیفہ سے واسطے حصول غنایم کے ہی مطلوب تہا کہ دولت ومال مین وسعت ہوجاوے
اس مین دین رہے یا جاوے مگر سر وقت تقرر خلیفہ سے سامان غنایم کا بہم ہوجاوے
جسکی خبر مخبر صادق نے فرمادی تہی کہ اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای
قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف کما امرنا الله تعالى فقال رسول الله صلعم کلا
بل تنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون الحدیث کما فی
المسلم اور یہ معلوم ہے کہ فتوحات فارس وروم دولت اصحاب ثلاثہ مین حاصل
ہوگئی تہی پس بامید نہین فتوحات کے صحابہ جالیو قار نے ایک بادشاہ سقیفہ مین مقرر کیا
اور اس غرض وغایت ومنشاء خواطر صحابہ کے تصدیق صریح عبارت مین صاحب تحفہ نے

سطاعن عمر مین بجواب تحریم متعہ کے بدین الفاظ افادہ فرمائی ہی لاکن فساق وعوام الناس
نے قرآن واحکام حدیث راچہ بخاطر مے آرند این جا احکام سلطانی مے باید ولہذا گفتہ اند
ان السلطان یزع اکثر مما یزع السلطان پس اضافت نہی کسبو خود از قولہ وانا احرمہما

۱؎ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبکہ خزاین فارس وروم تمپر مفتوح ہونگے تم کس طرح عمل کروگے اور کس قوم کے مشابہ
ہوجاوگے طرز عمل مین ابن عوف صحابی نے کہ جو از جملہ عشرہ مبشرہ کے ہین عرض کیا کہ جو ہمکو خداوند تعالی نے
حکم دیا ہی وہی عمل کرینگے آپنے فرمایا ہرگز نہین بلکہ تم آپس مین تنافس وتحاسد وتدابر وتباغض کروگے الحدیث

براے این نکتہ است انتہی اس عقیدہ سدیدہ سے یہ نکتہ ضرور حل ہوگیا کہ کلام فاروقی
ہم جنس احکام قرآن وحدیث کے نہین تہا فساق وعوام الناس احکام قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی تہا وہ اونکے لئے موثر ہوتا تہا اگر
کلام فاروقی حسب سیاق شریعت کے ہوتا اور قوت سلطانی نرکھتا وہ بہی اثر ہوتا یہان دوسرا
نکتہ یہ بہی معلوم ہوا کہ عہد فاروقی مین بین الصحابہ والتابعین متعہ کرنا شائع تہا چونکہ خلاف
منشار فاروقی تہا لہذا وہ عدالت کیش عصابہ متعہ کرنے والا داخل فساق وعوام الناس
ہوگیا اور جب وس عصابہ نے کسی مسئلہ مین انحراف عترت نبی سے واتباع سنت عمری مین
اختیار کیا اوسیوقت اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ہوگیا اور تیسرا نکتہ یہ ظاہر
ہوا کہ کلام علی مرتضے چونکہ باتباع قرآن وحدیث کے ہوتا تہا اسیلئے عامۃ الناس اوسکو
قبول نرکھتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی ہوتا تہا بعض طوعاً وبعض کرہاً اوسکو
واجب الامتثال گردانتے تھے پھر صحیح اس بیعت کی حقیقت آشکارا ہوگئی کہ علی السلطنۃ
بغرض جلب منافع غنائم کی تہی اور اصحاب ثلاثہ جنکے عہد دولت مین فتوحات ممالک حاصل
ہوئی اور جنکی فتوحات ہی صحت خلافت مین بکمال نازش وافتخار پیش کیجاتی ہین ملوک
اسلام علے عقیدتہم تھے اگر یہ حضرات باجازت مستحق ووارث سلطنت کے متصرف ہوتے
اور مرتکب محدثات نہ ہوتے تو ہم بہی اونکو ملوک اسلام اور اونکی خلافت کو ریاست
حقہ سمجھتے چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا متملکین ومتغلبین فے الاسلام کہا جاتا ہے طبق
مفادات آیات مذکورہ الصدر کے مضائقہ نہین رکھتا اب ہم نتیجہ کلام اس باب اول کا

مختصر لفظون مین حالی کرتے ہین کہ جب اقسام خلافت وانواع بیعت مین بیعت علے السلطنة ہی بنابرسیرت صحابہ ثابت ہوئی اور آیات کثیرہ سے متمکین و متغلبین کی امامت وخلافت ظاہر ہوگئی توجن حضرات ائمہ صلوات اللہ علیہم نے بخوف جان ومال کے بیعت اختیار کرلی وہ بالضرور بیعت علی السلطنة تھی بدین معنے کہ ہم بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین گے کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو کہتے ہین عام اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر فاسق ہو یا منافق پس اونکے بیعت فرمانے سے خلیفہ بیع امام برحق نہین ہوگیا اور امام حسین نے جو بیعت اختیار نہین کی اوس مین احیاء اسلام واعلان سُبُل ایمان مقصود تھا اور وہ بیعت یا ذوق الضلالة بھی تھے اسکی توجیہات باب چہارم مین اور توضیحات اسکی فصل چہارم باب مذکور مین بذیل جواب لفظ بلفظ ایرادات معترض کے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ

این مراتب کہ دیدۂ جزو بیست ٭ کارِ کُلّی ہنوز درقدر است

باب دوم

اون شبہات کے جواب مین ہی جو امیرالمومنین نفس ختم المرسلین پر وارد کی گئی ہین اصحاب فطانت وارباب متانت بملاحظۂ اقسام خلافت وبیعت کے ہے جو باب اول مین مفصلاً مذکور ہوئین تمامتر شبہات وایرادات کو مرتفع ومندفع فرماسکتے ہین مگر بپاس خاطر توضیح طلب کے جواب شبہات کا بعنوان کُلّی اولاً لکھا جاتا ہی کہ یہ خطبات اور مکتوبات اونکی اگر غائر نظر سے دیکھیے اور سلامتی فکر سے سمجھے جاوین تو وہ سب آپکی کمال حسنات

اور حسن بلاغت اور اعلیٰ درجہ کی قدرت اداے مطالب اور محاسن مآرب پر دلالت
ظاہرہ سے بلکہ آپ کے معجزات باہرہ سے ثابت ہوتی ہین کہ انمین علاوہ اسرار معانی اور
نکات مقاصد اور غوامض معارف کی ایک مابحث فیہ ہی ایسی عبارت مین مذکور ہوا
ہے کہ جس مین جامعیت متضادین کے واقع ہے جو باقتضاے زمان وضرورت مقام
اداے مرام بصنعت ایہام واحتجاج بوجہ الزام وارد ہے اور سپر امر مستتر ایہی کہ ہر بیان
اور ہر ایک استدلال باہمہ ایہام والزام کے بظاہر الفاظ اصول مذہب کے موافق اور
راستی وصدق کے مطابق سچا کلام ہے اور شواہد اس دعوے ایہام اور احتجاج بوجہ
الزام اور بلفظہا صدق کلام کے بہت ہین مگر یہان پر بعض خطبات نہج البلاغۃ اور بعض
معترفات معتقدین ثلاثہ اور بعض قرائن ظاہرہ پر اقتصار کیا جاتا ہی بعد ازان حل معانی
حوالہ قلم کیا جاویگا مخفی نرہے کہ ضرورت ایہام اور غرض وغایت ایہام کو عبد الحمید
بن ابی الحدید معتزلی نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین اسطرح افادہ فرمایا ہی کہ کان
معاویۃ یتسقط علیًا وینبغی علیہ ما عساہ یذکرہ من حال ابی بکر وعمر وانہما
غصباہ حقہٗ ولایزال یکیدہٗ بالکتاب یکتبہ والرسالۃ یبعثہا یطلب غرتہ لینفث
بما فی صدرہ من حال ابی بکر وعمر (الیٰ ان قال) فیجعل ذلک حجۃ علیہ عند
اھل الشام (الیٰ ان قال) وھو ان یثبت عندھم انہ یتبرأ من ابی بکر وعمر
فکانت ھذہ الطامۃ الکبریٰ لیست مقصرۃ علیٰ فساد اھل الشام علیہ بل
واھل العراق الذین ھم جندہٗ وبطانتہ وانصارہٗ لانہم کانوا یعتقدون

امامۃ الشیخین الا القلیل الشاذ من خواص الشیعۃ فکان الجواب مجملاً غیر بین لیس فیہ تصریح بالتظلیم لھما ولا التصریح ببرأتھما الخ اس عبارت سراسر درایت سے ضرورت ایہام کلام وابہام مرام واضح ہے کہ امیر معاویہ درپے رہتے تھے کہ جناب امیر کی بزعم خود لغزشین اور خطائین ہاتھ لگین اسیوجہ سے آپکو غضب مین لاتے تھے کہ آپ فوراً ذکر شیخین کو یاد کرکہ اوٹھین کہ اون دونو نے میرا حق غصب کیا ہے آپکی برانگیختہ کرنے کی غرض سے بتحریر مکتوبات و بارسال رسائل کے ہمیشہ کید و مکر کیا کرتے تھی تاکہ جناب امیر ظاہر فرمادین اوس امر کو جو آپکے قلب مین شیخین کیطرف سے ہے پس اوسے آپ پر موافق عقیدت اہل شام کے حجت گردانین اور یہ بلا عظمی اہل شام کے فاسد الخیال ہوجانے پر ہی محدود نہین تہی بلکہ اہل عراق بہی ہم خیال اہل شام کے اس عقیدہ امامت شیخین مین تہے جو وہ آپکے لشکری اور دوست اور ناصر شمار ہوتے تہے مگر قلیل اور شاذ خواص شیعہ اہل عراق اونکے ہم خیال نہین تھے پس جواب آپکی بنام امیر معاویہ مجمل یعنے جواب غیر واضح الدلالۃ اور غیر بین المطلوب ہوا کرتے تہے اونمین شکایت علانیہ ظلم شیخین کی نہوتی تہی نہ اونمین شیخین سے برارت کرنیکی تصریح ہوتی تہی تاکہ زمانہ کے فاسد ہوجانے سے محفوظی رہی لہذا ضرورت ایہام وابہام کلام کی تہی اوسی بنا پر یہ خطبات و مکتوبات مشتمل ہین اور ضرورت احتجاج الزامی کی محتاج بیان نہین ہے کہ بعض وہ مکتوبات جو بنام امیر معاویہ کے ہین مثل قولہ فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک الخ موافق اعتقاد مکتوب الیہ کے فہ مجوج کرنیکے غرض سے وارد ہوئے ہین اور اگر اتمام حجت بنہج مذہب

حق کے فرماتے جبکہ امیر معاویہ مخالف تھے تو وہ اونپر عقلاً حجت قرار نپاتی اور مثل بعض
آپکی خطبات کی جنمین فرقہ خاص ہی مخاطب ہے وہ بہی متضمن دلیل الزامی کے ہین جیسا
کہ خطبہ ایتھا الفرقۃ التی اذا امرتُ لم تطع واذا دعوتُ لم تجب کہ اسلیئے کہ مخاطب
نافرمان وہ لوگ تھے کہ علانیہ شیخین سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور اونکے عہد خلافت
مین مطیع اور فرمانبردار رہے اور آپکے زمانہ خلافت مین آپکے احکام کے بجاآوری نکرتے
تھے تو ایسے لوگونکے خطاب مین بہی بدلیل الزامی موافق اونکے عقیدے کے کلام کیاگیا
ہے باآئین ضروریات کے صدق کلام بلفظہا وبدلالت باہرہ خلاف تقیہ واحکام
ظاہرہ غیرخفیہ آپکے ایک خاص خطبہ سے ظاہر اور ہویدا ہے گویاکہ ان تمام خطبات اور
مکتوبات کے وہ خطبہ تفسیر اور حل معانی مین واقع ہے اوس مین آپنے ولایت ملکی اور
امارت حقہ دنیوی کو بیان فرمادیا ہے کیجگہ اوس مین لفظ امام اہل اسلام یا خلیفہ
اہل ایمان بجز لفظ والی کے اور کہین لفظ مسلمون یا مومنون کا بجز لفظ رعیت کے
اور کسی مقام پر لفظ امامت یا وصایت کا بجز بقاء دولت کے مذکور نہین ہی بلکہ اصلاح
رعیت واستقامت رعیت اور نظام الفت پر اقامت مناہج الدین وعزت دین
کو فرمایا ہی جس سے مستدرک ہوتا ہی کہ معاملات اصلاحی بین الوالی والرعیۃ اور نظام
الفت سے (جو بہ تعلق نظام دنیا ونظام عالم کے ہے) پورا اثر اقامت دین مین
ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ فوائد بتامل نظر غور کرنے سے بخوبی پائے جاتے ہین اور وہ
خطبہ یہ ہے صفحہ ۳۲ اما بعد فقد جعل اللّٰہ لی علیکم حقاً بولایۃ امرکم ولکم علی من الحق مثل الذی

لی علیکم اسمین آپ فرماتے ہین ثم جعل سبحانہ من حقوقہ حقوقاً افترضہا لبعض
الناس علی بعضٍ فجعلہا تتکافأ فی وجوہہا ویوجب بعضہا بعضاً ولا یستوجب
بعضہا الا ببعض واعظم ماافترض سبحانہ من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ
وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃ فرضہا اللہ سبحانہ لکلٍ علی کلٍ فجعلہا نظاماً لالفتہم وعزاً لدینہم
فلیست تصلح الرعیۃ الا بصلاح الولاۃ ولا تصلح الولاۃ الا باستقامۃ الرعیۃ
فاذا ادّت الرعیۃ الی الوالی حقہ وادّی الوالی الیہا حقہا عزّ الحق بینہم وقامت مناہج
الدین واعتدلت معالم العدل وجرت علی اذلالہا السنن فصلح بذلک الزمان
وطمع فی بقاء الدولۃ ویئست مطامع الاعداء واذا غلبت الرعیۃ والیہا او
اجحف الوالی برعیتہ اختلفت ہنالک الکلمۃ وظہرت معالم الجور وکثر الادغال
فی الدین وترکت محاج السنن فعمل بالہوی وعطلت الاحکام وکثرت علل النفوس
الخ ابتداء کلام مین فقرات ولایت حقہ دینیہ کے مذکور ہین اور قولہ ثم جعل سبحانہ
سے ذکر خلافت حقہ دنیویہ کا ہی پس خطبات مذکورہ اور مکتوبات مسطورہ مستدلہ
بہا مین جو خلافت مذکور ہوئی ہے وہ خلافت حقہ ملکیہ ہی جو امام منصوص کو باستحقاق
نیابت نبوی کے ملنی چاہیے اور جناب امیر کو یوم استخلاف غدیر سے بعد گذرنے
تقریباً ۲۵ سال کے حاصل ہوئی تھی اور آپ مخالفین پر اپنے اسی حق فائق کو بالتباس
خلافت حضرات متملکین کے احتجاج مین پیش فرماتے تھے مگر اونکی خلافت متملکانہ دنیویہ
تھی اور آپکی وہی خلافت حقہ مالکانہ تھی اور یہ دعوے خلافت جسکا ظہور او تصرف

صلاح رعیت اور اجماع امت پر ہی منحصر تھا کیا سچا دعوی اور سچا کلام ہی کہ اس مین
نہ کوئی محل تاویل ہی نہ بپاس تقدیر پر بدلیل الزام ہے لکن عوام الناس البتہ اسی التباس
کی وجہ سے آپکے احتجاجات مین تمیز نکر سکتے تہے اور یہ ہی سمجھتے تہے کہ آپکا مسلک اور آپکی
خلافت موافق مسلک شیخین اور خلافت شیخین کے ہے جو باجماع امت ہوا کرتی ہی نہ بالنص
اور اسی غلط فہمی نے مبغضین اہلبیت کو مغالطہ مین ڈالدیا اور وہ کچہ تدبر نہین کر سکے
اور نہین کرتے کہ دیگر خطبات آپکی جنمین شکایات قریش اور اتلاف حق کا بیان وارد ہے
اگر وہ ظاہر الفاظ خطبات مستدلہ سے منطبق کیجاوین تو بداہتہً معارض و متناقض ہین
اور یہ تناقض صریح کسی عاقل و عالم کے کلام مین واقع نہین ہوتا ہے چہ جائیکہ کلام امام
معصوم مین ایک خطبہ شقشقیہ ہے ان خیالات مذہب اجماعی خلافت کے باطل کرنیمین
بس کافی اور وافی ہے فاحفظ اب ہم بعد اس تمہید کے ان خطبات و مکتوبات کے شبہات
کو مصرحاً دفع کرتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے جس خلافت کا دعوی فرمایا اوسکو
بحق دیگران بوجہ عدم ... عدت زمانہ کے واگذاشت فرمادیا یا علے زعمہم تسلیم کرلیا یا شکایت
غصب حق کے فرمایا سکیٔ یا خلافت کو باجماع مہاجرین وانصار فرمایا وہ سب خلافت دنیوی
تہی جسکے کہ آپ بعد تحقق خلافت حقہ دینیہ کے مستحق تہی نہ خلافت حقہ دینیہ تہی کہ
تقرر اسکا من عند اللہ ہوتا ہی اب کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا نہ ہوسکتا ہی اور جواب
بوجہ تفصیلی یہ ہے کہ خلافت حقہ دینیہ کا بنا بر اجماع امت ہونا ہرگز مذہب جناب
امیر نہین ہے جس کلام سے کہ ایسا شبہ وارد ہوتا ہے وہ خلافت مدعو دنیویہ ہی ہے

اور اس مین شبہ نہین کہ خلافت [illegible] اشوان وانصار کے میسر نہین آتی جو تحقق اس خلافت کا بالاستحقاق [illegible] موافقت اہل وفاق و آفاق کچھو سکتا تہا نہ کسی اور وسیلہ سے لہذا اس مین حضرت صاحب کی دربارۂ تقرر خلافت با جماع امت نہین ہی بلکہ امر واقع بھی یہ ہی ہوا ور جناب امیر نے دعوے خلافت مین استدلال محض اخوت نبی پر منحصر نہین فرمایا بلکہ احادیث انشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصوص قرآنی واخبار کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے یہانپر فقرہ مختصر آپکے کلام بلاغت نظام سے ملتقطا نقل کیا جاتا ہی کہ فرمایا آپنے انا اخو رسول اللہ ووصیہ وولیہ و وزیرہ الخ ولو فرضنا کہ آپنے محض قرابت اخوت ہی امر خلافت مین احتجاج فرمائی ہے پس آپکا دعوے بنابر استحقاق قرابت بہر دو وجہ حجت تحقیقی وحجت الزامی کے سراسر صدق وواقعا موثر برحق ہوا کہ اہل سقیفہ اوس حجت کو سنکر معترف ومتعذر ہوئے اور کہنے لگے لو کان ھذا الکلام سمعتہ الانصار منک یا علی قبل بیعتہا ابابکر ما اختلف علیک اثنان کما فی کتاب السیاسۃ والامامۃ لابن قتیبہ وترجمتہا فی روضۃ الاحباب اور حجت تحقیقی آیات قرآنی اور سنن انبیا سبحانی سے پائی جاتی ہی کہ از حضرت آدم تا زمان عیسی بن مریم خلافت مطلقہ غیر عشیرہ نبوی کی طرف منتقل نہین ہوئی اور آیہ وافی ہدایہ ومن آبائہم وذریاتہم واخوانہم واجتبیناہم وھدیناہم الی صراط مستقیم بیمین ناطق ہے اور یہ نہین فرمایا ومن حواریہم واصحابہم ومن رائہم الخ

۱ اگر اس کلام کو انصار تجہہ سے اے علی قبل بیعت کرلینے ابوبکر کے سنتے تو دو آدمی تجہسے اختلاف نکرتے ۲ یعنی انبیا اگلے باپ دادون اور اولاد اور اخوان کو ہمنے فضیلت اہل عالم پر دی اور برگزیدہ کیا اور ہدایت کی صراط مستقیم کی طرف انتہی

تاکہ حق برگزیدگی امر خلافت و نیابت کا قرابت سے متجاوز ہوکر صحابہ کیطرف منتقل ہونا
سمجھا جاتا بلکہ اس حق کے لئے ذریت واخوت ہی درکار ہے چونکہ نسل پیغمبر سے اولاد
ذکور نہین تھی لہذا آپنے اگر قرابت اخوت رسول اللہ کے دعوے خلافت کا کیا وہ
بنص مذکورہ ودیگر آیات کے حجت روشن ہے اور یہ آیہ کریمہ طہارت اسلام آبا واجداد
واخوان انبیا علیہم السلام پربھی ظاہر الدلالۃ ہے پس جس طرح حضرت موسی پیغمبر کے ولد
نرینہ نہونے پر نیابت و وزارت وخلافت حضرت ہارون اونکے بھائی کو پہونچی وہی صورت
خلافت حضرت نبوی کے لئے پیش آئی کہ آنحضرت صلعم کے بھی کوئی ولد نرینہ وارث
آپکا نہین تھا چونکہ زمان سلف مشبہ بہ اس امت مین حضرت موسی نے درخواست رب العزت
سے بقولہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی دربارہ خلافت کے پیش کی تھی
اور بارگاہ عزوجلال سے بقولہ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وبقولہ وَجَعَلْنَا معہ
اخاہ ھارون وزیرا وبقولہ اذھب انت واخوك باٰیاتی وبقولہ کلا فاذھبا باٰیاتنا
انا معکم مستمعون وبقولہ تعالے مقولۃ عن موسے قال لاخیہ ھارون اخلفنی
فی قومی وبقولہ واخی ھارون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی الایہ
اس استحقاق خلافت مین بحق الاخ نص جلی ہین لہذا یہ استدلال آپکا وانا اخو رسول اللہ

ے ۱ گردان تو اللہ میرے لئے وزیر میرے اہل سے ہارون بھائی کو ے ۲ قریب ہی کہ ہم مضبوط کرینگے بازو تیرا اے موسے
بھائی تیرے سے ے ۳ گردانا ہمنے ساتھہ موسی کے بھائی اوسکے کو وزیر ے ۴ جا تو اے موسی اور بھائی تیرا ساتھہ نشانیون
ہماری کے ے ۵ ہرگز نہین پس جاؤ تم دونو اے موسی و ہارون ساتھہ نشانیون ہماری کے ہم تمہارے ساتھہ سننے والے ہین
ے ۶ نمبر ۶ کا ترجمہ ہو ۳ و ۴ ہو چکا ہے ۷ اور بھائی میرا ہارون مجھہ سے زیادہ فصیح اللسان ہے پس اوسکو میرے ساتھہ بھیجنے کا حکم دے کہ وہ میرے کلام کی

امر خلافت مین درمیان اس امت شبیہ بامت موسی کے جامع مفادات قرآن وسنن انبیاء رحمن واقع ہوا ہے اور اگر تمام تر نصوص مختصہ بھا سے غض بصر کیجاوی اور محض استدلال حدیث اخوت پر منحصر ہووے تو بمضمون قولہ تعالے واخوانا علی سرر متقابلین کے کوئی شخص بدرجہ تقابل ہمنشین وہم چشم ختم المرسلین نہین ہوسکتا مگر بھائی جو خلیفہ نبی ہووے فافہم اور وقت محاجہ آپنے اہل سقیفہ پر اثبات خلافت مین نصوص کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے چنانچہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی تابعی جلیل وکتاب احتجاج علامہ طبرسی وکتاب امالی شیخ ابو جعفر طوسی وکتاب المجالس وکتاب امالی ابن بابویہ وغیرہا مین باسناد صحیحہ منقول ہے جنکا نقل کرنا باعث تطویل ہی لہذا بعض فقرات حدیث انشاد کتاب احتجاج سے نقل کئے جاتے ہین کہ جناب امیر نے ابوبکر عتیق سے فرمایا فَانْشَدتُکَ بِاللّٰہِ اَنَا الْمَوْلٰی لَکَ وَلِکُلِّ مُسْلِمٍ بِحَدِیْثِ النَّبِیِّ یَوْمَ الْغَدِیْرِ اَمْ اَنْتَ اور کتاب سلیم مین بذیل ذکر سقیفہ کے آپکا یہ کلام حجت الضمام بلاغت النیام بھی مذکور ہے کہ جو آپنے فرستادہ ابوبکر صدیق سے بجواب قولہ اجب خلیفۃ رسول اللہ کے فرمایا ہے مَا اَسْرَعَ مَا کَذَبْتُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّہٗ لَیَعْلَمُ وَالَّذِیْنَ حَوْلَہٗ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَمْ یَسْتَخْلِفْ غَیْرِیْ اس احتجاج سے علی الاعیان ظاہر ہوگیا کہ امر خلافت مین جناب امیر کا مذہب من عند اللہ والنبی تہا اور خلافت اجماعی جو خلیفہ مجمع علیہ

۱؎ پس قسم دیتا ہون مین تجھکو اللہ کی کیا مین مولا تیرا اور تمام مسلمانونکا بنص حدیث نبوی کے یوم غدیر ہوگیا ہون یا تو مولا یوم غدیر ہوا ہی ۲؎ تمنی کیا اور کسقدر سرعت جہوٹھ بولتے ہیں رسول خدا پر کہ تحقیق رسول خدا کی ہی کہ جو ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے ہو تحقیق وہ یعنی ابوبکر اور جو اوسکے گرد ہین البتہ جانتے ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول نے کسیکو سوا سے میرے خلیفہ نہین کیا تہا

کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تہی وہ آپکے نزدیک کاذب اور جہوٹے تھے اور حدیث ارشاد
مین نصوص متوافرہ و محکمات متظافرہ مذکور ہین جنکی نقل موجب طوالت ہے اور احتجاج
فرمانا ولایتماب کا آیہ انما اور آیہ تطہیر اور آیہ اطیعوا اللہ اور آیہ مباہلہ اور آیہ
مودّت و دیگر آیات سے اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث اخوت
اور حدیث ولایت اور حدیث طیر وغیرہا سے اس مقام پر بایام سقیفہ و نیز بایام
شوری کتاب فرائد السمطین ابراہیم الحموینی اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اور
فضائل اخطب الخطباء ابو مؤید موفق بن احمد الخوارزمی مین بہی باسناد مختلفہ مزبور ہے
اور یہ احتجاج نصوص خلافت حقہ دینیہ کے حقیقۃً بنظر استحقاق و طلب خلافت
حقہ دنیویہ کے جو مدعا اور ما نبحث فیہ ہی البتہ کارآمد ہین کما مضے بیانہ مفصلاً کہ خلافت
حقہ دنیویہ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے کہ جو خلافت حقہ دینیہ پر من عند النبی فائز ہو ورنہ نصوص
مذکورہ سے احتجاج فرمانا خلافت دنیویہ کے لئے حقیقۃً خلاف مقتضای مقام تہا اور
جو جمہور ملت کہہ دیتے ہین کہ اگر رسالتماب صلعم جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرما دیتے
اور آپ کی خلافت پر نص من عند اللہ و من عند النبی ہوتے تو یوم سقیفہ ضرور ہی کہ آنحضرت
علیہ السلام اوس استخلاف کو حجت اپنی دعوی مین پیش فرماتے یہ کہنا علاوہ نصوص مذکورہ کے
ہر دو قسم دینی و دنیوی خلافت سے بالکل لغو ظاہر ہوگیا کیونکہ آپکا دعوی اوس خلافت کا تہا جو
آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
مین مذکور ہے اور آپنے اون لوگون سے دعوے خلافت کا کیا تہا جو بمصداق

فهل عسیتم ان تولیتم فی الارض کے قابض ہوگئی تہی جو ہر دو آیہ کے مفاد سے واضح ہوتا ہی کہ خلافت متنازعہ تسلط ارضی وامارت ملکی تہی قولہ ان الارض یرثہا و قولہ تولیتم فی الارض اسپر نص محکم ہے پس ہم نصوص اپنی پیش کردہ سے غض بصر کرکے کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا دعوے خلافت فرمانا کتب اخبار وسیر مین بایام سقیفہ وشوریٰ تو متفق علیہ بین الفریقین ہی کما مضی و یاتی بعض شواہدہا اور خلافت منصوصہ دقت دعوی کے محصلہ و مقبوضہ تہی نہ مغصوبہ نہ وہ غصب ہوسکتی تہی پہ وہ خلافت مدعو سوائے خلافت حقہ دنیویہ ملکیہ کے کیا ہوسکتی ہی اور حدیث انشاد مین جسکو جہابذہ محدثین عامہ نے بہی نقل کیا ہی استحقاق خلافت کا ظاہر فرمانا بنصوص آیات واخبار کے مذکور ہے صاحب صواعق محرقہ نے بہی بعض الفاظ دارقطنی سے اس حدیث کی نقل کی ہین تو یہ نصوص انشاد صاف دلالت کرتی ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی منصوصہ تہی اور اوس خلافت منصوصہ کی بنا پر آپ اپنا حق اس خلافت مدعو کو جانتے تہے جو مغصوب ہوکر قبضہ ثلاثہ مین رہی نہ بنا بر مذہب خلافت اجماعی کے بلا حصول بیعت خلافت کے دعوے خلافت کیسا کیونکہ دعوی کرنا خلافت منصوصہ کا تو غیر قابضین سے محض بے معنی ہے حضرات ثلاثہ کب خلافت بالنص پر متملک ہوئے تہی جو اونسے وہ خلافت طلب فرماتے اور خلافت ملکی پر بلا اجماع مذکور کسطرح دعوی کرتے یہانپر تو دعوی ثابتہ کیلئے جو فریقین کے یہان متواترا سے ثابت ہے کوئی وجہ موجہ نہین ہوسکتی بجز اسکے کہ خلافت ملکی چونکہ شعبہ خلافت نصی کا ہے پس وہ دعوا اپکا خلافت حقہ ملکی کا بر بنا رخلافت محصلہ دینیہ کے تہا نہ اور وجہ پر

اور اگر کہا جاوے کہ آپنے خلافت کا دعوے نہین کیا مگر یہ کہ آپ کی شکایت کا منشا ر
یہ ہی تہا کہ یہ بیعت سقیفہ کی میری خلافت پر ہوتی فانا قلت یہ خیال خام بملاحظہ مضامین
خطبات مذکورہ کے بدیہۃ البطلان ہے کما یاتی مکرراً بیانہا از انجملہ قولہ فانہا منعتنی
حقی و غصبتنی امری سے صریحاً اسکی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ ایسے خطبات و کلمات آپکے
حق ثابت و خلافت محقق بالفعل پر بوجہ تام دلالت کرتے ہین سلمنا الاکن یہ خواہش آپکی
بالضرور بموجب کسی استحقاق پر ہونی چاہیے جو وہ حق متملک خلیفۂ متصرف پر فائق ہو ورنہ ہر شخص
غیر مستحق مدعی ہوجاتا حالانکہ کوئی بھی متعرض خلافت سوا آپکے بدلائل منصوصہ و احتجاجات مسکتہ نہین ہوا
پس وہ استحقاق سوا تحقق آپکی دینی خلافت منصوصہ کے پیدا نہین ہو سکتا و ہو عین المطلوب
اور مخفی نرہے کہ بعد رفع نزاع آپکی رضامندی نہ حضرات ثلاثہ کے تسلط خلافت پر ہوئی
ہے بلکہ حسب ماموری پیغمبر خدا صلعم کے آپنے معاشرت سلاطین کو ضرورۃً و ماموراً اختیار
فرمایا تہا چنانچہ حدیث خاصف النعل اور حدیث مروی صاحب صواعق والذی نفسی
بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتوتن الزکوۃ اولابعثن الیکم رجلاً منی او کنفسی یضرب
اعناقکم ثم اخذ بید علی ثم قال ہو ہذا شاہد ہین آپکے منصب حفاظت اسلام کے
ہین اور ہم مضمون اسکی حدیث مروی صحیح مسلم ہے کہ رسولخدا نے جبکہ حالات ائمہ اشرار
بیان فرمائی اور لوگون نے اجازت جہاد کی چاہی تو آپنے فرمایا لاما اقاموا فیکم الصلوٰۃ

۱؎ یعنے قسم بخدا کہ اقامت صلوۃ و اداے زکوۃ کروگے یا مین ایک شخص کو اپنی ذات سے یا فرمایا مثل اپنی نفس کی تمپر مبعوث
کرتا ہون تاکہ عدم بجاآوری پر تمہاری گردن ماردیوے اور جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ شخص ہے کہ جسکو مین تمپر ماموں
کرتا ہون ۱۲ ۲؎ یعنے انکو قتل نکرنا جب تک کہ وہ تم مین نماز پڑہے جاوین -

فی حدیث ام سلمۃ فی کتاب لعنۃ اللہ بلا اختیار فرمانے معاشرت کی حال قامت صلوۃ
صحابہ کا معلوم رہنا امر مشکل تہا بلکہ بحالت ہجرت فرمانے کے زیادہ صعب اپس وقت
محاجہ فرمانے کے کوئی حجت روشن اور دلیل دندان شکن قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم
کما احتججتم علی الانصار سے نہین تھے جسکے جواب مین لو کان ھذا الکلام سمعتہ
الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان کما مضی
حامیان خلیفہ و بانیان خلافت سقیفہ نے مجبور ہوکر زبان سے کہہ دیا اور دوسرا
قول جناب امیر کا فَاِنَّہُمَا مَنَعَنِیْ حَقِّیْ وَغَصَبَنِیْ اَمْرِیْ اور تیسرا قول فَاِنَّہُمْ ظَلَمُوْنِیْ حَقِّیْ الخ
اور چوتہا قول اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ نَبِیَّہٗ قُلْنَا نَحْنُ اَھْلُبَیْتِہٖ وَعَصَبَتُہٗ وَذُرِّیَّتُہٗ
الخ اور پانچوان قول اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْکَ عَلٰی قُرَیْشٍ وَمَنْ اَعَانَھُمْ فَاِنَّھُمْ
قَطَعُوْا رَحِمِیْ وَصَغَّرُوْا عَظِیْمَ مَنْزِلَتِیْ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی مُنَازَعَتِیْ اَمْرًا ھُوَلِیْ اور چھٹا
قول اِنَّ لَنَا حَقًّا اِنْ نُعْطَہٗ نَاْخُذْہُ وَاِنْ نُمْنَعْہُ نَرْکَبُ اَعْجَازَ الْاِبِلِ اور ساتوان قول
دَعُوْانِیْ وَالْتَمِسُوْا غَیْرِیْ الخ اور آٹھوان کلام جو ایک نامہ مین بنام معاویہ درج ہے
اما بعد فَاِنَّ بَیْعَتِیْ یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا
ابابکر وعمر الخ اور اسیطرح آپکے دعاوی خلافت واظہار شکایت تمامتر متعلق اوسی خلافت
سے ہین جو تسلط فی الارض و تصرف امور رعیت سے مرتبط تھے کما عرفتہا مکرر اً مفصلاً او
واضح ہوکہ امیر معاویہ محکوم باسلام ضرور تھے خواہ بحیثیت مؤلفۃ القلوب ہونیکے یا بلحاظ فی
قلبہ مرض کے یا علی زعمہم لشرف صحابیت کے پیرا و نسے بعیت کا طلب کرنا علی التوجیہ

والرسالۃ وغیرہما کب سزاوار تہا کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے تو منافقین سے بوجہ اونکی محکوم باسلام ہونیکے بیعت علی التوحید والرسالۃ مجدداً کبھی طلب نہین فرمائی جو جناب ولایت مآب معاویہ وگروہ مؤلفۃ القلوب سے اپنی امامت منصوصہ پر بیعت طلب کرتے بلکہ آپکا طلب بیعت معاویہ سے کرنا اوسی خلافت مجمع علیہا پر تہا جسکی مخالفت پر نظم خلافت مین رخنہ اندازی متصور تہی اور وہ خلافت ظاہری سے ہی زیادہ تر متعلق ہو سکتی ہی تاکہ رعایا و برایا متفق الطاعۃ رہین اور کسیکو خلاف منشاء امام العصر و خلیفۃ دہر کے بسبب بیعت نکرنے کے موقع تمردی کا نظام شریعت مین نہ ملے لہذا آپنے استدلال مین اوسی خلافت مجمع علیہا کو ظاہر فرمایا کہ جسکا تحقق و ظہور حقیقۃً اتفاق و اطاعت عامہ سے ہی ہوا کرتا ہی اور جو باعتقاد ظاہری مخاطب مکتوب الیہ کے بہی واجب التسلیم اور مسلم الطاعۃ تہے پس آپکا یہ استدلال کہ فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر دعمر مشتمل برہر دو وجہ تحقیقی والزامی کے صحیح ہی اور یہ کمال قدرت تادیہ کلام مین ہی کہ جو کلام واحد جامع دلیل تحقیقی والزامی کا ہووے اور یوم غدیر جو حضرت رسالت نے صحابہ کو حکم بیعت شاہ ولایت کا دیا تہا کما فی حبیب السیر وہ استخلاف حاوی خلافت دینیہ و دنیویہ کا بقائم مقامی ذات اقدس آنحضرت صلعم کے تہا فقطن اور اس امر کو مرۃً بعد اولیٰ وکرۃً بعد اخریٰ حالی کیا گیا ہے کہ حاصل ہونا اوس خلافت ظاہری کا بعالم اسباب یعنی اطاعت امت و بیعت رعیت پر موقوف تہا لہذا آپنے اونہین اسباب اور وجوہ سے معاویہ پر حجت فرمائی جن اسباب سے کہ تصرف فی الارض زمانہ رسالت مین حضرت ختمی نبوت کو حاصل ہوا

اور بالعموم خلافت ظاہری کے لئے وہی سامان عالم اسباب ہوا کرتے ہین یعنی
نصرت اعوان اور اطاعت مردمان واتفاق بیعت لشکریان بلکہ جناب امیر نے بنابر نقل
عبد الحمید شارح نہج البلاغہ کے اس جملہ کو دوسری نامہ مین اسطرح رقم کیا ہی لان بیعتی بالمدینۃ
لزمتک وانت بالشام کما لزمتک بیعۃ عثمان بالمدینۃ وانت امیر لعمر علی الشام جس سے بیعت حاضرین کی
مردمان غائبین پر بر طبق مذہب مختار امیر معاویہ کے لازم العمل و واجب الطاعۃ ثابت ہوتی ہی اس حجت الزامی
پر آپنے فرمایا ہے کہ مرد غائب کو حق انکار کا اوس بیعت سے نہین ہی کہ جس مین وہ حاضر نہو دیکھو اگر غائبین پر بیعت
حاضرین کی حجت نہوتی تو عمر خطاب معہ عصابہ صحابہ کے بیت الشرف جناب سیدہ پر
اگ ولکڑیان لیکر نجاتی اور اون کو جو شریک بیعت سقیفہ نہین ہوئے تہے اور بیت سیدہ
مین جمع ہوتے تہے تہدید احراق نفرماتے اور سعد بن عبادہ کو باوجود اونکی مہاجرت
ملک شام کے خالد بن ولید و ابو عبیدہ کے تیرون سے قتل نکراتے اور مالک بن
نویرہ کی قوم غیر حاضر پر الزام ردت عائد نفرماتے یہ تمامتر اجتہادات اسکے مخبر ہین کہ
بیعت حاضرین کی غائبین پر حجت ہی پس اسی حجت الزامی سے امیر معاویہ کو محجوج کیا گیا
اور آپنے وہی احتجاج مین فرمایا کہ جو مہاجرین و انصار عمل مین لا چکے تہے اور یہ شکایتین
جو بطلب خلافت کے رقی غیر موضع آپکے خطبون اور کلام مین وارد ہین وہ سب اسی
بمارت تصرف فی الارض کی بنا بر استحقاق کی تہین کہ خلیفہ نبی اور نبی کا وصی اوسی
وراثت کا مستحق ہوتا ہی جو نبی کو حاصل ہو چکا ہووے چونکہ جناب امیر ثلاثہ کو
خلفا نبی اور رسول عربی کا حق وراثت منتقل ہونا اونکے حق مین نہین جانتے تہے لہذا

یہ میری بیعت مدینہ کی تجپر شام مین لازم ہو گئی جیسا کہ بیعت مدنی عثمان کی تجپر اوسوقتمین لازم ہوئی کہ تو شام مین عمر

اس اپنے حق کی ادا سے طلبگار تھے اور ہمیشہ خواہان رہے مخفی نرہے کہ اس نامہ مین جو امیر معاویہ کے نام پر ہی ناسخین نے کمی و بیشی عبارت مین فرمائی ہے اور مناسب مقام ولضرورت توضیح مرام کے ہم ساتوین قول کی شرح کو (جو بعد قتل عثمان غنی کے لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کی تو اوسوقت آپنے خطبہ فرمایا ہی اور بغرض دفع دیگر سفسطیات کے بہی جو تنا قضا اس سے پیدا کئے جاتے ہین کہ بزمان خلافت ابی بکر و ایام شورے کے آپنے دعوی خلافت کا فرمایا اور جبکہ آپ کی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی پیش ہوئی تو آپنے خلافت سے اعراض فرمایا اور خلیفہ وقت کا اپنی کو وزیر ہونا پسند کیا) مشرحاً ضبط تحریر مین لاتی ہین آپنے فرمایا ہی کہ دَعُوْنِیْ وَالْتَمِسُوْا غَیْرِیْ فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُوْنَ اَمْرًا لَّہٗ وُجُوْہٌ وَّاَلْوَانٌ لَا تَقُوْمُ لَہُ الْقُلُوْبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَیْہِ الْعُقُوْلُ وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّۃَ قَدْ تَنَکَّرَتْ وَاعْلَمُوْا اِنْ اَجَبْتُکُمْ رَکِبْتُ بِکُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰی قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَکْتُمُوْنِیْ فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوْہُ اَمْرَکُمْ وَاَنَا لَکُمْ وَزِیْرًا خَیْرٌ لَّکُمْ مِنِّیْ اَمِیْرًا یہ کلام بلاغت

۱؎ چنانچہ فقرہ کان ذلک للہ رضیً مین لفظ للہ اور کل فقرہ فصلیہ جنہیم وسارت مصیرا اور فقرہ غیر سبیل المومنین اضافہ شدہ ہی

۲؎ مجھے خلافت کی تکلیف مدو اور میرے غیر کو (بیعت و خلافت کیلئے) ڈہونڈو اسلئے کہ ہم زخ کرنیوالے ہین ایسے امر کیطرف کہ جس کے بہت سے مونہہ اور رنگ ہین کہ قلوب دس امر کی متحمل نہونگی اور عقول اوسپر ثابت نرہینگی (یعنے تمکو ایسے واقعے پیش آنیوالے ہین) اور حال یہ ہی کہ اطراف عالم کے تاریک ہوگئے اور سیدہی راہ شرع شریف کی بدلگئی ہی (اسمین اشارہ ہی محدثات و بدعات حضرات ثلاثہ کیطرف) اور جانو کہ اگر مین تمہاری درخواست بیعت و خلافت کو قبول کرلونگا تو تمہارے ساتھہ دس چیز کا عمل کرونگا کہ جسکو مین جانتا ہون اور جسکا مجھے علم ہی اور مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب کرنیوالے کیطرف کان نہ دونگا اور اگر تم مجھے خلافت سے ترک کردو تو مین مثل ایک کے تمہارے ایک ہونگا اور شاید کہ مین تم سے زیادہ سننے والا اور زیادہ اطاعت کرنیوالا ہون اوس شخص کے حکم کا کہ جسکو تم امر خلافت کا متولی کرو اور میری وزارت تمہارے لئے میری امارت سے بہتر ہے تمہارے لئے۔

نظام اپنے متن سے و نیز بتوفیق دیگر خطبات کے شبہات و ترہات کو کلیتہً دفع کرتا ہے بشرطیکہ قوت مدرکہ صحیحہ سے سمجھا جاوے کہ وجہ اکراہ اس وقت مین صاف لفظون سے بیان کی گئی ہے جو فرمایا فانا مستقبلون امراً اور جسکی شرح مین شیخ محمد عبدہ افندی مصری نے لکھا ہے وذلک ان الاطماع کانت تنبهت فی کثیر من الناس علی عهد عثمان بما نالوا من تفضیلهم بالعطاء فلا یسهل علیهم فیما بعد ان یکونوا فی مساواة مع غیرهم فلو تناولهم العدل انفلتوا منه وطلبوا طائشة الفتنة طلبا فی نیل رغباتهم واولئک هم اغلب الرؤساء فی القوم فان اقرهم الامام علی ما کانوا علیه من الامتیاز فقد اتی ظلما وخالف شرعا الی ان قال فاین الحجة للوصول الی الحق وعلی امن من الفتن وقد کان بعد بیعته ما تفرس به قبلها اس سے ظاہر ہوا کہ وجہ اکراہ کی وہ واقعات آئندہ تھے جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا اور وہ واقعہ جمل و صفین و نہروان مین علی الاعلان اور زمان خلافت ظاہری مین باوفات مختلف بملام و طعن پیش آتی رہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیفیت زمانہ کی جو شارح نے بیان کی وہ حالت طغیانی کی ہے کیونکہ ممالک اسلام مین ہر چہار طرف دور بنی امیہ کا ہو رہا تھا مدعیہ الاسلام

---

۱ الملخص ترجمہ یہ ہے کہ آپکا فرمانا بوجہ طمع کرنے گروہ کثیر کے تھا کہ جو عہد عثمان مین عطا یا غنایم مین اپنے حصے اور وہی زاید لیا کرتے تھے پس آپنے سمجھ لیا کہ اونپر آپکی تقسیم بحصص مساوی شاق ہوگی اسوقت وہ مرتکب فتنہ و فساد ہونگے پس اگر امام معصوم اونکی خواہش کی سوافق اقرار فرما لیتے تو ظلم کو بجا لاتے اور خلاف شریعت کے عمل کرتے پس کہان حکم شریعت رہتا اور وصول الی الحق کے لئے راہ مستقیم کب باقی رہتی اور فتنہ سے امن کس طرح ملتا اور وہی بعد بیعت کے پیش آیا جو آپنے بیعت قبول فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا انتہی

مین عثمان غنی کے بذل وعطائی مستحق وغیر مستحق کے حرص وطمع کو روز افزون کر دیا تھا اور
ہر صوبہ پر بنی امیہ اور اونکے ہوا خواہی فایز تھے اونکی تسلط و ناحق کوشی نے سفہا کو ناحق طلبی
مین زیادہ تر دلیر بنا دیا تھا چنانچہ شام مین معاویہ مصر مین عبد اللہ بن ابی سرح کوفہ مین
سعید بن العاص بعدہ ولید بن عقبہ فاسق القرآن بصرہ مین ابن عامر برادر خالوی عثمان یمن مین
یعلی بن منیہ صاحب جمل عایشہ عامل تھے جسکی ثبوت مین واقعہ جمل وصفین کافی وبس ہے کہ جو
بانوہ کبیر خلیفہ عصر سے لڑی اور خرق اجماع سے نہ ڈری اور اسمین حدیث خیر المرسلین عہدہ نقض
ہی کہ فرمایا اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان دِینُ اللہِ دَخلاً وفی نسخة دَغلاً ومال اللہ
دَولاً وعبادُ اللہِ خَولاً کما فی کنز العمال پس یہ تسلط جبروتی اور ناجایز مال پر خوگرفتگی پہلی
اسوقت سی کب شایع تھی جو دونو زمانہ یوم سقیفہ اور بعد قتل خلیفہ کی حالت انکار اور طلب
خلافت مین یکسان قیاس کیجاوی اور علاوہ اسکے سبب آپکی اکراہ کا خلافت سے اسوقتمین اور یہ
تھا کہ عوام الناس بیعت مین شرط سیرت شیخین کی چاہتے تھے آپنے اس شرط کے پیش کرنیسے
اونکو بقولہ ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب کے باز رکھا چنانچہ ابن ابی الحدید
نے اسی خطبہ کی شرح مین نقل کیا ہے کہ ان الذین ارادوہ علی البیعة ہم کانوا العاقدین
بیعة الخلفاء من قبل وقد کان عثمان منعہم او منع کثیرا منہم حقہ من العطاء لان بنی امیة

ع۱ جب پسران ابو العاص بن امیہ تیس نفر ہو جاینگے دین خدا کو فاسد یا فرمایا مغشوش کرینگے اور اللہ کے مال اپنے
دولت بنا وینگے اور بندگان خدا کو اپنے غلام و خدمتگار گردانین گے ع۲ مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب
کرنے والے کیطرف کان ندونگا ع۳ یہ ساتوین جزو شرح نہج البلاغة مین ہے کہ تحقیق اون

استاصلوا الآیام فی آیام عثمان فلما قتل عثمان قالوا لعلی علیہ السلام نبایعک علی ان تسیر فینا سیرۃ ابی بکر و عمر الی ان نقل فطلبوا من علی البیعۃ علی ان تقسم علیہم بیوت الاموال قسمۃ ابی بکر و عمر فاستعفاہم وسألہم ان یطلبوا غیرہ من یسیر بسیرتہما ایسی صورت لاحقہ مین آپ اُس بعیت سے کیونکر اعراض نہ فرماتے جس مین شرط سیرت شیخین کی شامل کیجاتی تھی اور جس سیرت کو کہ آنحضرت ولایت منزلت تمکن خلافت ظاہری کے سراسر جور اور اہل سیرت کو عاملین بالجور فرماتے تھے کما نقلہ ابن قتیبۃ فی کتاب السیاسۃ والامامۃ فی روایۃ رجل من بنی خثعم اور جناب امیر نے تو اس شرط سیرت پر قصہ شوری مین خلافت مدعو سے دست برداری فرمائی تھی اور اس شرط کو قبول نکیا تھا کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس جسکو جس علت پر آپ پہلے بھی ترک فرما چکے تھے مکرر اوسی علت پر اُسکو کس طرح قبول فرما لیتے کہ اوسمین عمل بجور کرنا

اُن لوگون نے آپسے بعیت کا ارادہ کیا تہا کہ جو خلفاے سابقین کی بعیت کر چکے تھے اور جو عطاے عثمان غنی سے محروم کردیے اسلئے کہ بنی امیہ نے زمانہ عہد خلافت عثمان مین مستاصل کر دیا تہا پس جبکہ عثمان قتل ہوگئے تو اون لوگون نے آپسے درخواست بعیت کی کی کہ ہم تمہاری بعیت کرنے مین بنابر اسکے کہ ہمارے ساتھہ سلوک کرین مثل سلوک کرنے شیخین کے اور خواستگار ہوئے آنحضرت ع سے امر بعیت مین اس معاہدہ کے کہ جس طرح شیخین مال غنائم ہمکو دیا کرتے تو آپ بھی اوسیطرح عطا کرین پس آنحضرت ع نے اونسے بچنا چاہا اور فرمایا کہ تم میرے غیر کو ڈہونڈہ لو جو شیخین کی سیرت پر سلوک کرے

۲۷ اور ملخص ترجمہ روایت خثعمی کا یہ ہے کہ جناب امیر ع ایک شخص سے جو بنی خثعم سے تہا بیعت طلب فرمائی اوسنے بعیت مین شرط سیرت شیخین کی لگائی کہ مین حسب حکم قرآن و سنت نبی و سیرت شیخین کی بعیت کرتا ہون آپنے شرط سیرت شیخین کو منع فرمایا مرد خثعمی نے ترک سیرت شیخین کو قبول نکیا آپنے فرمایا کہ تو کس لئے اونکی سیرت پر اصرار کرتا ہے ہما کانا عاملین بالجور یعنی وہ دونو ظالم تہے وہ شخص تہا نا غنے کہ جنگ نہروان مین آپکے مقابلہ مین ہمراہی خوارج مارا گیا

لازم ہوتا جو محتاطین و عدول و ثقات و متقین و ابرار سے بخیلے لعید ہے چہ جائیکہ حضرات معصومین اوسکو اختیار فرمالین اور متن خطبہ سے یہ کہان پا یا جاتا ہے کہ آپنے انا وزیر الخلیفہ لکم خیر فرمایا ہے جو آپکے کلام پر وزارت خلیفہ کا افترا کیا جاتا ہی یہ عہدہ وزارت ایام خلافت ثلاثہ مین مقرر ہی نہین ہوا تہا جو کوئی وزیر اوسپر قایم ہوتا پس منصب غیر واقع کو کس لئے آپ اپنے لئے تجویز فرماتے خصوصاً جبکہ فرمانروایان ماضیہ کو آپ عالمین بالجور جانتے تھے اور عثمان غنی کی خلافت کی مدح اسی خطبہ کے شارحین نے لکھی ہے اور آپنے عاقدین بیعت سے یہ ہی فرمایا کہ اطلبوا غیری ان لیسیر تھما پس خلیفہ بالجور کا وزیر الامحالہ بالجور ہوگا تو ایسے خلیفہ متبع بالجور کی وزارت قبول نہ فرماسکتے تہی یہان پر الفرار من المطر و القیام تحت المیزاب صادق آتا اور یہ کلام آپکا موہم عدم استحقاق آپ کی خلافت کا نہین ہی بلکہ یہ ایسا کلام فصاحت نظام بلاغت انضمام جامع صنایع لفظی و بدایع معنوی و محسنات ظاہری مقتبس از کلام الٰہی و احادیث رسالت پناہی ہے کہ محو حیرت کر دیا ہے اور دریا کو کوزہ مین بند فرمادیا ہی سیح ہے قال ع احادیث آل محمد صعب مستصعب لایومن بہ الاملک مقرب او نبی مرسل او عبد امتحن اللہ قلبہ للایمان اگر اسپر ایمان نہین ہی اور کلام مایہ شبہ و اعتراض دردل ہے تو اسکو ملا علی متقی نے بہی

عہ ا یعنی آل محمد کی احادیث عسیر الفہم اور مشکل ہین اونپر کوئی ایمان نہین لاتا ہی مگر فرشتہ یا رسول یا وہ شخص جسکے قلب کا امتحان یقین خدا نے کرلیا ہی کما فی الاساس و ہکذا نقلہ ابن ابی الحدید فی شرحہ علے نہج البلاغۃ من الجزو السادس علی الصفحہ ۱۰۳

کنز العمال مین بذکر خلافت ظاہری جناب امیر کے یہ آپکا قول بدین الفاظ نقل کیا
ہے فَاِنِّی وزیرٌ اَخیرٌ منی لکم امیرًا اب خصوصیت جواب مین بذمہ داری فرقہ شیعہ
کے نہین رہی بلکہ اہلسنت والجماعت کو بھی اس اعتراض کا جواب بحمایت خلافت
رابعہ کے واجب و لازم ہے مگر وہ کیا جواب دین گے بجز اس کے کہ پیروی خوارج
مین شبہات ہی وارد کرین ؎ آسمان بار امانت نتوانست نہاد ؛ قرعۂ فال
بنام من دیوانہ زدند لہٰذا اولاً جواب اجمالاً حوالہ قلم دقت نگار کیا جاتا ہے قال
اللہ تعالے فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین[1] وقال صلعم فی قصۃ القرطاس
دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیرٌ مما تدعونی الیہ[2] فی المشکوۃ اب غور کرنا چاہیے
کہ وقت اعراض کرنیکے مشرکین سے حضرت رسالت نبی برحق تھا اور اعراض کرنا بظاہر
منافی منصب نبوت تھا کہ بحالت توجہ ہدایت فرماتے یا جہاد عمل مین لاتے پس یہ اعراض
خلاف امتثال احکام رسالت کے کیا معنے رکھتا ہے جو فوائد رسانی ہدایت جہاد سے بحکم اعراض
کا بارگاہ خداوندی سے صادر ہوا اور قولہ صلعم دعونی ذرونی جناب امیرؑ کے
کلام دعونی والتمسوا غیری الخ سے بہت ہی مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے
نزاع صحابہ سے جو دربارۂ منع قرطاس اور امتثال امر مابین اونکے پیش آیا اوسکے قول
فیصل فرمانے سے پرہیز کیا اور عبادت خداوندی اور اپنی مشغولی اوقات کو یاد

---

[1] پس بجالا اوس چیز کو جسکا تجھکو حکم دیا گیا [2] یعنے چھوڑ دو اور ترک کرو مجھے پس وہ امر کہ مین جسمین مشغول ہون
بہتر ہے اوس چیز سے کہ تم مجھے اوسکی طرف بلاتے ہو ۔

خدا مین اوس سے بہتر فرمایا حالانکہ قول فصل بظاہر عہدہ نبی ہے فما ھو جوابکم
ھھنا فھو جوابنا اب متن متین کلام مبین کی رموز جو ملہم اقتباس از کلام رحمن اور
مخبر بدائع بلاغت نشان ہین بعنوان تفصیلی بنظر غور سمجھنی چاہین کہ بیان وزارت و امارت
مین محسنات لفظی و مناسبات عرفی ہین اور باعتبار معنی کے اقتباس آیات کریمہ
و احادیث خیر البریہ سے اسمین مکنون ہے اول وہ آیہ وافی ہدایہ جو در بارۂ استخلاف
کے آیا ہے نقل کیا جاتا ہے قال اللہ تبارک و تعالی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ
وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ (الی قولہ تعالی) فَاِذَا فَرَغْتَ
(من حجۃ الوداع) فَانْصَبْ (علیاً علی الخلافۃ) والی ربک فارغب اور
وزیر صیغہ اسم فاعل کا لفظ وزر بمعنے بار و بوجہ سے مشتق ہے جسکے معنی یہانپر بار رسالت کا
بٹانے والا اور اوٹہانے والا ہوئے اور حدیث قدسی ایدتہ بوزیرہ و
نصرتہ بوزیرہ بحق جناب امیر منطوق کلام اس معنی کی مبین ہے اور حدیث
لایبلغ عنی الا انا او رجل منی جو آنحضرت صلعم نے مخاطباً بابی بکر بروم تبلیغ سورۂ
برات فرمائی ہے بمفہوم مرام وزارت جناب امیر پر دلالت کرتے ہین حدیث
وزارت بشان شاہ ولایت پناہ اصحاب رآیت بطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ و بمعانی

---

[1] ایا ہمنے تیرے سینہ کو ای نبی نہین کھولا اور اوتارا ہمنے تجھہ سے بوجھہ تیرا ایسا بارکہ پٹیہ تیری (گرانباری رسالت سے) توٹی جاتی تہی (ساتھہ قایم کرنے علے کے وزیر تیرا) پس جسوقت تو فارغ ہو حجۃ الوداع سے پس (علے کو خلافت پر) مقرر فرما دے [2] یعنے میری طرف سے کوئی پیغام نہین پہونچا سکتا مگر مین خود یا وہ شخص جو مجھہ مین سے ہووے۔

متحدہ بکثرت وارد ہین اور بوجہ گنجایش نہین رکھتا جو اونکو نقل کیا جاوے وتلک الاحادیث فی مودۃ القربیٰ للھمدانی وفی غیرھا لغیرہ اور حدیث تبلیغ برأت سے یہ واضح ہوگیا کہ سوا ے نبی کے یا سوا ے اوس شخص کے جو نبی کا قرابت مین جزو قریب ہووے کوئی بار متعلق رسالت و تبلیغ کے اوٹھانے والا نہین ہو سکتا اور جو رسالت کا بوجہ اوٹھاے گا وہی وزیر ہوگا پس غیر شخص نبی کا وزیر نہین کہا جا سکتا اور موید اور موکد اس خصوصیت جزو نبی کی وزارت کے لئے آیات مذکورہ صدر ہین جو ضرور قابل اعادہ ہین قال اللہ تعالی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی وقال اللہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا اور اخوت حضرت ہارون با حضرت موسے کتب علماء سیر و اخبار سے سب کو معلوم ہے پھر یہان پر آیات مذکورہ مین بعد ذکر اسم ہارون کے جو اوس اخوت کا انتباہ فرمایا گیا وہ خالی فائدہ سے نہین ہی ورنہ الفاظ بے ضرورت کا استعمال کلام الٰہی مین لغو ہو جاتا ہے وَھُوَ مُحَالٌ پس وہ فائدہ یہ ہی کہ وزارت مخصوص بل قرابت مین وہ بھی جزو قریب مین من عند اللہ عطا ہوتی ہی اور خلاف اسکی مصداق وَلَا تَجِدُ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا واقع نہین ہوتا اور کتاب امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے صاحب غایت المرام نے نقل فرمایا ہی رسول خدا صلعم سے کہ فرمایا خداوند تعالے نے کہا کہ انا اللہ لا الٰہ الا انا خلقت الخلق بقدرتی واخترت منہم من شئت من انبیائی واخترت من جمیعہم محمدا حبیبا وجلیلا وصفیا

تتمۂ بر سہ آیہ کی صفحہ ۹۴ پر مذکور ہوئے ۱ اس حدیث قدسی سے وصی و وزیر مقرر ہونا جناب امیر کا من عند اللہ ظاہر ہے ۲ نبی مین نے

وبعثہ رسولا واصطفیت لہ علیاً فجعلتہ اخاً ووصیاً ووزیراً ومودیاً عنہ من بعدہ[1]
الی خلقی وخلیفتی علی عبادی لیبین لہم کتابی ویسیر فیہم بحکمی وجعلتہ العلم
الہادی من الضلالۃ الحدیث پس قولہ وزیراً ومودیاً عنہ من بعدہ[1] الی آخرہ
مخصوص عہدہ وزارت بعد النبی پر دلالت کرنیوالا ہے بناءً علیہ اس کلام بلاغت نظام
مین جو آپنے اپنی وزارت کو ارشاد کیا ہے وہ بطریق اقتباس مذکورہ وزارت من حضرۃ النبوی
عہدہ عطیۂ الٰہی ہے اور یہانپر ذکر اس وزارت کا بکلام مختصر وارد ہے در آنحضرت علیہ السلام نے
حدیث انشاد مین جو استدلال خلافت پر اس وزارت سے فرمایا ہے اوس مین وزارت کا
من عند الرسول حاصل ہونا مذکور ہے کما قال فانشدت باللہ الی الوزارۃ مع رسول اللہ
والمثل من ہارون من موسیٰ ام لک قال ابوبکر بل لک وکما قال فی حدیث آخر فانشدت
باللہ الی الوزارۃ من رسول اللہ الخ ماقال اور فرمایا انا اخو رسول اللہ ووصیہ و
ولیہ ووزیرہ وصاحبہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ[2] الحدیث ہذہ فی کتب الاخبار
مثل الامالی لابن بابویہ والاحتجاج للطوسی وغایۃ المرام للہاشم البحرانی علیہم الرحمۃ پس اخبار
مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قبل اس خطبہ کے آنحضرت اپنی اس وزارت کو دیگر مواقع پر ازمنہ
سابقہ مین بھی صاف فرما چکے ہین کہ میری وزارت من عند النبی ہے اور یہانپر اوسکو باعتماد
اظہار و تبیین ماسبق بکرر کے بالفاظ مختصر ارشاد کیا ہے اور یہ اصول مین مقرر ہے

---

[1] کو برادر اور وصی اور وزیر اور پہونچانیوالا احکام شریعت کا نبی کی طرف سے گردانا بعد نبی کے خلق کی جانب اور اپنا نائب اپنے بندو نپر کیا تاکہ بیان کرے اونسے کتاب میری اور اونمین سلوک کرے میرے حکم کیساتھ اور گردانا اوسکو علم اور نشان ہدایت کرنیوالا ضلالت کے راستہ سے قسم دیتا ہون تجھکو اللہ کی وزارت پیغمبر کی پیرسے اور مثل ہارون کی موسیٰ سے یا تیرے لئے ابوبکر نے کہا بلکہ تیرے لئے [2] مین بھائی پیغمبر کا اور وصی اور ولی اور وزیر اور مصاحب اور صفی اور حبیب اور خلیل اونکا ہون۔

القرآن یفسر بعضہ بعضا و الحدیث یفسر القرآن والحدیث یفسر بعضہ بعضا
اور کلام موجز عام اس سے کہ قرآن ہو یا حدیث بلاتوفیق دوسری آیت یا دوسری حدیث
کے سمجھ لینا سخت دشوار ہے اور جو معنے کسی آیت یا کسی حدیث کے دوسری آیت یا حدیث
کے معنی شامل ہوکر پیدا ہوتے ہین وہ اشارات لفظی سے ماخوذ نہین ہوتے ہین
پس یہ کلام رشادت التیام انا لکم وزیرا خیرمنی لکم امیرا آپکے اوس کلام ہدایت
نظام و حجت انتظام سے توفیق و تطبیق کرنا چاہیئے کہ جو قبل اس کے یوم شوریٰ آپنے نقل
حدیث رسولخدا صلعم کی اپنے حق خلافت مین احتجاجا پیش فرمایا ہی اور اوسمین ذکر اس
وزارت کا بھی وارد ہی کہ قال صلعم علی اخی و وزیری و وارثی و وصیی و خلیفتی
فی امتی و ولی کل مومن من بعدی الحدیث کما رواہ ابراہیم بن محمد الحموینی وہو من
اعیان محدثیہم فی کتاب فرائد السمطین جس سے معلوم ہوا کہ آپنے جو اپنے کو وزیر فرمایا ہی وہ آپکے
وزارت من عند النبی ہی نہ وزارت کسی خلیفہ سابق یا لاحق کی اور ایسے ہونے سے جو وزارت
کو بہتر ارشاد کیا ہی وہ یہ ہی خلافت من عند اللہ و وزارت من عند النبی ہی کما عرفت اور
جس امارت سے کہ آپنے اعراض چاہا تھا وہ امارت دنیوی ہی جسکو صدر مین مفصلا نقل کیا
گیا ہی اور وہ تابع امارت دینی کے ہے کہ خلیفہ نبی مستحق اس امارت کا بحکم ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہے اور یہ امارت
دنیوی ایک ایسا حق اختیاری ہی کہ مستحق چاہین اوسپر قابض ہون چاہین بمصلحت زمانہ

قرآن کی بعض آیات بعض آیتون کی تفسیر کرتی ہین اور حدیث قرآن کی مفسر ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہے

اوسکو ترک کر دیں چھوڑ دیں اور جب مناسب دیکھیں اختیار فرمالیں دیکھو حضرت خلیل جلیل ع نے بقولہ رب ھب لی حکماً کی اور حضرت یوسف ع نے بقولہ اجعلنی علی خزاین الارض کی درخواست کر کے تصرف و حکومت فی الارض کو اختیار فرمایا اور رسولخدا نے اوس میراث و حق تصرف کو ہجرت اختیار فرما لینے سے بلد الامین سے اوٹھا لیا کیونکہ ہجرت اوسیکو کہتے ہین کہ جس مین تمام تعلقات اوطان سے ترک اختیار کر لیا جاوے پھر سال فتح مین اوسے بلد الامین کو آنحضرت صلعم نے اپنے تحت تصرف و حکومت مین اختیار فرما لیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ حق ترک و اخذ مین امر اختیاری انبیا علیہم السلام کے رہا ہے اور اوسکی ترک سے ازالہ حق جایز کا کبھی نہین ہوا ہے و یاتی بیانہ فی الباب الثانی مفصلاً پس آپنے اوس وزارت اور منصب کو بہتر امارت سے فرمایا کہ جو حدیث قدسی فجعلتہ اخا و وصیاً و وزیراً و مودیاً عنہ الخ مین مذکور ہے اور اسی لئے امارت کو قبول نہین فرمایا تھا کہ طغیانی ظلم اہل زمانہ سے آپ بخوبی واقف تھے کہ موافق شریعت کے یہ لوگ سلوک کرنیوالے نہین ہونگے اور روزگار کی عدم مساعدت سے امارت کو استحکام نہ ہوگا تو آنحضرت ولایت منزلت کا اعراض فرمانا بالضرور حق و صدق اور عقلاً مناسب وانسب تھا اور جو آپنے امارت و خلافت کو قبول فرمایا وہ بکمال جبر و اکراہ کے تھا جسکی خبر خطبہ شقشقیہ مین ماثور ہے کہ آپ فرماتے ہین والناس یعوذ الی کعرف الضبع قد انثالوا علی من کل جانب حتی لقد وطی الحسنان و شق عطفای مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم

لہ یعنی لوگون نے بیعت کرنے کی غرض سے میری طرف ہجوم بسرعت تمام کیا مثل ہجوم کرنے لکفتار کے اور ہر طرف سے مجھپر ازدحام کر لیا یہانتک کہ حسنین بسبب کثرت ہجوم کے پامال ہوگئے اور دونو شانے میرے چھٹ گیا تو ماکوفتہ ہوگیا اور وہ لوگ مثل گلہ گوسفند کے میرے گرد جمع ہوگئے انتھی

بعد ملاحظہ کرنے واقعات مذکورہ کے کوئی شبہ قلوب مومنین مین باقی نہین رہ سکتا ہے
ولم یجعل لہ نورا فما لہ من نور اور جو امام زادے متصدی خروج خلفائے دوران
پر ہوئے اونکی سیرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت اجماعی اہل جور کو باطل
جانتے تھے ورنہ خروج خلفا مجمع علیہم پر نہ فرماتے اوجس خلافت کو کہ وہ خلفائے
اعصار سے اخذ کرنا چاہتے تھے وہ خلافت دنیوی ہی تھی اور یہ کہنا کہ وہ دینی یا دنیوی
خلافت کے مدعی استحقاق تھے یہ کہین ثابت نہین کہ جو اونکی خلافت کو من عند الشارع
سمجھ کر مدعی اور متصدی خروج ہوئے ہون بلکہ خروج کرنا امام زادون کا حقیقتاً ادم
اساس سقیفہ ہوا ہی اور اونکے اجبار و تعدی پر دفاع کیا گیا ہی والباقی سیاتی ....

باب سوم

ذکر مصالحت امام حسنؑ مجتبی مین امیر معاویہ سے ہی یہان اسقدر انتباہ کرنا کافی ہے
کہ یہ مصالحت و تفویض خلافت متعلق امارت ملکی و خلافت دنیوی کے تھی جسکو توضیح
مالاکلام و بصراحت تمام صدر مین لکھا گیا ہے اور امر خلافت مین آپکا مذہب بنا بر
اجماع امت اسی امارت ملکی کی نسبت تھا کہ تصرف و تحکم بلا اتفاق رعیت و غلبہ و استیلا
میسر نہین ہوتا اور باب اول مین مدللاً و مصرحاً حالی کیا گیا ہے کہ بیعت کر لینا کسی کا
بوجہ مغلوبی کے خلافت دنیوی پر کسی متغلب و ملک عضوض کے موجب خلع امامت
من عند اللہی کا اور ثابت کر لینے والا خلافت دینیہ اوس متغلب جبع کا نہین ہوتا

کیونکہ نفس بیعت علی ما افاد امامہم النواوی صرف معاہدہ ہی محض اطاعت کی لئے اور اطاعت بوجہ تملوک دنیا کی بھی واجب ولازم ہوتی ہے کما عرفت پس مصالحت یا بیعت علی ما روا ہم کرلینا امام حسن علیہ السلام کا اسی نوع سے تھا اسلئے کہ آپکے مضمون مصالحت سے واضح ہوگا کہ آپنے معاہدہ عدم منازعت پر بقبول خلافت ملکی امیر معاویہ کے فرمایا تھا نہ باقرار خلافت دینیہ کے اور آپ کے کسی کلام اور کسی عمل وسیرت سے خلافت دینیہ کا باجماع امت متحقق ہونا ہرگز ثابت نہین ہی اور واقعہ مصالحت اور تفویض خلافت کا بحالت مجبوری وبملاحظہ شبات زمان الف شہر کے پیش آیا ورنہ کوئی وجہ نہین تھی جو بطوع ورغبت اختیار فرماتے اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیتے اور امام معصوم کی یہہ مصالحت بہت مشابہ صلح حدیبیہ حضرت رسالتؐ سے ہی کہ رسالتمآب صلعم نے بھی بنظر اصحاب ظاہر کے حدیبیہ کی صلح کو بزمان اقتدار وفتوحات دیار وامصار وغزوات قابل یادگار وجمعیت لشکر بیشمار سنہ ہجریہ مین مفرورین بدر واحد وخندق سے اختیار فرمایا اور اپنے حق انما الامر للہ ولرسولہ سے کما ہو فی سنن ابی داؤد اور تصرف امور اہل مکہ ودخول بیت الحرام سے بتحریر صلحنامہ کے دست برداری فرمائی اس مضمون سے کہ لشکر اسلام داخل مکہ نہوگا بلکہ مدینہ منورہ کو مراجعت کریگا اور مابین مسلمین ومشرکین کے خلاف حکم قتال قاتلوا المشرکین کافۃ[1] اور خلاف حکم بشارت فان حزب اللہ ہم الغالبون[2] کے مقاتلت ومحاربت نہوگی اور باہمدگر امن وسلامتی کے ساتھہ ایک فریق دوسرے فریق کے بلاد وامصار مین آمد ورفت رکھینگے

[1] مقاتلت کرو تمام مشرکین سے [2] تحقیق اللہ کا لشکر ہی غالب ہو

اور سال آیندہ جو مسلمان کہ مکہ مین بہ نیت مناسک حج آئین گے تین روز سے زاید
قیام نکرینگے اور ہتیار نہ باندہین گے اور جو شخص مکہ سے بلا اذن کفار قریش کے
بھاگ کر اہل اسلام کے سایہ حمایت مین آئیگا اوسکو اہل اسلام باوجود اوسکے مسلمان
ہونے کے حوالہ مشرکین کردینگے اور جو شخص بلا اذن اہل اسلام کے مشرکین سے جا ملیگا
اوسکو مشرکین واپس نکرین گے اور نیز رسولخدا صلعم نے بر طبق تعرض کفار قریش کے
کتابت صلحنامہ سے بجاے تحریر محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ لکھا جانا ہی منظور
فرمالیا اور کتابت محمد رسول اللہ کو محو فرمادیا کما ہو فی مدارج النبوۃ وغیرہ اسی مقام
پر فواید عبارت صلحنامہ امام حسن علیہ السلام مجتبی کو لکھنا الغرض موازنہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے
مناسب ہے امیر معاویہ نے عہدنامہ صلح مین اقرار اپنا یہ مندرج فرمایا تہا کہ ولیس لمعاویۃ
بن ابی سفیان ان یعہد الی احدٍ من بعدہٖ عہداً وعلی الناس امنون حیث
کانوا من ارض اللہ وعلی ان اصحاب علیؑ وشیعتہ امنون علی انفسہم واموالہم
ونسائہم واولادہم پس اہل نظر بملاحظہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے خود اندازہ کر سکتے
ہین کہ حفاظت مسلمین کی جان ومال واولاد اور اونکی بود و باش ہین امن وسلامتی
کونسی صلح مین مندرج تہی اور نکث وانحراف کا وہی فریق ذمہ دار ہو سکتا ہی جو اُسکا
مرتکب ہوئی نہ فریق مقابل جو کبہی نکث اپنے عہد سے نکرے پس جس طرح سے کہ پیغمبر خدا

ع۱ یعنے معاویہ کو یہ حق نہیں ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ مقرر کرے اور معاہدہ صلح اسپر ہے کہ لوگ مامون ومحفوظ ہین
جس حیثیت سے کہ زمین خدا پر بود و باش رکھتے ہین اور اسپر صلح کیجاتی ہے کہ اصحاب علیؑ اور شیعہ آپکے اپنے
نفوس واموال ونسوات واولاد کی طرف سے محفوظ ومصئون رہینگے انتہے کما فی مدارج النبوۃ

صلعم دست برداری تصرف ارض مقدس مکہ معظمہ اور اپنے حق جائز تسلط فی امور الرعایا سے بروایتے تین سال و بروایتے دس سال کے لی جو یہ مدت آخر انتہا عمر شریف آنحضرت صلعم سے بھی متجاوز تھی اور محو فرمانے لفظ رسول اللہ سے معزول النبوۃ نہین ہوئے کیونکہ یہ تصرف حق تفضلی بالائے منصب نبوت و منصب خلافت دینیہ کے ہوتا ہی اسکی دست کشی سے اصل رسالت یا دینی خلافت مین کچہ خلل واقع نہین ہو سکتا اسی طرح امام حسن علیہ السلام کی صلح کا حال مع شے زائد ہے کہ امام معصوم نے اپنی دست برداری خلافت دنیویہ سے بشرط تحفظ نفوس و اموال مومنین کے باندراج صلحنامہ اختیار فرمائی تھی اور جو صلح حدیبیہ مین تصرف علی الملک سے دست برداری تھی وہی دست برداری اس مصالحت مین ہوئی نہ مغائر اوس جنس صلح حدیبیہ کے اگر مصالحت امام حسنؑ کی موجب شماتت عوام الناس ہوئی زیادہ اوس سے صلح حدیبیہ مین خواص صحابہ نے شماتت فرمائی تھی حتی کہ پیغمبر خدا کی نبوت و رسالت سے بد اعتقاد ہو گئے تھے حضرت عمر کا قول ماشککت منذ اسلمت الا یومئذٍ کتب اخبار و سیر مین مسطور اور السنۂ اہل دین و دیانت پر مذکور ہی اور اب تک پیروان حضرت عمر در بارہ صلح حدیبیہ کے طعنہ زن رسول خدا ہو رہین چنانچہ شیخ المحدثین عبد الحق مدارج النبوۃ مین ذکر شرائط صلحنامہ مین لکھتے ہین و شرط دیگر عجیب شنیع آنکہ ہر کہ از ما بی اذن وجود پیش شما آید او را پیش ما باز فرستد اگر چہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید او را باز

عہ مین نے کبھی امر رسالت پیغمبر مین شک نہین کیا جب سے کہ مین اسلام لایا ہون مگر آج شک کیا ہی

نفر ستیم مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم
کسی را کہ مسلمان آمدہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت
الخ ما نقلت عنہ اور یہ عجیب شنیع شرط نہ باعتبار شرط کرنے مشرکین کے ہے ہو سکتی ہے
بلکہ اس شرط کو جبکہ رسولخدا صلعم نے قبول فرمایا اگرچہ پیش کردہ مشرکین تہی لہذا ہر طور
اور ہر طرح حق و صدق ہی نہ عجیب ہو سکتی ہی نہ شنیع ورنہ قبول کرنا اوسکا بہی معاذ اللہ
عجیب شنیع ہو جائیگا کیونکہ تقیہ شارعؑ پر عندہم جائز نہین ہی اور اگر صحت صلح حدیبیہ
مین توجیہ ہی تو مصالحت امام حسنؑ مجتبی با معاویہ مین زیادہ تر توجیہات صحیحہ و مصالحہ
ظاہرہ پائی جاتی ہین اسلئے کہ توجیہ قاضی کو امام نواوی نے باب صلح حدیبیہ مین شرح
صحیح مسلم کی بدین عبارت نقل کیا ہے ان للامام ان یعقد الصلح علی ما رأہ[۱]
مصلحۃ للمسلمین وان کان لا یظہر ذلک لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ
احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا
اذا لم یکن ذلک الا بذلک انتہی یہان پر فوائد ہر دو صلح کے بنا بر مذاق اہل نفاق
و اصحاب وفاق دکہلائے جاتے ہین کہ صلح حدیبیہ کی برکات سے فتوحات ما بعد حدیبیہ آئین
کما قالت العلماء اور یہ کہ حضرت عمر کی عقیدت باطنی کا راز کہل گیا جو قولہ ما شککت
الخ سے ظاہر فرما دیا اور یہ کہ دیگر صحابہ نے اس عمل پیغمبرؐ سے ناخوش ہو کر اپنی نخوت...

[۱] یعنے امام کے لئے جائز ہے کہ صلح کرے بنا بر اپنی مصلحت کے جو مسلمین کے حق مین مفید ہو اگرچہ بعض لوگون کے سرسری نظر مین وہ مصلحت نہ آوے اور اوس صلح مین مفسدہ خفیفہ کا احتمال ہووے اور مفسدہ عظیمہ اوس صلح سے دفع ہوتا ہو یا الغرض حاصل کرانی مصلحت کے صلح کرے جو بمقابل مفسدہ صلح کے زیادہ تر مفید ہو بشرطیکہ وہ مصلحت مفیدہ بلا اوس صلح کے حاصل نہو سکتی ہو انتہی

اعتراض جماعۂ اور یہ کہ صلح با مشرکین جبر حکم سیف نافذ ہوا ہی جائز و ثابت ہوئی اور یہ کہ
صلح با مشرکین مین شرط امن و امان مسلمین کی ضرور نہین اور یہ کہ پیغمبرؐ یا امام اپنے جائز حق کو
جو تصرف فی امور الرعایا اور تسلط ملکی ہی چھوڑ سکتا اور دست بردار صلح مین ہو سکتا ہی
وہی مطلوب تہا اب اسباب ضروری مصالحت امام حسن ع کو بیان کیا جاتا ہی کہ امام معصوم نے بملاحظہ
غدر و بیوفائی اہل کوفہ کے اور اونکی سازش با معاویہ سے مجبوراً صلح اختیار کی تہی نہ بطوع و رغبت
جسکو مفصلاً عنقریب ذکر کیا جاویگا اور ظاہرا یہ مجبوری حدیبیہ مین پیش نہین آئی اور یہ کہ صلح
مین پاس و لحاظ نفوس و اموال مومنین و عامۃ الناس کا اول مرعی فرمالیا اور بالاتر انکہ
اس صلح مین بنظر تحفظ دماء مسلمین کے اپنے حق جائز تصرف ملکی سے قطع نظر فرماوے
اور یہ کہ حق مقطوع النظر خلافت دنیویہ ہی تہا اور یہ امر احادیث کثیرہ و افادات معتقدین
معاویہ سے بخوبی واضح ہے مشتے نمونہ لکہا جاتا ہے کہ حدیث معتبر علی زعمہم و بسیار
مشہور بین الجمہور الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض کما مضی
فی الصدر مخبر ہے کہ زمانہ مصالحت پر خلافت ختم ہو گئی تہی بعد ازان تسلط ملک عضوض
کا ضروری تہا جو سنہ چالیس ہجری مین حادث ہوئی ہی کما سبق سابقاً پس سال جماعت مین
جو عہد دولت امیر معاویہ کا ہوا بدو زمان ملک عضوض کا تہا اگر آپ صلح نفرماتے اور خلیفہ بنے رہتے
تو معاذ اللہ آپ ہی مصداق ملک عضوض کے ہو جاتے اور جو حدیث امیر معاویہ کی محدث
ترمذی سے علامہ علاء الدین نے اپنی کتاب محاضرات الاوائل مین نقل کی ہی کہ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن

کماذکرتُہ سابقا اوس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہی کہ خلافت امیر معاویہ
ملک داری بنا بر حدیث نبوی کے تہی اور تملک وخلافت مرادف المعنے بہی ہین اس لئے
کہ پیغمبر خدا نے بشارت ملک کی سنائی اور امیر معاویہ نے جو مفوض الیہ خلافت تھے
اوس ملک کو خلافت سے تعبیر کیا تو خلافت بمعنی ملک وسلطنت ثابت ہوئی اور
قاموس مین بہی الخلیفۃ السلطان الاعظم لکھا ہی اور یہ حدیث صاحب اوائل نی ذکر تفویض
خلافت امام حسنؑ مین بہی نقل فرمائی ہے جس سے ملک ہونا امیر معاویہ کا بعقیدت صاحب
اوائل ثابت ہوا وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی واخرج ابی شیبۃ فی المصنف عن الشعبی
قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ لہ فقال ابن اخی انہاک عن السلطان ان
السلطان یغضب بغضب الصبی ویاخذ اخذ الاسد کما مضی اس روایت سے واضح
ہوا کہ امیر معاویہ جزما ویقینا اپنے کو سلطان دنیا جانتے تھے اور امام حسنؑ علیہ السلام نے بہی جو مفوض
الخلافت تھے اوس خلافت مفوض کردہ کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا ہی جبکہ کسی شخص نے مثل عمر خطاب
طاعن صلح حدیبیہ کے حضرت امام حسنؑ سے کہا السلام علیک یا مذل المومنین
تو آپنے فرمایا لست بمذل المومنین ولکنی کرہت ان اقتلکم علی الملک کما ھو
فی تاریخ الخلفاء للسیوطی پس کلام مفوِّض ومفوض الیہ ونیز عقیدت پیروان مفوض
الیہ سے ثابت ہوا کہ خلافت مفوضہ ریاست دنیویہ تہی نہ خلافت دینیہ اور جسکہ خلافت
امیر معاویہ کو مخبر صادق نے سلطنت فرمایا اور مفوض اور مفوض الیہ نے بہی سلطنت

اے امیر سلام ہوا ای آ ذلیل کرنیوالے مومنین کے ۔ ہے یعنی مین ذلیل کرنیوالا مومنین کا نہین ہون لیکن مین نے کراہت کی اس امر سے کہ آپ کو قتل کرادون انتہی

ہی سمجھ کر دیا اور لیا تو وہ خلافت دینیہ کس طرح سمجھی جا سکتی ہی اور امام معصوم کیونکر خلافت ناقابل الانتقال و ناقابل الخلع کو ممکن الایصال و سہل التفویض فرما سکتے تھے کہ تقرر اُسکا من عند اللہ ہوتا ہی اور متصرف امور کے لئے وہ زمانہ ملک عضوض کا مقدر ہو چکا تہا تقدیر الٰہی مین وہ زمانہ اندر الف شہر کے آگیا تہا یہ اُسکو کسطرح صالح خلافت حقہ دینیہ بنا سکتے اور یہ امام معصوم نے مصالحت کسی مشرک یا کافر معلن سے ہنین کی بلکہ طرف مقابل مسلمان صورت مدعی اسلام تہے خلاف طرف مقابل صلح حدیبیہ کے کہ علی الاعلان مشرک و کافر تہے اور یہ کہ اس صلح کو تا حیات معاویہ محدود فرمایا تہا دواماً اوسکے اور اوسکی اولاد کیلئے خلافت کو تفویض ہنین کیا خلاف صلح حدیبیہ کے کہ معاہدہ دس سال کیلئے مشرکین سے کیا گیا گویا کہ آپنے بقیہ عمر کی مدت سے رسولخدا صلعم نے کہین زاید قبول فرما لیا تہا کیونکہ صلح حدیبیہ ۶ھ ہجری مین ہوئی اور وفات آپکی ۱۱ھ کے اوائل مین حادث ہوئی جس مین دست برداری اہل اسلام کی تصرف و تملک ارض مقدس بلد الامین سے بعد الرسالۃ بہی مستلزم تھی مگر تقدیر ایزدی نے اوسکو نافذ ہنین رکہا اور یہان امیر معاویہ نے اپنے نکث و تخلف و انحراف و غدر سے اوس خلافت کو اپنی اولاد مین نافذ فرما دیا اور جماعت اسلام نے اس غدر کو جایز گردان لیا اب بنظر توضیح و تصریح واقعہ مصالحت امام کو و نیز بعض وجوہ مصلحت و مجبوری کو اونحضرت علیہ السلام کے ابو الحسن المدائنی سے جو ابن ابی الحدید نے سولہوین جزو شرح نہج البلاغہ مین بعد نقل واقعہ بیعت اہل کوفہ کے لکھا ہی حالی کیا جاتا ہی ثم وجہ عبید اللہ بن عباس

---

۱ یعنے امام حسنؑ نے بعد بیعت لینے اہل کوفہ سے عبید اللہ بن عباس کو معہ قیس بن

ومعہ قیس بن سعد بن عبادہ مقدمۃ لہ فی اثنی عشر الفًا الی الشام وھو یرید المدائن
فطعن بساباط وانتھب متاعہ ودخل المدائن وبلغ ذلک معاویۃ فاشاعہ و
جعل اصحاب الحسن الذین وجہ مع عبید اللہ یتسالمون الی معاویۃ الوجوہ واھل
البیوتات فکتب عبید اللہ بن العباس بذلک الی الحسنؑ فخطب الناس وقال
خالفتم ابی حتی حکم وھو کارہ ثم دعاکم الی قتال اھل الشام بعد التحکیم فابیتم
حتی صار الی کرامۃ اللہ ثم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمنی وتحاربوا من
حاربنی فقد اتانی ان اھل الشرف منکم قد اتوا معاویۃ وبایعوہ الی ان قال عنہ
وارسل عبد اللہ بن الحارث بن نوفل الی معاویۃ یسألہ المسالمۃ واشترط علیہ
العمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ ان لا یبایع لاحد من بعدہ وان یکون الامر شوریٰ
وان یکون الناس اجمعون آمنون انتھیٰ بقدر الحاجۃ الوالحسن بن عباس

عبادہ سردار لشکر و بارہ ہزار محاربین کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرتؑ نے بعد روانگی لشکر کے مدائن
تشریف لیجانے کا قصد کیا تھے کہ اثنائے راہ مین بمقام ساباط زخمی کئے گئے اور وہاں متاع غارت کیا گیا
اور آپ داخل مدائن ہوئے اور یہ خبر معاویہ کو پہونچی اسنے اسکو مشتہر کیا و ہان لشکر مین عمائد اور
اہل وجاہت نے معاویہ سے سازش و آمیزش کر لی اور یہ خبر سازش کی عبید اللہ نے خدمت
مین امام ہمام کے لکھہ بھیجی تو آپ نے خطبہ ادا فرمایا اور اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم وہ
لوگ ہو کہ تمنے میرے پدر بزرگوار سے مخالفت کی یہانتک کہ قصۂ تحکیم پیش کیا کہ وہ جناب اس سے
کارہ تھے پھر ان جناب علیہ السلام نے بعد قصۂ تحکیم کے تمہین دعوت قتال کی اہل شام پر فرمائی
اور تمنے اس سے انکار کیا حتی کہ ان جناب نے وفات پائی پھر تم نے میری خلافت پر بیعت
کی اس شرط پر کہ جس شخص سے کہ صلح کرون تم بھی اس سے صلح کرو اور جس کسی سے کہ جنگ کرون تم بھی اس سے جنگ کرو اور مجھے خبر ملی کہ تم مین اہل
شرف نے معاویہ سے بیعت کر لی ہے انتہیٰ

واقعہ کے نقل کیا ہی کہ آپنے معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بہیجا اس شرط کے ساتہہ کہ رعایا سے
برطبق احکام خدا اور رسول کے سلوک کرے اور یہ کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر نکرے
اور یہ کہ تقرر خلافت کا برطبق مشورت مسلمین کے ہووے اور یہ کہ تمام لوگ مامون
اور محفوظ ظلم و جور و قتل و نہیب سے رہین انتہے اور ابن ابی الحدید نے دوسرے مقام
پر اپنی شرح مین مدائنی سے اس طرح بہی نقل کیا ہی جو فی الجملہ منافی روایت مذکورہ کی ہی
اور حاصل اوس روایت کا یہ ہی کہ جب امام ہمام نے خطبہ مین حال بیوفائی اہل عراق کو
اعلام فرمایا تو اہل ساباط نے آپکے قول انکم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمت
وتحاربوا من حاربت سے یہ استنباط کیا کہ آپ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہین
اس لئے شکایت بیوفائی اور ترغیب صلح کی فرماتے ہین حالانکہ یہ خطبہ ظاہرا بدریافت
حال سازش کوفیان کے ارشاد فرمایا ہے اس روایت سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ امام
علیہ السلام کو خبر سازش لشکر کی قبل اس خطبہ کے پہونچ چکی تہی اوسکی دریافت حال
مین آپنے استمزاجا ذکر مصالحت کا فرمایا تہا چنانچہ قولہ قد اتوا معاویۃ وبایعوا
جو شامل خطبہ مذکورہ ہے اسکا مخبر اور مظہر ہے بھر بہیج اسپر وہ ساباطی بدگمان ہوگئے
فقال الناس ما قال هذا القول الا و هو خالع نفسہ وسلم الامر لمعاویۃ فثاروا بہ
فقطعوا کلامہ وانتہبوا امتاعہ وانتزعوا مطرفا کان علیہ الی ان نقل واختلف
الناس فصارت طائفۃ معہ واکثرهم علیہ فقدموا سنان بن الجراح الاسدی الی
مظلم ساباط فاقام بہ فلما دنا منہ تقدم الیہ بکلمۃ وطعنہ فی فخذہ بمعول طعنۃ

کادت تصل الی العظم فغشی علیہ الخ اور واقعہ بدگمانی اور ضرب سنانی
اور انتہاک حرمت بارتکاب غارت وغیرہ کا قبل از وقوع صلح کی ہے پس ان واقعات
و حوادث ناہنجاران پر اگر آپ نے نصرت اعوان سے قطع امید فرماکر مصالحت فرمائی بعد
اسکے کہ آپکو قبل از انحراف اہل ساباط کے معلوم ہوچکا تھا کہ عمائد لشکر نے معاویہ سے
آمیزش کرلی ہے اور مصلحت صلح بنابر افادہ قاضی عیاض کے آنفاً معلوم ہوچکی کہ
امام مجاز ہو سکتا ہے تو اس مجبوری پر کوئی سقم شرعی اور عقلی اس مصالحت مین نہین
عاید ہوسکتا نہ اس مین تفویض خلافت دینیہ کی متوہم ہوسکتی ہے اور معاہدہ بیعت
بھی بعد دریافت ہونے اقسام موسعہ بیعت کے کہ بیعت علی السلطنۃ و بیعت بالکراہیۃ
و بیعت علی الضلالۃ و بیعت فضولی وغیرہا بنابر سیرت صحابہ جائز ہین تو آپکا بیعت
کرنا اگر ثابت ہووے تو وہ منحصر بیعت علی الخلافۃ الدینیہ کے نہین ہوسکتا اور جبکہ خلافت
امیر معاویہ کی بنصوص کثیرہ و افادات جمہ ریاست و سلطنت دنیوی تھی تو کسی معتقد
کی بیعت علی الخلافت الدینیہ سے ایسی خلافت کی اور ایسے خلافت کیلئے جسکا کفر
و فسق بھی مباح ہی قلب ماہیت نہین ہوسکتا کما فصلت فی الصدر تفصیلاً و صحیحا
پس یہ صلح حسب افادہ قاضی عیاض کے بھی موجب خلع امامت حقہ و خلافت

حاشیہ صفحہ ۱۰۰ آ بعضے لوگون نے کہا کہ یہ کلام اونہون نہین ادا کیا مگر ہی ذات کو خلافت سے علیحدہ کرلیا اور معاویہ
کو خلافت حوالہ کردی ہے پس وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپکا کلام قطع کردیا اور مال و اسباب آپکا لوٹ لیا
اور آپ کی چادر خز کو اوتار لیا اور یہ لوگ دو گروہ ہوگئے کچھ آپکے تابع رہے اور بہت سے لوگ آپ سے
منحرف ہوگئے (قرآن مین بھی گروہ قلیل کی مدح اور طوائف کثیر کی مذمت جابجا وارد ہے) سنان
بن الجراح اسدی ساباط کی اندھیاری مین پیشقدمی کرکے جا کھڑا ہوا جب آپ اوسکے قریب پہونچے سنان نے طعن نیزہ
سے اقدام کیا کہ جو آپکے فخذ مبارک پر زخم آیا قریب تھا کہ ہڈی تک پہونچے پس آپ غش ہوگئے انتہے

دینیہ نہین ہے وہو المطلوب اور بلاشبہ آپ اور دیگر حضرات امامت درجات خلافت دنیویہ کو باعتبار قبض وتسلط کے اہلبیت مین محدود نہین سمجھتے تھے بلکہ اہلبیتؑ مین مفقود دیکھتے تھے اور ہر غیر مقید شخص وطاغی و باغی کے بیعت طوعًا ناجایز اور کرہًا جایز جانتے رہے ہین پس تابع خلفاے جور کے رہنا ائمۂ طاہرین کا آپ حضرات کی امامت حقہ خلافت دینیہ کے مزیل ومنافی نہین ہو سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام اکثر تابع ملوک وسلاطین دنیا کے رہے ہین مگر انکی نبوت ورسالت مین شرعًا فرق نہیں آیا چنانچہ بعد انقراض زمانہ خلافت ونبوت حضرت آدم کے حضرت شیث پیغمبر کیومرث بادشاہ کے بعد اور حضرت ادریس نبی بعد قلع وقمع کرنے اولاد قابیل کے اور حضرت نوح بعد زوال سلطنت فرعان شاہ مصری کے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد ہلاکت نمرود بابلی کے اور حضرت یوسف نبی بعد وفات ریان بن ولید بادشاہ مصری کے اور حضرت موسیٰ بن عمران بعد غرق ولید بن مصعب فرعون مصر کے اور حضرت یوشع بعد قتل کر دینے بالق بادشاہ بلقان کے اور حضرت داؤد پیغمبر بعد قتل کرنے جالوت کے اور حضرت سلیمان نبی اللہ بعد تسخیر جنات وطیور وغیرہا کے جامع النبوۃ والسلطنۃ ہوئے ہین اور قبل اسکے اکثر حضرات ان مین سے اور دیگر انبیاء ذوی الاحترام اپنے اپنے زمانہ نبوت مین تابع ومطیع ورعیت ملوک دنیا کے رہے ہین مثل حضرت الیاس وحضرت الیسع کے کہ عہد سلطنت کیقباد کیانی مین تھے اور مثل حضرت ہود اور حضرت صالح کے کہ زمانہ ملکت مین جمشید ملک عجم کے اور مصر بادشاہ مصر کے اور افریدون وادیانی کے تھے

یہ پیغمبر ملوک کے رہنا انبیاء کا

اور مثل حضرت یونس و دانیال پیغمبر کے اور مثل حضرت ارمیا کے جو تابع سکندر کے تھے اور مثل حضرت زکریا و یحییٰ و حضرت عیسیٰ کے عہد بادشاہت خاندان اشعانیہ کے بسر فرماتے رہے اور حضرت یوسف نبی اللہ تو عزیز مصر کے تابع و منقاد بحیثیت عہدہ وزارت و خدمت ملازمت کے رہے ہین جیسا کہ محاضرۃ الاوائل مین علامہ المتعصبین علاء الدین نے نقل کیا ہے وفرعون یوسفؑ الذی استوزرہ وملکہ علی مصر مگر انبیاء کہ مطیع ہونیسے وہ سلاطین عصر دینی خلیفہ نہین ہوئے حالانکہ جملہ حضرات انبیاء مستحق وراثت ملکی حضرت آدم و حضرت شیث و حضرت نوح کے بالقطع والیقین تھے مگر اون مین بعض جامع النبوۃ والسلطنۃ بعد از انقراض مدت نبوت کی ہوئی اور اکثر انبیاء کو سلطنت حاصل ہی نہین ہوئی بلکہ مفہوم آیہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ حضرات بحالت مغلوبی کے شہید ہوگئے پس یہہ ہی حال حضرات ایمہ اطہار نواباں سید ابرار کا گذرا ہے کہ بعض حضرات جامع الامامۃ الحقۃ الدینیہ والخلافۃ الحقۃ الدنیویہ ہوے اور اکثر انمیں کے مغلوبی کی حالت مین بسر کرتے رہے جس طرح انبیاء کی نبوت مین بوجہ حرمان سلطنت کے کوئی رخنہ نہین آیا اسیطرح حضرات ائمہ معصومین کی امامت دینیہ مین بوجہ فقدان تسلط و تصرف مذکور کے نقصان پیدا نہین ہوا ہے جو تاریخ الانبیاء و کتب سیر و اخبار بامعان نظر دیکھے ہوئی ہے اوسکو امام ہمام کا معاویہ کے تابع ہوکر رہنے مین کوئی شبہ و سفسطہ آپکی امامت حقہ مین عارض نہین ہوسکتا ہے اور حدیث مامنا احدٌ الا وقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ سے یہہ متوہم نہین ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے ہر صاحب

شوکت خلیفۃ المسلمین ہو سکتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اگر بیعت طاغی زمان کر لیجاوے
وہ طاغی کا طاغی باقی رہتا ہے اوس مین کچھ تغیر نہین ہوتا اور یہ حدیث منافی احتجاج
انا احتجم علیکم کما احتجتم کے بھی نہین ہے اسلئے کہ دعوی خلافت بنابر قرابت
باعتبار استحقاق کے تہا اور تسلیم خلافت بسبب تغلب و استیلا کے واقع ہوئی
اور وہ متغلب بنی امیہ سے ہو یا بنی عدی سے اُسکے لئے خصوصیت کسی قبیلہ کی نہین
پس وہ بنی ہاشم سی کیا مختص و مخصوص ہو سکتی ہی اس مقام سی یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہی کہ جسطرح
بیعت اہل الحل والعقد سی خلافت حقہ کیا خلافت مطلقہ عام اس سے کہ حق السلطنۃ بنابر عہد مستخلف کے ہو یا باطلہ ہو متحقق نہین ہوتی کالبیعۃ للمعاویۃ فی قصۃ
الحکمین وبیعۃ مروان وعبد الملک فی زمان ابن الزبیر عندھم فھکذا بیعۃ
معاشر الخلفاء منھم عندنا اسیطرح تسلیم خلافت سے خلافت باطلہ منقلب اپنے بطلان
سے حق کی طرف نہین ہوتی ورنہ فضل فاضل کتاب ابطال مین نفرماتے واما معاویۃ
فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی احوالھم لا یخلون عن المطاعن فافھم
پس اگر امیر المومنین ع و امام حسن ع سبط خیر المرسلین ص نے اون امراء کی بیعت بھی کر لی ہو جنکی بابت
امارت کا ذکر اور جواز اونکی بیعت کا احادیث ملاحم و فتن مین ماثور ہی جیسا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے بجواب ابوذر غفاری کے اطاعت امرائے جور مین حکم فرمایا کہ

۱ جیسا کہ بیعت معاویہ کے قصہ حکمین پر اور بیعت مروان اور عبد الملک کی حیات ابن زبیر خلیفۃ الاسلام مین نزدیک اہلسنت کے بھی غیر موثر و باطل و عبث تھی پس اسیطرح بیعت معاشر خلفاء کے نزدیک ہمارے غیر موثر و باطل ہوئی ہے معاویہ ملوک اسلام سی تہے اور ملوک اپنی حالات مین مطاعن سے خالی نہین ہوتے ۔

تسمع وتطیع وان ضرب ظهرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنی امرائے
جور کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے ماریں اور تیرے مال کو غصب کر لیں تاہم اونکے حکم
کو بگوش تعمیل سن اور امتثالاً اطاعت کر انتہے اور معاہدہ بیعت میں بھی یہی الفاظ
بالسمع والطاعة ہوتی ہیں تو بعد از جواز شرعی بیعت امرائے جور کے آپ حضرات
کی بیعت کر لینے خلافت دینی اور امامت یقینی کو ثابت کرنے والی نہیں ہے اول تو الفاظ
بیعت ہر دو حضرات کے کہیں نقل نہیں ہوئے ممکن ہے کہ وہ بیعت علی السلطنت
صراحتاً یا بیعت علی الخلافة مجملاً و مبہماً ہوں دوسرے عام لفظ بیعت کیلئے بالسمع والطاعة للخلیفہ
ہیں جو واسطے خلیفہ دین و ملک و دنیا کی مستعمل ہو سکتے ہیں اسلئے کہ اطاعة السلطان واجبة بھی متفق علیہ ہے
اور حدیث ابوذر غفاری اوسکی موید ہے تیسرے اگر بیعت میں لفظ صحیحہ شرعیہ والشان فی ذلک بھی شامل ہوں تاہم
بعد جواز اطاعت سلطان کے اطاعت اوسکی صحیحہ شرعیہ کہی جا سکتی ہے چوتھے اطاعت امراء و ائمہ جبروت میں صحابہ نے
عبادات میں ترمیم کر دینے کو جائز رکھا ہے اور امور ملکی معاہدات دنیوی میں بدرجہ اولیٰ اطاعت کرنے امراء جور کی
شرعاً مشروط ہو سکتی ہے چنانچہ ازالة الخلفا میں ماثور ہے کہ صلی ابن مسعود بمنی مع عثمان اربعاً
فقیل لہ الم تحدثنا ان رسول اللہ صلعم صلی رکعتین و ابا بکر و عمر فقال بلی و لکن عثمان امام او اخالفہ
والخلاف شر واضح ہو کہ اس حدیث میں لفظ امام بسیاق لفظ شر کے معنی بادشاہ کی ہے اور صاحب تحفہ نے بھی عقیدہ
ششم باب ہفتم میں افادہ فرمایا ہے کہ امامت نزدیک اہلسنت بمعنے پیشوائی در دین اطلاق کنند الی ان
قال وگاہے امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند فتدبر

ما یعنی ابن مسعود نے (جو اصحابی کالنجوم کے نجم طالع ہیں) خلیفۂ ثالث کے ساتھ بمقام منیٰ (کہ وہ
حالت سفر میں تھے) چار رکعت نماز پڑھی آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ہمسے نقل نہیں کیا کہ رسول خدا اور شیخین نے دو رکعت نماز پڑھی
ہے ابن مسعود نے کہا کہ ہاں لیکن عثمان بادشاہ ہے کیا میں انکی خلاف کرنیوالا ہو سکتا ہوں حالانکہ بادشاہ کی خلاف کرنے میں شر و فتنہ ہے انتہی

اور مثل اسکی روایت مشکوۃ شریف کی ہے کہ ابن عمر خلیفۂ ثالث کیساتھہ چار رکعت بحالت سفر اور تنہائی مین دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے اور سیرت صحابہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر خدمت مین سلاطین وملوک اسلام کے ناجائز بلکہ موجب اہانت خدا قرار پا یا گیا ہے کہ جو شخص بھی ارادہ نہی عن المنکر کا کرتا تہا حضرات صحابہ سے تخویف کیجاتی تہی کہ خدا اہانت کرتا ہے اوسکی جس نے بادشاہ کی اہانت کی تو ایسے جلالت اور جبروت والے امرا اسلام جنکے فسق پر نہی کرنا عند الصحابہ موجب اہانت خدا کا تہا باقتضای زمانہ بنظر تحفظ نفوس واموال مومنین کے ایسے امراء جور واجب الاطاعۃ ضرور تو چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ و الخلافۃ مین زیاد بن کسیب عدوی تابعی سے منقول ہے قال کنت مع ابی بکرۃ تحت منبر ابن عامر وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال ابو بلال انظروا الی امیرنا یلبس لباس الفساق فقال ابو بکرۃ اسکت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ رواہ الترمذی اور یہ ابن عامر صحابی ہی جو طرف سے امیر معاویہ کی والی مصر وبصرہ تہا اور نام صحابی موصوف کا عقبہ بن عامر اور الجہنی باعتبار نسب کے ہے اور بنا بر افادہ صاحب تقریب یہ صحابہ مین فقیہ وفاضل کہا جاتا ہے اسوجہ سے کہ یہ از جملہ روسا محابہ مین امیر المومنین کے تہا اس روایت سے بھی تملک دنیا ہونا والیان معاویہ کا دلیل سلطنت امیر معاویہ کی ہے اور ظہور فسق اونکا ظاہر ہے

ترجمہ یعنی زیاد نے کہا کہ مین ابو بکرہ صحابی کے ساتہہ تحت منبر ابن عامر کے بیٹھا تہا جبکہ وہ خطبہ پڑہ رہا تہا اور یہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تہا ابو بلال نے کہا کہ دیکھو ہمارا امیر لباس فساق پہنتا ہے ابو بکرہ بولے ساکت رہو مین نے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تہی کہ جس شخص نے سلطان خدا کی زمین پر مسلط ہوا اہانت کی اوسکی اللہ توہین فرماتا ہے انتہی

شاید کہ فسق موجب تفقہ فی الدین ہوا ہو ویسے پانچوین بیعت آپکی بالکراہۃ خلفائی جور سے کر لینے تمامتر اشکالات کو رفع کرتی ہے جس کے جواز کی اسناد مفصلاً اصد سمین مذکور ہوئین حفظ

باب چہارم

ذکر امام حسینؑ کی بیعت اختیار نفرمانے مین ہے آپکا بیعت نکرنا اور امیر المومنین اور امام حسنؑ کا بیعت کر لینا علی ما نعمت لعامہ کسیطرح متبائن فی السیرۃ نہین ہو سکتا نہ حدیث الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان وحدیث ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ اہل زمانہ باہم معارض ہین کیونکہ باہم متعارض نہونا ہر دو حدیث کا تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت حقہ صادقہ ضرور اولاد ابو سفیان پر حرام ہے اور جہانتک کہ ثابت ہوا اونکی امارت دنیویہ ہی ہو سکتی ہے اوسمین بھی ریاست صادقہ دنیویہ بوجہ اونکی ضلالت اور تابع شریعت نہونے اور علی الاعلان فسق وفجور کرنے کے صادق نہین آسکتی ہے اور اونسے بیعت کرنا نفس فعل بیعت کے مصحح خلافت کسیطرح نہین کما ذکرت مکرراً کیونکہ فسق خلیفہ اور اوسکی بیعت عمل صحابہ وتابعین سے جمع ہونی پائی گئی ہین کما نبہت علیک مراراً آپس تناقص وتعارض ہی کیا ہو سکتا ہے اور تبائن فی سیرۃ الائمہ نہونا بیعت کرنے اور بیعت نکرنے سے اقسام خلافت وبیعت سے ہی ظاہر ہو چکا ہے اور جواب اسکا پانچ فصلون مین مذکور ہوتا ہے فصل اول جواب اجمالی مین فصل دوم جواب تفصیلی مین فصل سوم مین جواب آیات قرآنی سے دیا ہے فصل چہارم مین جواب لفظ بلفظ حسب احکام

ظاہری کے ہی فصل پنجم مین جواب حسب احکام باطنی کے دیا گیا ہے

فصل پہلی

اولاً اجمالاً حالی کہا جاتا ہی کہ حقیقت بیعت عہد خلافت یزید و عبدالملک کے تو معلوم ہوگی کہ اوسمین اقرار و معاہدہ عبدیت لیا جاتا تہا اور داغ غلامی بیعت کرنیوالون کے ہاتہون اور گردنون پر لگائے جاتے تہے اور امام حسین کا یہ فرمانا کہ لا واللہ لا اعطیتکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید اوسی بیعت کیطرف دلالت کرتا ہی جسمین مثل بندگان ذلیل مثل بہائم کے داغ لگائے جاتے تہے اور اقرار رقیت و عبدیت کا لیا جاتا تہا اور جس خلافت پر کہ بیعت امام حسین سے طلب کیجاتی تہی وہ عہدنامہ امیر معاویہ با امام حسن سے بالکل خلاف تہی اسلئے کہ بعد امیر معاویہ کے خلافت کا تقرر بر بناے شوری ہونا چاہیے تہا جو امیر معاویہ نے برخلاف اوس نامہ کے یزید کو خود رائی سے خلیفہ اپنا مقرر کردیا اور لوگون سے جبراً و کرہاً و تحذیراً عن الفتن بیعت لیلی جو یہ خلافت شرعاً بیعت طلب اور مستحق للبیعۃ قرار دیجاوی اور حدیث ابن عمر جو صدر مین گذری انکان بلاء صبرنا اوس بیعت بالکراہۃ والبلاء و تحفظاً عن الشرور کے تصدیق کرنیوالی ہی اور خلافت امام حسن تک بیعت مین یہ اختراع رقیت و داغ غلامی کا نہین ہوا تہا پس مابین سیر تہای

---

[۱] یعنے قسم بخدا مین اپنا ہاتہ تمہارے ہاتہ مین مثل ہاتہ دینے ذلیل لوگون کے ندونگا اور تم سے لئے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی [۲] اگر خلافت یزید کے بلا ہوئے تو ہمنے اوسکی ہاتہ بیعت کرلینے پر صبر کیا

ائمہ کے منافات بوجہ تغیر حیثیت معاہدہ بیعت کے نہین ہوئی ممکن ہی کہ یہ اعتراض اگر عہد
امامت امیر المومنین یا عہد خلافت امام حسنؑ علیہما السلام مین واقع ہوتا تو یقین ہے
کہ وہ حضرات بھی ہرگز اختیار نفرماتے جو یہ معاہدہ رقیت و داغ غلامی کسی ملت و دین
مین فی وقت من الاوقات انبیا نے بھی بحالت تابع سلاطین ہونے اور اپنے ضعف
و اضطرار کے کبھی جایز تجویز نہین فرمائی ہین تو امام پر ایسی بیعت کا لینا جو احاد الناس
کے لیئے بھی اہل اسلام سے کوئی تجویز نہین کرسکتا کس طرح اختیار کرنا تجویز ہو سکتا ہی
کہ بظاہر اسلام رقیت کا اقرار و اطلاق ہر مسلمان پر روا نہین ہو سکتا نہ غیرت عرفی نہ
حمیت شرعی اسکی موید ہو سکتی ہے اور علاوہ ناجوازی رقیت المسلم اور غیرت تامہ کے
دیکھا جاتا ہی کہ شخص واحد بھی باختلاف اوقات و ضرورت احوال متغیرہ کے متصدی
افعال متنوعہ کا ہوتا ہے اور بجا آیا حضرات ائمہ معصومین کے مطابق سیرت حضرات
مرسلین و بر طبق سنت ختم النبیین تھے اور انبیا علیہم السلام کے بھی حالات اور واقعات
باعتبار حوادث واقعہ کے یکسان حالت پر نہین رہی صدر مین گذرا کہ حضرات انبیاء
مین بعض جامع النبوۃ والامارۃ اور بعض صاحب الرسالۃ فقط ہوئے ہین اب ہم شئے
زاید کہا جاتا ہے کہ حضرات انبیاء مین مثل زکریا و یحیی کے جور امت سے شہید ہوئے
اور حضرت جرجیس پیغمبر فلسطین کو بادشاہ موصل نے طرح طرح کے عقوبات سے اور مہرق
سلطان بابل نے دانیال پیغمبر کو سخت ایذاؤن سے شہید کیا اور حضرت عیسی پیغمبر
کی رسالت پر انطیخس بادشاہ انطاکیہ بہدایت شمعون نایب عیسی کے ایمان لایا و بالآخر

وہ حضرت یہودیون کی شقاوت سے اس دار دنیا سے اوٹھا لیگئے اور بادشاہ انطاکیہ
کچھ بہی امداد نکرسکا اور نجاشی سلطان حبش رسالتمآب پر اسلام لایا مگر اعانت اسلام مین
کفار قریش کو مستاصل نکرسکا محاربات بدر و احد و خندق مین ہوا کین اور آخر حدیبیہ مین
صلح باہم اسلام و کفر کی بمذاق صاحب المدارج کے عجیب شنیع ہوگئی اوسکے بعد عزت و غلبہ اسلام
و حکم قتال و علی ہذا بعد رفع حکم تقیہ کے واقع ہوئی ہے اور بعض انبیاء مخالف ملوک سے ہے
جن مین اکثر قتل ہو گئے اور اکثر موافقانہ بسر فرماتے رہے حضرت یعقوب و حضرت ایوب
ازانجملہ ہین چنانچہ علماے سیر نے وجہ نزول مصائب حضرت ایوب مین لکھا ہی کہ جسوقت حضرت
شعیب دربار شاہ مین بغرض دعوت اسلام تشریف لیگئے تو حضرت ایوب اوسکی مجلس
مین رونق افروز تھے حضرت شعیب نے دعوت اسلام کی اور ملک نے ناشنوائی کی حضرت
ایوب نے کچھ تائید حضرت شعیب کے درباره دعوت اسلام کی نہ فرمائی کما فی تاریخ الکامل لابن
اثیر جو اس روایت سے مجلس ملوک کفرہ مین شریک ہونا انبیاء کا اور اونکے ساتھ معاشرت
رکھنا ثابت ہوتا ہی ایک کیخسرو بادشاہ مجوسی تھا جسنے چارسو نبی قتل کرڈالے پس کہان
معاشرت اور کہان مخالفت اور وہ معاشرت بہی کیسی کہ امر معروف ادا نکرین اور
مخالفت بہی کیسی کہ خود قتل ہوجاوین اور حفظ نفس کو جو واجب ہے بجا نہ لاسکین جو فرار
وغیرہ سے میسر آسکتا تھا یہان پر سیرتہاے مختلفہ انبیاء مین تباین کا احتمال کب ہوسکتا ہے
بلکہ ہر نبی کو جو مقتضاے وقت تھا بجالانا اوسکا حتماً لازم و واجب تھا انبیاء اللہ کی
سیرتون اور خصلتون اور عملون کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک وقت

مین عاجز و ناچار دوسرے زمانہ مین ذی اقتدار ہوئے ہین پس نبی واحد کی اون خصائل
و شمائل و اعمال و اقوال مین جو بزمانہ عاجزی اور مصلحت زمان کی اونسے ظہور مین آئے
اور وہ سیرتین اور خصلتین جو بزمان اقتدار بضرورت مقام اونسے ظاہر ہوئین اونمین
باہمد گر تناقض و تباعد و مباینت بوجہ تغیر مصلحت اوقات کے محظور نہین ہو سکتی یہی
حال سیر و آثار حضرات ائمہ کا ہے اور عہد رسالتؐ ختمی منزلت مین تمام احکام شریعت
قبل از ہجرت نازل ہو چکے تھے مگر حکم زکوۃ و مناسک حج و حکم قتال اوسوقتین بمعرض
التواء رکھی گئی جو نفاذ اونکا بعد از ہجرت سنہ ۲ ہجری مین بدر کبری سے شروع
کیا گیا چنانچہ تفسیر اتقان سیوطی مین منقول ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود
فی قولہ جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید قال السیف والایۃ مکیۃ
علی فرض القتال ما اخرجہ الشیخان من حدیثہ ایضاً قال دخل النبی صلعم
مکۃ یوم الفتح وحول الکعبۃ ثلاث مائۃ وستون نصباً فجعل بطنھا بعود
کان فی یدہ ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید وقال ابن الحصار قد ذکر اللہ الزکوۃ
فی السور المکیات کثیرا تصریحا وتعریضا بان اللہ تعالی سینجز وعدہ لرسولہ
ویقیم دینہ ویظھرہ حتی تفرض الصلوۃ والزکوۃ وسائر الشرائع ولم تؤخذ
الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف الی ان اورد من ذلک قولہ تعالی
واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ اور اسی قسم سے مکیہ ہی آیہ واقی ہدایہ

واٰخرون یقاتلون فی سبیل اللہ الآخرہ جو سورہ مزمل مین وارد ہی اور اوسوقت
حکم قتال نافذ ہے نہین ہوا تھا پس سیرت باہمدگر انبیا ہین تناقض یا تباین یا تخالف
اور امتثال امر شریعت مین حضرت رسالتؐ کے منافات کو یا اور کچھ کہا جا سکتا ہو بوجہ
تغیر احوال اور عدم مساعدت روزگار کے نہین کہا جا سکتا ہے نہ کلام ایزد باری پر
ایراد ہو سکتا ہی کہ قبل از وقت بصیغہ مضارع یقاتلون فی سبیل اللہ کیون حکم نازل کیا
اور آیہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات الی قولہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منہم عذابا الیما تو بعد از نزول آیات قتال و بعد از نفاذ جہادات
شتے صلح حدیبیہ کے مصلحت مین خود خداوند تعالے نے ہی نازل فرمائی ہی پس چاہئے
کہ احکام خداوندی مین بہی تشتت اور تباین اور تناقض کا اعتراض وارد کیا جاوے
جو عین کفر ہے اور اصل مایہ المدعا اس شان نزول آیات سے تغیر حالات زمان کو
دکھلاتا ہے کہ حضرت رسالتؐ نے باوجود نزول حکم قتال کے قبل از ہجرت جہاد نکیا
اور بعد ازان اختیار کیا اور ہر دو عمل پیغمبر کو متباین نہین کہا جا سکتا ہی پس اسیطرح

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۹ ملخص ترجمہ یہ ہے کہ آیہ جاء الحق حکم قتال مین ہے اور یہ مکیہ ہے اور رسول خداؐ جب یوم فتح داخل
مکہ ہوے تو اصنام جو گرد کعبہ تھے اُس چھڑی سے گرائے جاتے تھے جو آپکے ہاتھ مین تھی اور آپ یہ آیہ قتال کا ملحق
تلاوت فرماتے جاتے تھے (جس سے معلوم ہوا کہ بعد انقراض زمان نزول حکم جاری فرمایا گیا) اور ماجی جائے نے
کہا کہ اللہ تعالے نے زکوۃ کو سورہ تہائے مکیہ مین بیان فرمایا ہے بہت جگہ اجمالاً و تصریحاً اور یکہ
قریب وعدہ پورا کریگا اللہ اپنے رسول کے واسطے اور دین قایم کریگا اور ظاہر فرماویگا یہانتک کہ
نماز و زکوۃ اور تمام احکام مفروضہ شریعت فرض کئے گئے اور زکوۃ نہین لیگئی مگر مدینہ مین ۔ اگر کفار مین مرد و عورتین مومنہ
ملی ہوئی نہوتین الی قولہ اگر مومنین مشرکین سے جدا ہوجاتے البتہ ہم مشرکین پر عذاب الیم کرتے اور محتمل ہی کہ مراد یہی ہو کہ اگر اصلاب
کفار مین مومن نہوتے اور اگر پیدا ہوکر جدا ہوے تو ہم کفار پر عذاب دردناک کرتے

اگر ایک وقت مین حضرت امام حسن نے مصالحت کو اختیار کر لیا اور دوسرے
وقت مین امام حسین نے اوسکو اختیار نفرمایا تو ہر دو امام کے اختیار کرنے نکرنے
پر (مثل سنن مختلفہ پیغمبر کے جو ایک وقت مین جہاد نکیا اور زکوۃ کے احکام
جاری نفرمائے اور مناسک حج ادا نہ کئے اور دوسرے وقت مین وقتاً فوقتاً جاری
کئے اور پھر بعد از نفاذ جہاد کے حدیبیہ مین صلح فرمائی و پس ازان وہی احکام جہاد
جاری کردیئے اس انقلابی حالت مین باقتضاے وقت) کچہ اختلاف عملی نہین کہا
جاسکتا ہے ۔ و اندر آن کس کہ فصاحت بکلامی دارد + ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامی
دارد ۔ اور جس طرح ان للامام ان یعقد الصلح قاضی عیاض نے بعض اور آیات
قتال کے فرمایا ہے یہانپر باتباع حکم قتال کے کہا جاتا ہے کہ کافی حق امام کو پہنچتا ہے
کہ علی ما رآہ مصلحۃ للاسلام قتال کو باوجود قلت انصار کے اختیار
فرماوے وانکان لایظہر ذلک لبعض الناس وفی بادی الرای ایضاً
وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا اولتحصیل مصلحۃ اعظم
منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک بل اقول ان للامام ان یجاہد مع
قلۃ الانصار علی ما رآہ مصالح لبقاء الاسلام وانکانت لاتظہر لبعض
الناس فی بادی الرای وفیہ مفسدۃ بینۃ لدفع المفاسد التی تکون اعظم
منہا ولتحصیل الفوائد الاقصی منہا اذا لم تکن تلک المصالح الا بذلک
اور مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ جس طرح قاضی عیاض اور اونکے اہل النحلہ کے مذہب

مین امام کے لئے صلح کر لینا مشرکین سے بنا بر مصلحت واحدہ خفیہ کے جائز ہے اگرچہ اوس صلح مین مفسدہ یسیرہ ہو بغرض دفع کرنے اوس مفسدہ کے جو اوس مفسدہ صلح سے زیادہ ہووے یا واسطے تحصیل ایسی مصلحت کے جو وہ مصلحت اوس مفسدہ سے زیادہ ہووے اور وہ مصلحت زیادہ نہوتی ہو مگر جبکہ وہ صلح مفسدہ والی اختیار نکیجاوے تو مین کہتا ہون کہ امام کے لئے حق پہنچتا ہے یہ کہ جہاد معہ قلت انصار کے بنا بر بلا خطہ مصلحت بقاے اسلام کے فرماوین اگرچہ وہ مصلحتین بعض لوگون پر سرسری نظر مین ظاہر نہون اور اگرچہ اوس جہاد مین مفسدہ ظاہر اپنے تلف نفس و تاراجی خانمان کا ہووے بغرض دفع کرنے بہت سے مفاسد کے کہ جو اسلام مین طاری ہونیوالے زیادہ اوس سے ہون اور واسطے حاصل کرنے بہت سے فائدون کے کہ جو نہایت درجہ کے اوسکے مقابلہ مین ہون اور بلا اختیار کرنے اوس مفسدہ بینہ کے وہ فوائد حاصل نہو سکتے ہون اور جو طریقہ آثر سنت امام حسین کو در بارہ جہاد و عدم بیعت کے دیکھا جاتا ہے تو آپنے ایسا ہی اختیار فرمایا کہ اگر آپ تلف نفس و تاراجی خانمان کو اختیار نہ فرماتے تو تمام ریاضت نبوت حضرت رسالت کی برباد ہوجاتی اور اسلام منقلب بکفر صریح ہو جاتا اور فوائد اقصی بھی حاصل نہوتے۔

فصل دوسری

اب ہم جواب تفصیلی کو بعض دفع مفاسد عظیمہ اور بعض تحصیل فوائد فخیمہ کے بیان سے بھی شروع کرتے ہین کہ دین حضرت رسالت صلعم مین کہ جسکا بقا و نفاذ تا قیامت ثابت ہے اور بعد ختمی نبوت کے

بموجب حدیث متواتر و مشہور انی تارک فیکم الثقلین اہلبیت و عترت پیغمبرؐ مین اصحاب
کساؑ بس چار باقی رہے تھے جنکے ساتھہ حکم تمسک کرنیکا امت کو دیا گیا ہی کیونکہ شان نزول
آیہ تطہیر سے بروایت صحیح ترمذی دریافت ہوا کہ رسول خدا نے بس انہین چار پر انحصار
اپنے اہلبیت کا بقولہ ہولاء اہلبیتی فرمایا اور جو ام المومنین ام سلمہ نے اپنا شامل ہونا
اوس کساؑ مین چاہا تو آنحضرت صلعم نے انتِ علی خیر فرما کر شامل کساؑ نہ فرمایا اور وہ چار علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی تھے نہ غیر اونکے اور رسول خداؐ نے بارہا حکم تمسک کرنے ثقلین کا امت
کو ارشاد فرمایا ہے حتے کہ آخر تکلم رسول امم یہ ہی وصیت تھی کما فی الصواعق المحرقہ پس
بعد وفات سرور کائناتؐ کے زمانہ دوّار نے بفحواے آیہ افائن مات او قتل[۱]
انقلبتم علی اعقابکم کے ظہور انقلاب دکھلایا کہ بیعت سلاطین کی جبراً و قہراً ابتدائی شروع
ہو گئی اور ان سلاطین کو خلفاے دینی اعتقاد کرنا بالحتم قرار پا گیا تو اوسوقت منقلب مین
جناب امیر و حضرت امام حسن علیہما السلام نے بملاحظہ قہر و استیلاء و تہدید احراق بیوت کے
اور نیز بلحاظ مغلوبی قوم انصار کے کہ سعد بن عبادہ کو پایمال کر ڈالا اور اوس صحابی بدری
کے حق مین قتلہ اللہ کہا گیا مصالحت اختیار فرمائی تھی اور جناب سیدہ نے بمصداق روایت
بخاری لم تتکلم حتے ماتت کے خلیفہ وقت کی اطاعت و بیعت وغیرہ ولو کانت علی السلطنۃ
ہرگز قبول نہ فرمائی اگر جناب سیدہ کے عقیدہ مین خلیفہ سقیفہ کی امارت حقہ و امامت دینیہ
و خلافت صادقہ ہوتی تو بنا بر حدیث متفق علیہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

---

۱ پس اگر پیغمبر وفات پاوین یا قتل کیا جاوین تو تم اپنی ایڑیون پر پچھلے پاؤن اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ گے

مِيتَةً جَاهِلِيَّةً کے بیعت خلیفہ سقیفہ مین کبھی درنگ نہ فرماتین چہ جائیکہ ترک بیعت حَتّٰى مَاتَتْ پس امر خلافت مین طریق واضح مذہبین کی نظر مین ملتبس رہا اور یہ اونکو اپنی کتب صحیحہ سے منکشف نہ ہوا کہ جناب امیر نے مصالحت یا بیعت بلحاظ اونکی خلافت حقہ دنیویہ کے بالرضا فرمائی تھی کما نقل السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن الحجر فی الصواعق المحرقہ قال[1] لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَا رَضِيَ بِهِ النَّبِيُّ لِدِيْنِنَا یا بوجہ اضطرار کے جیسا کہ بخاری نے نقل کیا ہے فلما[2] ماتت (فاطمة) انصرفت وجوه الناس عنه (عن علی) الی ان روی فلما رأی علی انصراف وجوه الناس عنه ضرع الی مصالحة ابی بکر الخ یا آپنے بغرض و غایت محافظت وبقاے نام اسلام اور بخوف ارتداد کے اونسے مصالحت کو مخالفت سے بدل فرما دیا جیسا کہ ابن عبد البر صاحب استیعاب نے ترجمہ رفاعہ بن رافع انصاری مین نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب امیر[3] اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ رَسُوْلَهٗ قُلْنَا نَحْنُ اَهْلُهٗ وَاَوْلِيَائُهٗ فَلَا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَهٗ اَحَدٌ فَاَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَيْرَنَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ الْفُرْقَةِ وَاَنْ يَّعُوْدَ الْكُفْرُ وَيَبُوْرَ الدِّيْنُ لَغَيَّرْنَا فَصَبَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الْاَلَمِ الحدیث یا بنابر خلافت حقہ دینیہ کے

---

[1] تحقیق رسول خدا نے حکم دیا ابو بکر کو یہ کہ لوگونکو نماز پڑھا دین لہٰذا ہم راضی ہوے اپنی دنیاوی خلافت پر ابو بکر کیلیے جو رسول خدا ہماری دینی عبادت کیلیے راضی بامامت ابی بکر ہوے تھے [2] یعنی جب سیدہ کی وفات ہوگئی تو لوگون نے روگردانی جناب امیر سے کی سو جبکہ دیکھا آپنے تو مصالحت ابو بکر پر مضطر ہوگئے [3] بدرستیکہ اللہ جبکہ حضرت محمد کو اٹھا لیا تو ہمنے کہا کہ ہم اہل اور اولیا پیغمبر کے ہین ہم سے کوئی نزاع نہ کریگا پس ہمپر ہماری قوم نے انکار کیا اور ہمارے غیر کو والی قرار دیدیا قسم بخدا اگر خوف تفرقہ اسلام اور عود کفر اور بربادی دین کا نہوتا تو البتہ ہم بدل ڈالتے اور تبدیل قسم کر دیتے پس ہم نے صبر ہی بعض الم پر اختیار کیا بسبب خوف اوسکے۔

جسکے ثبوت مین اجتک کوئی قول کوئی حدیث کوئی کلام ماثور نہین ہے بعد اسکے زمانہ
عہد خلافت شاہ ولایت ونیز عہد امامت امام حسنؑ سبط رسالت منقرض ہوگیا اور
اوس انقلاب زمان نے پوری ترقی حاصل کرلی اور شباب ایام الف شہر کا شروع ہوگیا
کما قال اللہ تعالے لیلۃ القدر خیر من الف شہر وقال انا اعطیناک الکوثر محدث
جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ مراد الف شہر سے زمانہ خلافت بنی امیہ کا
ہی اور رسول خدا کو بنظر تسلیہ خاطر کوثر عطا ہوا ہے جو آپ کو بمعاینہ تسلط بنی امیہ کے بعالم
خواب حزن وملال عارض ہوا تہا جس سے معلوم ہوا کہ نظام عالم مین حکمرانی بنی امیہ کے
مقدر بالحتم ہوچکی تہی اور رسول محبوب خدا کے رفع ملال کا تسلیہ کوثر کی عطا سے کیا گیا
مگر بنی امیہ کی ریاست کو ملتوی یا برطرف نہین فرمایا اور امارۃ بنی امیہ کے شرور اور فتن
جو اخبار ملاحم مین ماثور ہین اور ظہور مصائب ومحن اونکے جبروت سے جو اہل زمین کو پہونچے
اور انقلاب شریعت جو اونکے اثار سے ہوا وہ زمانہ پر مخفی نہین ہین کہ اونکا سلوک طریقہ سیہم
اور اونکی سیرت ظلمت شیم اور اونکی تقلیب ضلالت صمیم تہی اور کلام منقول فضل فاضل
صاحب ابطال الباطل کہ عامۃ الناس یاخذون المذاہب من السلاطین
وسلوکہم والناس علی دین ملوکہم الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل
ماھم ہی عادۃً ورسمًا وطوعًا وکرہًا مسلم ومتحتم ہے پس اونکا زمانہ پراز جور وجفا و

ع ا عام الناس سلاطین کا ہی مذہب اختیار کیا کرتے ہین اور اونہین کے مسلک پر سلوک کرتے ہین اور
آدمی دین ملوک پر ہی ہوتے ہین مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ بجا لائے ہین اور وہ
بہت تہوڑے رہنا

مخالف شریعت غرّا ضلالت افزا اخبار و واقعات ضرور ہوا ہے اگر مثالب امراء بنی امیہ مین
کچھ احادیث صحاح کی نقل کیجاوین تو اصل مقصد سے بعید ہوجاتا ہے فمن شاء فلیرجع الی
کتب الامارۃ والخلافۃ وکتب الفتن والملاحم من صحیح البخاری والمسلم اور واسطے
ابقاے اسلام و ادامت شریعت خیر الانام ضرورت تھی کہ ایسا شخص جو ماحی بدعات
اور نافی ضلالات اور محرف محدثات و مصرف مبطلات بنی امیہ ہووے اور جو مصداق
حتے یمیز الخبیث من الطیب کے فاروق حق و باطل اپنی سیرت واثر سے ہوجاوے
منجانب شارع مامور ہو اور اہل عالم کو اپنے طریقہ عمل سے بتلا دے کہ راہ مستقیم کہان ہے
اور شرور کی راہین کونسی ہین اور مامور ہونا من جانب الشارع حدیث فی کل خلف من
امتی عدول من اہل بیتی ینفون عن ہذہ الدین تحریف الضالین وانتحال
المبطلین وتاویل الجاہلین کما فی الصواعق المحرقہ سے بخوبی واضح ہے اور اوسوقت
مین بعد وفات شاہ ولایت اور سبط اکبر نبوت پس امام حسین ہی بقیۂ اصحاب کساء تھے
جو یہ عہدہ تحریف ضالین کا اوسوقت مین آپکی ذات سے مختص ہوگیا تھا اور حالت یہ تھی کہ عامۃ
الناس باعتقاد صحیح اوسکو خلیفہ برحق و امام صدق علی العموم سمجھنے لگے تھے کہ جس کے
ہاتھہ پر بیعت کرنا جبراً طوعاً رضاً جس طرح پر ہو واقع ہوجاوے پس اہل انصاف تجویز
فرماوین کہ کیا سبیل تھی تحریف ضالین اور انتحال مبطلین اور ابطال خلافت مضلین

لہ یعنے ہر پچھلے زمانہ مین میری امت مین عدول میرے اہلبیت سے ہونگے پس وہ دور کرینگے اس دین سے تحریف و تبدیل گمراہون کو اور مبطلین ومفسدین کی اوس نسبت کو جو وہ اپنے حق مین کہین گے کہ ہم خلفائے نبی ہین اور جاہلون کی تاویلات کو انتہے

سبد عین و محدثین کے اگر امام حسینؑ بقیۂ اصحاب کیسا بیعت یزید کی اختیار فرما لیتے اور نفی تحریف و تصحیف و تاویل کو بجا نہ لاتے تو کیا یہ اسلام اور یہ ایمان جو آج دنیا میں فرق شیعہ میں پایا جاتا ہے صفحۂ عالم سے یک لخت برخاست نہو جاتا اور تمام محنت رسالت برباد نہو جاتی اندرین صورت اصحاب نصفت ہرگز یہ تجویز نہ کرینگے کہ سوائے ابطال خلافت اور انکار بیعت اہل بدعت کے کوئی سبیل ابطال باطل و احقاق حق کی ممکن تہی بلکہ اسلام میں آیندہ کے لئے اگر امام حسینؑ بیعت اختیار کر لیتے تو دیگر حضرات ائمہ طاہرین کا قول جنکو درجہ صحابیت میں نہیں لیا گیا کب قابل پذیرائی ہوتا حالانکہ اسوقت تک جناب امیر کے فتوی کو بہی بمقابلہ رجل بوال علے عقبہ کے ترک کیا جاتا ہے کما فی نور الانوار فی اقسام السنۃ من شاء فلیرجع الیہ یہ ترک کرنا قول جناب امیر تو چشم انصاف میں علے الرغم پایا ہی جاتا ہے مگر امام حسین کی بیعت یزید کی خلافت پر اسلام کو ضرور مستاصل کرنے والی تہی اسی لئے بغرض ادامت ایمان و ابقاے اسلام و شریعت خیر الانام کے خروج فرمانا خلیفہ مجمع علیہ پر آپنے بغرض ابطال خلافت اجماعی و ریاست قہری کے واجب سمجہا اگرچہ اوسکا نتیجہ تلف نفوس و تاراجی خانمان تہا اور وہ پیش نظر بہی تہا مگر اسکو بمقابلہ مصلحت بقائے اسلام کے سہلتر گردانا اور بقاے دین محمدی کو گران تر ولقد ما احسن ما قال من قال ؎ سر داد و نداد دست در دست یزید؛ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین کیونکہ اوسوقت میں خلافت یزید پر موجود ین صحابہ نے جنمیں بدریین و رضوانین و سابقین و مہاجرین و انصار و الذین اتبعوہم حاضرین سقیفہ و تابعین خلیفہ بہی شریک ہو گئی تہی

اور عبد اللہ بن عمر اپنے حشم و خدم بلکہ اہل عالم کو یزید کی مخالفت پر تخویف فرما رہے تھے کہ مین نے سنا ہے کہ رسولخدا صلعم فرماتے تھے ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ اور اس حدیث کو انحراف بیعت یزید پر اس طرح منطبق کرتے تھے کہ ہمنے یزید کی بیعت کر لی ہے اور مین نہین دیکھتا ہون اس انحراف سے زیادہ کوئی عذر کہ ایک شخص کی بیعت کیجاوے پہر اوسی شخص سے مخالفت و محاربت کرین انتہے اس تمام قصہ تخویف کو امام بخاری نے نافع سے نقل کیا ہے تو خلافت حقہ دینیہ نظر عوام و گروہ انام مین بعد اس اجماع صحابہ و تخویف غدر صحابہ لامحالہ حق خالص ملوک جبابرہ و سلاطین فجرہ و امراے فساق و اصحاب نفاق کا قائم و مستحکم قرار پاتا اور انحراف کو اونکی امارت سراسر ضلالت سے موجب غدر اعظم حسب تہدید صحابی معظم جزماً و یقیناً سمجھا جاتا پہر تو سیرتین اور خصلتین اون خلفاے جبائرہ اور امراے فسقہ کے اگر امام حسین کا جہاد اور اختیار فرمانا مصائب کا درمیان مین نہوتا ضرور واجب الامتثال ہوکر تمام امت مین داخل دین رسالت اور اون اصحاب فجور کی اطاعت فی المعصیۃ و سنت و سیرت مشحونہ الضلالۃ عین عبادت رب العزت و ہم درجہ سنت ختمی منزلت اور ہر قول و ہر فعل فجرہ فسقہ کا سلف سے خلف تک مستحبات اور واجبات مین شمار ہوا کرتا پس ایسی حالت التباس و امر حق دور از قیاس مین اگر اصحاب کسا کلہم اطاعت و مصالحت کے لباس مین خلفاے وقت سے معاشرت رکھتے تو کیا کیا کچہ اصل شرع مین افراط و تفریط مستقر و قایم ہوتا اور سراغ حقیقت دین سید

ہر غادر اور بدعہد کا بروز قیامت جھنڈا نصب ہوگا۔

خدا کا روز قیامت تک دقیق نظروں کو بھی نہیں ملتا اور حضرات ائمہ طاہرین آخرین کی کوئی بھی نہیں سنتا کہ اونکو بھی بسبب استیلاے بنی امیہ و بنی عباس کے حق تصرف کا فی امور الرعایا میسر نہیں آیا جو اونکی شوکت سے لوگ شنواے حق ہوتے یہ امام حسینؑ کا ہی کام تہا کہ باوجود قلت اعوان دین خدا کو تہام لیا اور حق کو باطل سے اپنے طریقہ عمل محاربت و خروج علی الخلیفۃ المبتدعیہ سے متمیز فرمادیا اور یہ تمیز بین الحق والباطل کبھی بھی حاصل نہوتے تا ہنگامیکہ امام حسینؑ اس بار عظیم شہادت کو اختیار نہ فرما لیتے ولقد ما احسن ماقال من قال سے کارے کہ حسین اختیار کردی ٭ در گلشن مصطفےٰ بہارے کردی از ہیچ نبی بسر نیامد این کار ٭ واللہ کہ ای حسین کارے کردی

فصل تیسری

آپکے عدم بیعت اور قصدی محاربت میں اور بھی وجوہ عدیدہ و اسباب سدیدہ اور تحصیل فوائد جدیدہ ہیں لاکن یہاں پر آیات سے شروع کیا جاتا ہی فوائد جدیدہ باسناد اخبار کے بعد ازان نقل کیجائیگی ازانجملہ قولہ تعالے و تبارک مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ الآیۃ[1] جبکہ مصیبت کا مقدر ہونا پیدایش سے پہلے بنص قرآن مقرر ہو چکا تہا اور امام حسینؑ کو اس واقعہ سے اطلاع دیگئی تہی اور اوسکی قبولیت کا میثاق لیا گیا تہا کما یاتی بیانہ لہذا

[1] یعنی کوئی آفت ملک میں اور تمہاری جانوں پر نہیں پڑی مگر وہ لوح تقدیر میں لکھی گئی پہلے انکی پیدایش سے اور یہ خدا پر آسان ہے نعم

آپ بعلم تقدیر مذکور کے جوابات میں اپنے خیر اندیشون کے اسی آیہ وافی ہدایہ کے مفہوم
اور ماحصل اور معنے کو مختلف الفاظ مین ادا فرماتے تھے چنانچہ وقت نہضت فرمانے
کے جب ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا کہ مین نے تمہارے دادا رسولخدا سے سنا ہے
کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض عراق مین قتل کیا جائیگا اوس جگہہ کو کربلا کہتے ہین پس ای بیٹا مجھے
اپنے سفر عراق سے غمناک نکرنا آپ نے فرمایا یا اماہ[۱] وَاَنَا وَاللّٰہِ اَعْلَمُ ذٰلِکَ وَاِنِّی مَقْتُو
لٌ مَحَالَۃَ وَلَیْسَ لِیْ مِنْ ھٰذَا بُدٌّ وَاِنْ لَمْ یَخْرُجْ اِلَی الْعِرَاقِ یَقْتُلُوْنِیْ اَیْضًا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ
لَاَعْرِفُ الْیَوْمَ الَّذِیْ اُقْتَلُ فِیْہِ وَاَعْرِفُ مَنْ یَقْتُلُنِیْ وَاَعْرِفُ الْبُقْعَۃَ الَّتِیْ اُدْفَنُ
فِیْھَا وَاِنِّیْ اَعْرِفُ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَھْلِبَیْتِیْ وَقَرَابَتِیْ وَشِیْعَتِیْ الروایۃ اور بطن عقبہ
مین جبکہ عمر بن یوذان نے سفر بجانب کوفہ سے منع کیا اور حالات آمادگی اہل کوفہ بیان
کیے تو آپنے یہ فرمایا کہ لَیْسَ یَخْفٰی[۲] عَلَی الرَّاْیُ اور فرمایا وَاللّٰہِ لَایَدَعُوْنَنِیْ حَتّٰی یَسْتَخْرِجُوْا ھٰذِہٖ
الْعَلَقَۃَ مِنْ جَوْفِیْ کما فی اعلام الوریٰ اور یہ روایت ناسخ التواریخ مین بسند دیگر بدین
الفاظ ماثور ہے کہ لَیْسَ یَخْفٰی[۳] عَلَیَّ الرَّاْیُ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَایُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِہٖ الخ
اسجو کوئی اپنی تدبیر یا کسی حیلہ وغیرہ سے بچنا چاہیئے تو حکم الٰہی خالی نہین جاتا ضرور

---

[۱] یعنے ای نانے صاحبہ اور مین بھی قسم بخدا جانتا ہون کہ لامحالہ مین قتل ہونگا اور اوس سے مجھے کوئی چارہ نہین ہے اور اگر مین عراق کو نہ جاونگا تاہم مجھے وہ قتل کرینگے اور مین قسم بخدا البتہ جانتا ہون اپنے روز قتل کو اور اپنے قاتل اور مقتل کو اور اپنے مدفن کو اور مین جانتا ہون ان ملاعنہ کو جو قتل کرینگے میری اہلبیت اور میرے قرابتدارون اور میرے شیعونکو الخ
[۲] یعنے مجھپر یہ رائے مخفی نہین ہے قسم بخدا وہ لوگ نہین اینگے مجھے نہ چھوڑینگے یہان تک کہ میرا دل یا فرمایا میرا جگر میرے جسم سے نہ نکال لین [۳] یہ امر مجھپر پوشیدہ نہین ہے لاکن اللہ تعالے اپنے نفاذ حکم مین مغلوب نہین ہوتا ہی انتہے

اسپر جاری ہوتا ہی اور اسی طرح آپنی اپنی ہمشیرہ صدیقہ صغری زینب کبری سے تسلیتہً
ارشاد فرمایا کہ یا اختاہ کل الذی قضی فھو کائن اور مخفی نرہے کہ مابین مَنْ
یَعلَم وَمَن لَایَعلَم کے بہت فرق ہے عارف امور شدنی کا وہی کیا جاتا ہی کہ جو قضاو
قدر پر رضا و تسلیم اپنا شعار رکھتا ہووے اگر اعرف امور شدنی سے گریز کر جاوے وہ
حکم بقدر تو محو نہوگا بلکہ ضرور جاری ہوگا مگر صابرین کی فہرست سے نام اوسکا محو وحک
کردیا جاتا ہے کما فی روضۃ الشہدا فی قصۂ زکریا علیہ السلام کہ از سرادقات غیبی ندا
بزکریا رسید کہ ہا تا نوانی فغانی و آہے بکنی کہ نامت از جریدہ صابران محو کنم انتہے اسمقام
پر شبہ مشہور کو رفع کرنا ضرور ہے اور وہ مسئلہ جبر و اختیار مین ہی کہ جو ہر موقع پر شتبہ
ہوتا ہے یہا پر اسیقدر رفع شبہ کافی ہے کہ نزول مصائب و ورود بلایا کا سبب
دو وجہ پر پایا جاتا ہے ایک موافق اس آیہ کریمہ الا فی کتاب من قبل ان نبرآھا[1]
کے دوسرے بر طبق مفاد آیہ وافی ہدایہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
ویعفو عن کثیر کے اور دونون مقام پر نزول بلایا کے تقدیم نہین ہوا کرتی تا نکا[2]
موافق الا فی کتاب من قبل مین فائدہ فرید اس مصیبت سے جو مقرر ہوئی ہے اوسکے
یا اوسکے منصب کے لئے مقدر نہو جاوے اور دوسری جگہ کسب اعمال کو بعد نہ قبل
حدوث اوسکے لان اللہ لیس بظلام للعبید آیات قرآنی سے ثابت اور متحقق

[1] یعنے ای خواہر وہ امر کہ حکم قضا اوسپر جاری ہوگیا پس وہ ضرور ہونیوالا ہے انتہی۔ [2] تمہین کوئی مصیبت نہین پہونچتی مگر وہ جو تمہارے ہاتھون نے کسب کیا ہے اور اللہ بہت سے کسب معاصی سے درگذر بھی فرما دیتا ہی۔ [3] اسلئے کہ اللہ ظالم اپنے بندون کے حق مین نہین ہے۔

ہی اور دوسری آیہ کے مفاد سے ظاہر ہے کہ نزول مصائب کا مکافات اعمال نہین
کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور اس شہادت امام حسینؑ کے بعض مقاصد و نکات جو
بیان ہوئے اور جو بعض آیندہ بمعرض تحریر آتے ہین وہ نزول مصائب کی وجہ کو بخوبی
منکشف کرنیوالے ہین کہ خداوند تعالےٰ انبیا اور اولیا پر جو مصائب مقدر کرتا ہے
سبب اُسکا فائدہ مزید سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ فائدہ مصیبت زدہ کی ذات سے
متعلق ہو یا اُسکے منصب و رعہدہ کے مقتضی ہو و دوسری آیہ قل ان کانت لکم الدار
الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظلمین سے شبہ وارده رفع
ہوتا ہے اس آیہ کے مفاد سے و نیز آیہ قُلْ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ
اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ کے معنے سے مستدرک
ہوتا ہے کہ موت سے بھاگنا اور کراہت کرنی ظلم ہے اور تمنا کرنا موت کا عند اللہ صادقین
کا مرتبہ ہے نہ عامۃ الناس کا اور جنکے لئے دار آخرت ہوتا ہے اور وہ عارف مایکون
ہوتے ہین وہی لوگ موت کی آرزو کیا کرتے ہین اور اسی تمنائے موت کے معنے مین صحابہ
عظام سے معاہدہ بیعت لیا جاتا تھا کما فی المسلم فی روایۃ سلمۃ انھم بایعوہ یومئذ ای
یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ عَلَی الْمَوْتِ اور مفسرین نے مثل علامہ زمخشری و ثعلبی و امام الرازی

[1] کیونکہ مفاد آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ کہوا ے پیغمبر کہ اگر دار الآخرۃ اللہ کے نزدیک مخصوص تمہارے لئے ہی اور دیگر مردمان اُس سے بے نصیب ہین تو تم موت
کی آرزو کرو (تا کہ بہشت مین پہونچ جاؤ) اگر تم سچے اپنے دعوے مین ہو اور وہ لوگ دعوی کرنیوالے دار آخرۃ کا ہرگز موت کی کبھی تمنا
نکرینگے بسبب اُس سیکاری کے جو اُنکے ہاتہون نے اقدام اُسکا کیا ہی اور اللہ خوب جانتا ہی ظلم کرنیوالونکو انتہٰے۔

[2] کہو اے پیغمبر یہودیون کو اگر تمنے زعم کیا ہی کہ ہم اللہ کے دوست ہین نہ اور لوگ پس تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

ونظام الدین نیشاپوری وقاضی بیضاوی ومسعودی وبغوی صاحب معالم التنزیل
کے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ کان علی رض یطوف بین الصفین بصفین
فی غلالۃ فقال لہ ابنہ الحسن علیہ السلام ماھذا زی المحاربین فقال علیہ السلام
یا بنی لا یبالی ابوک سقطت علی الموت او سقط الموت علی وزاد الحافظ ابونعیم ابن
ابی الحدید لسندہ فی ہذا الکلام واللہ ان ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی
بثدی امہ اور اس آیہ کریمہ سے مفرورین جہاد کا موت سے ہرب کرنا دلیل اونکے ظالم ہونیکی
ہوپائی گئی اور ظالم کو بحکم لا ینال عہدی الظلمین کے منصب امامت نہین پہونچتا ہے پس
جو لوگ کہ غزوات سے بھاگے وہ ظالم تہے نہ امام عادل اور امام حسینؑ نے موت سے فرار نہین کیا
اور مثل شیر خدا کے بقولہ سقطت علی الموت او سقط الموت علی کے مصداق ہوکر اپنے کو امام
ہونا ثابت کر دیا اور مدارج صادقین کو تمنائے موت سے زینت فرمادی پس امام حسینؑ کا
موت کی طرف جانا ممدوح ہے نہ معیوب اور یہ فعل بنا بر آیہ کریمہ شریفہ کے ہے اور یہ منافی قولہ
تعالے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے نہین کہا جاسکتا چند وجہ سے ازانجملہ اس
تہلکہ سے حکم حذر کرنے کا ہے کہ جس مین سوائے ہلاکت کوئی فائدہ ظاہری یا باطنی نہو
مثل خودکشی کے اور بلا ضرورت کے وہ عمل کرنا کہ جو تلف جان ومال کا باعث ہو اور ثواب
اوسپر مترتب نہ ہو بلکہ عدم فعل اور عدم اظہار کسی قول اعتقادی کا مرخص ومبلح ہو وے

لہ یعنی جناب امیر جنگ صفین مین دونو صفونکے درمیان باریک لباس پہنے ہوئے پہرا کرتے تہے امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یہ محاربین کی شان سے نہین فرمایا کہ
اے پسر تیرا باپ نہین کہتا ہے خواہ مین موت پر گر جاؤن یا موت مجھپر گرے قسم بخدا ہر آئینہ پسر ابوطالب موت سے اس طرح کھیلتا ہے
جیسے طفل شیر خوارہ اپنی ماں کی پستان سے کھیلے کرتا ہے انتہی ۔ لہ ترجمہ صفحہ ۲۵ پر گذرا

تو ایسے عمل سے حذر کرنا تحت حکم آیہ ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکہ کے آسکتا ہی اور
اسی بے سود موت کیلیے کہا جاتا ہے سہ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ؛ تو مرو در دہان
اژدرہا۔ کیونکہ دہان اژدر مین بالقصد جانے اور مرجانے سے جزا اور مدارج علیا نہین
ملتے بلکہ موجب مواخذہ اخروی ہے لہذا یہ آیہ اس مقام پر صادق نہین آتا اور نہ جو حضرات
انبیاؑ و مرسلین ظلم و تعدی منکرین اور اشقیاے امت کے ہاتھہ سے بجرم دعوت اسلام کے
شہید ہو گئے وہان بہی بدلیل آیہ شریفہ کے کہا جاسکتا ہے کہ بجاے دعوت اسلام کے
اپنے گہر خاموش کیون نہین بیٹھے رہے اور اگر دعوت کرنے اسلام کی واجب تہی بعد اداے
حق دعوت فرار کیون نہین فرمایا اور ایسے موقع پر کیون نہین چہپ رہے جو قاتلین کو اون
مواقع پر دسترس نہوتی یہ سفسطیات جو امام حسینؑ کی جناب مین عاید کیجاتی ہین وہ سب
اون حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان مین بدرجہ اولی صادق آسکتی ہین جنکا ذکر آیہ شریفہ
ویقتلون الانبیاء بغیر حق مین آیا ہے تیسرے آیہ وافی ہدایہ ولنبلونکم[1] بشیٔ من
الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا
اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم
ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ہے ہونہ اسکی آیات دیگر مین جنسے ضروری ہونا امتحان
اہل ایمان کا پایا جاتا ہے قال اللہ تعالی احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا

(سورۂ بقرہ)

[1] اور البتہ ہم امتحان کرین گے ضرور تمہارا ساتہہ کسی شے کے از قسم خوف اور گرسنگی اور نقصان اموال و تلف نفس
و ثمرات کے اور بشارت دیدے اے پیغمبر صابرین اور ثابتین کو کہ جب اونکو مصیبت پہونچتی ہی تو انا للہ وانا الیہ راجعون
کہتے مین وہی لوگ ہین کہ انپر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی جانب سے اور رحمت ہی اور وہی لوگ ہدایت پاے ہوئے ہین انتو

وھم لا یفتنون وقال اللہ تعالی ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الذین جاھدوا منکم وقال اللہ تعالے ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین بلکہ بہشت برین کا داخلہ مومنین کا امتحان جہاد پر ہے پایا جاتا ہے چنانچہ آیہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین اس معنی مین ناطق ہے وقال ومن الناس من یقول امنا فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ الآیۃ اور آیہ مستدلہ لشان امام مظلوم بالکل مطابق ہی جسکی تفسیر علمائنے شرح وبسط سے فرمائی ہی مگر اس مقام پر احتجاج بنوع دیگر مطلوب ہے کہ قولہ تعالے ولنبلونکم سے یہ امر محکم پایا گیا کہ نزول مصائب کا بغرض امتحان اہل ایمان کے بحکم واجب الاذعان ایزد سبحان کے بھی ہوتا ہی پس امام حسین نے بلحاظ امر مقدر کے جو محتم طریقہ پر آپکو اپنے جد بزرگوار سے معلوم ہوگیا تھا تو کل الذی قضے فھو کائن فرماکر اپنی معذوری کو ظاہر فرمایا اور بغرض حصول مراتب صابرین وبشارت رحمت وموردصلوات کے اسکے کہ یہ مدارج مخصوص انہین لوگون سے ہوسکتے ہین جو جامع مصائب مذکورہ الآیہ ہون تمام مصائب امتحانی کو اختیار کرلیا اور جامعیت اسکی بلا اختیار کرنے مصائب واشجان ونوائب وامتحان تشنگی وگرسنگی وقتل ونہب اموال وتلف اولاد کے جو ثمرات قلب ہین ممکن نہین ونہین تھی لہذا آپنے جملہ تکالیف ناقابل برداشت کو اپنے لئے آسان کر دکھلایا اگر آپ صبر وثبات ورضا وتسلیم کو کام نفرماتے اور قتل نفوس اور تاراجی اموال اور بھوکھہ وپیاس اور طرح طرح کے جراحات لسانی اور بد زبانی فرقہ اشرار کا تحمل نفرماتے اور خوف وہراس اہلحرم کا کرتے تو یہ جامعیت آپکی مصائب مین کہان حاصل ہوسکتی

اور چشم نابینا مین ہو آپ کس طرح مستحق صلواۃ و رحمت پروردگار کے دکھلائی دیتے یہان
پر بھی موازنہ حضرت شعیا پیغمبر اور امام حسینؑ سبط پیغمبر کی سیرت اور اسوہ مین دکھلایا جاتا ہے
کہ حضرت شعیا پیغمبر کما فی التاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری جبابرۂ بنی اسرائیل کے خوف سے
درخت کے تنہ مین جا چھپے اوس درخت کو اشقیاے امت نے مع آنحضرت کے چیر ڈالا اور
امام حسین نے ان مصائب کو جو اذا اصابتہم مصیبۃ مین مقدر کی گئی تہین بلا کسی
حذر اور روپوشی کے عارفانہ برداشت کر لیا اگر آپ بھی اختیار نفرماتے تو بھی مثل حضرت
شعیا پیغمبر کے آپکو اون بلایا گریز میسر نہوتا اور مصداق لایدعونني حتى يستخرجوا
هذه العلقة من جوفي صادق آتا اور حکم لاکن الله نعم يغلب على امرہ کا اور کل
الذی قضی فهو كائن کا ضروری جاری ہوتا فالعاقل تكفيه الاشارة والا لايكفي له
البشارة چنانچہ حضرت عثمان غنی نے کیا کیا انتظام اپنی حفاظت کا نہ فرمایا آیہ لاتلقوا
بايديكم الى التهلكة کو پیش نظر رکھکر ہلاکت اور موت بالشہادۃ سے بچنا چاہا اور
اور حویلی مین چھپے بیٹھے رہے اور میدان مین مردانہ جانا اور بلوائیون سے مقابلہ کرنا باوجود
حشم و خدم کی کثرت کے مصلحت نہ سمجھا اور بالاے بام سے ہی کلمات مصالحت خیز
و موافقت آمیز ادا فرمایا کئے اور کمال مرتبہ تقیہ بجالاے جو اب حرام کہا جاتا ہے حتی کہ عطیات
بنی امیہ کی والیسی کا بھی وعدہ ذاتی مال سے اور معزولی عمال بنی امیہ کا اقرار بتقرر عمال جدید
صلحا کے ارشاد کیا اور ہر قسم کی رضا جوئی فرمائی کما ہو مذکور فی تاریخ الاعثم الکوفی مگر وہ
حذر اور وہ تقیہ اور وہ وعدہ اور وہ رضا جوئی کسی طرح سودمند نہوئی اور قضاء الٰہی

جاری ہوگئی پس ایسی مرنے سے تو مرد شجاع کا کارزار مین بقول یقتلون ویقتلون کے قتل کرنا او قتل ہونا ہے باظہار شجاعت بہتر ہے اور شجاعت بہی وہ جو امام حسین ع نے اور آپکے انصار قلیل التعداد نے لاکہون کے مقابلہ مین بحالت عاجزی ومحصوری وگرسنگی وشدت تشنگی کے دکہلادی کہ جو بہادران عراق اور تہوران آفاق انکے آب شمشیر سے سیراب ہوکر عالم گرمائے جہنم مین پہونچے اور بیوفایان کوفہ وساباط اونکی ثابت قدمی سے بیتاب ہوکر پسپا ہوگئے مگر یہ کہ سیرت عثمانی محبوب ممدوح ہو اور شجاعت امام حسینؑ نامرغوب ومقدوح ہو آنراچہ علاج یہی اختلاف مابین صحابہ وائمہ کاتابان مذہبین کے ثبوت مین کافی ہوسکتا ہے کہ جو اس سیرت عثمانی کو امام حسینؑ نے اختیار نہین کیا اگر موت بالسیف سے چہپ کر مکہ یا مدینہ کے امن مین محصور رہتے اور خون شجاعت بہاتے اور آبرو مردانگی کی کہوتے تاہم امر شدنی کل الذی قضی فہو کائن پیش آتا ایسے مواقع کے نسبت امام حسینؑ نے فرمایا ہے[۱] فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ؛ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا فَقِلَّۃُ سَعْیِ الْمَرْءِ فِی الْکَسْبِ اَجْمَلُ وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ اور فضل ہونا اسی وقت صادق آئیگا جو جہاد سے فرار نکرے اور بلا اختیار خود محاربت کو اختیار کرے اور صبر وثبات پر قائم رہے نہ یہ کہ جو سر پر آجاوے اور اوسکے

[۱] یعنی اگر دار دنیا نفیس شمار کیجاوے پس دار ثواب خدا کا ہے اوس سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے اور اگر رزق بندگان کا مقدر ہو چکا ہے تو قلیل کوشش کسب معاش میں زیادہ جمیل ونیکو ہے اور اگر انسان کے بدن موت کیلئے پیدا ہوئے ہین دکہ کل من علیہا فان اونپر جاری ہوتا ہی تو راہ خدا مین قتل ہونا افضل اور بہتر ہے

لئے موقع عذر کا نہ ملے اور گریز کرنے کے حیلے معطل ہوں پس اوسوقت وہ فضیلت
نہیں ہے جو بحالت قدرت کے اختیار کرنے میں ہے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ
معظمہ میں جو بحکم من دخلہ کان امنا کے مامن عام مسلمین کے لئے ہے اپنی حفاظت
اور خلافت میں بمخالفت یزید کے کافی ترقی حاصل کر لی تھی اور عبداللہ بن حنظلہ
نے مدینہ منورہ میں علم محاربت یزید کی مخالفت پر اوٹھایا تھا اور باجماع اہل مدینہ
و بقایائے صحابہ اپنی قوت کو بیعت عامہ سے جمع کر لیا تھا اور ان دونوں ذی شوکت
رئیسوں نے حرمین کو اپنا جائے پناہ گردانا تھا مگر الف شہر کی تاثیر نے باوجودیکہ
کسی نے ان میں سے باہر حرمین سے قدم نہیں نکالا دونوں کو تہ و بالا کر دیا کہ یکے
بعد از دیگرے قتل کر دیئے گئے اور موجب ہتک حرمت حرمین شریفین کے
ہوگئے اور جو جو خرابیاں انکی اقامت کی وجہ سے حرمین شریفین میں یزیدیوں اور
لشکر عبدالملک کی بدکاریوں سے ظہور میں آئیں اہل سیر نے انکو مجمل و مفصل
لکھا ہے اگر امام حسینؑ بھی ایسا ہی عمل فرماتے تو امر کائن تو ضرور پیش آتا مگر آپکی
اقامت بھی سبب ہتک حرمت کسی حرم کا حرمین سے ہو جاتی اب ہم مجموع آیات
مذکورہ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ
أَن نَّبْرَأَهَا الخ اور قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن
دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ الخ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ الخ سے قدر مشترک کو وغیرہ مجموع

ان آیات سے جو ذیل آیہ ولنبلونکم بشیٔ کی نقل کی گئیں ہیں ایک آیت احسب الناس ان یترکوا اور دوسری ام حسبتم ان تترکوا تیسری ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم چوتھی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ پانچویں ومن الناس من یقول اٰمنّا الآیہ ہیں تحصیل مصالح و فوائد و دفع فتن و مفاسد کو جو قاضی عیاض نے امام مصلح کیلئے جایز تجویز کی ہیں اس شہادت امام حسینؑ میں ثابت کرتے ہیں پس مخفی نرہے کہ آیات کریمہ سے قدر مشترک مصائب کا اہل ایمان کے لئے مقدر ہونا بلا مکافات کے اور امتحان کا ضروری لیا جانا اور امتحان میں تمنائے موت و جہاد یعنی جان و خوف و جوع و نقصان مال و نفوس و ثمرات کا شامل ہونا اور جنت میں بلا امتحان کے داخل نہونا پایا جاتا ہے انبیا علیہم السلام جنکے مدارج کہیں مومنین سے اعلیٰ وارفع ہیں طرح طرح کے مصائب و نوائب میں مبتلا ہوتے رہے اور قتل ہوا کیے جو مصداق من عبادہ المومنین کے امتحان سے مستثنی نہیں کیے گئے بلکہ ابتلاء انکا عام مومنین سے زیادہ تر ہوتا رہا ہے حدیث البلاء موکل بالانبیاء ثم الاوصیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل فی درجات العلیٰ اسکی شاہد ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل جلیل کا امتحان ذبح اسمعیل میں جسکی خبر آیہ قال یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی میں آئی ہے بحکم محکم وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کے مبدل بفدیۂ عظیم ہوگیا چونکہ حضرت تقدس و تبارک و تعالےٰ نے اوس فدیہ کے واقع ہونیکو فرمادیا تھا اور ظہور اوسکا بفحوائے کل الذی قضے فھو کائن کے لابدی تھا اور فدیہ اسمعیل کے لئے اولاد اسمعیل ہی سزاوار تھے نہ اولاد حضرت اسحاق سے لہذا انبیاء بنی اسرائیل میں جو شہید ہوئے وہ فدیہ اسمعیل

۱؎ بلا مقرر کیگئی انبیاء کیلئے پہر اوصیاء پہر اولیاء پہر اونکی امثال اور اونکی امثال کیلئے درجہ بدرجہ ۱۲ کہا ابراہیم نے اے میرے [illegible]

نہین قرار پائے پس وہ عظیم فدیہ ازمنہ انبیامین سلف سے خلف تک ملتوی ہوتا چلا آیا حتے کہ حضرت عبداللہ پدر عالی قدر پیغمبر بھی وہ فدیہ مقرر ہوئے آخر وہ بھی مستثنی کر دیئے گئے اور تصدیق کریمہ صدقت الرؤیا کے عالم شہود مین بوجہ فدیہ عظیم مقرر ہونیکی ہوئی کہ فدیہ معصوم کا معصوم سے مقبول درگاہ و منظور نظر بارگاہ قدس تھا پس بدستور وہ فدیہ عظیم ظہور مین نہ آیا لاکن اُس فدیہ کی خبر حضرت زکریا پیغمبر اور ہماری نبی آخرالزمان کو کھیعص مین دی گئی ہے چونکہ سرور عالم سید وُلدِ آدم ختم المرسلین جامع فضائل اولین و آخرین تھے اور انبیا د مرسلین مین اکثر حضرات انبیا امتحان شہادت مین کامیاب ہوئے تو وہ فدیہ عظیم بعرض حاصل ہونے جامعیت کمالات مدارج انبیا رکے بھی آنحضرت صلعم کیلئے زیبا اور ضروری تہا ورنہ وہ جامعیت صادق نہ آسکتی تہی مگر آنحضرت صلعم بھی بوجہ ختم نبوت و بقاے دین تا یوم قیامت کے درجہ شہادت سے باز رکھے گئے تاکہ کوئی معاند اسلام و ستمگر داز گروہ ظلام نہ کہہ سکے کہ مسلمانون کے پیغمبر نے دعوی نبوت کیا تہا آخر اپنے دعوے مین سچے نہین تھے احقاق حق نکر سکے لہذا قتل کر دیئے گئے اوسوقت بنا بر اِس اعتراض کے تمام نظام شریعت رب العزت جسکا بقا الی یوم القیامۃ ہے اور رہیگا بوجہ قتل پیغمبر کے درہم و برہم ہو جاتا اور مثل قصۂ اُحد کے ھَلُمَّ اِلَیَّ اَدْیَانکُمْ خاص و عام پکارنے لگتے اِس التواے شہادت نبی ؐ کے سبب ضرور تہا کہ بدل مین آپکی فدیہ قرار پانیکے کوئی ہم مثل آپکا فدیہ کر دیا جاوے چونکہ آپنے بحق امام حسینؑ حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ فرمایا ہے لہذا معلوم ہوا کہ وہ ہم مثل آپکا بس حسینؑ ہی تہی جو فدیہ کے لیے آپکے بدل قرار پائی اور یہ آنحضرت صلعم

ع اپنے پہلے دین کی طرف پہر جاؤ ۲ے حسین مجھ سے ہے اور مین حسین سے ہون

کا امتحان مثل دیگر انبیاء رسلف کے امر شہادت مین باقی رہگیا تہا اسی لئے آپکے کمالات
جامع مین بمقابلہ شہداے مرسلین کے کمی تہی اوسکو امام حسینؑ کی شہادت نے پورا کردیا گویا
کہ امام حسینؑ متمم کمالات رسالتماب ہو گئے اور رسالتمابؐ نے اسی لئے بلحاظ و نیز دیگر مدارج متعددہ
کی نظر سے حسین منی وانا من حسین فرمایا ہے اگر آپ بھی ... صبر کرتے اور وعدہ شہادت
کا نہ فرماتے تو فدیہ عظیم ٹلنے والا نہین تہا اور رجوع ہوا کمالات ... مرسلین کا بھی ... سید المرسلین
وخاتم النبیین مین ضرور تہا تو وہ فدیہ یا ذات بابرکات سرورکائنات کے ہونے یا بوجہ
محذورات صدر کے آپکی ذریت طیبین مصداق اوس فدیہ عظیم کے کیجاتے کیونکہ اب
موقع اوس فدیہ کے ملتوی رہنے کا آئندہ کے لئے باقی نہین رہا تہا اور خداوند تعالے نے
قد صدقت الرویا الی قولہ وترکنا علیہ فی الاخرین[۱] فرماچکا تہا لہذا واقع ہونا اوسکا
لابدی وضروری حتماً وجزماً ہوگیا تہا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ اور کوئی مصداق اس فدیہ
عظیم اسمعیل کے لائق ہی نہین تہا اوسکو بس خاصان آل عبا نے ہی اختیار فرمالیا پس جو
تدارک ذبح اسمعیل مین واقع ہوا تہا اور خداوند تعالے نے حضرت ابراہیم کی امتثال مین امر خواب کے
قد صدقت الرویا[۲] تا آیہ وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاخرین[۳] فرمایا ہے
اسکو کہیعص پر عالم اعیان مین ظاہر کردیا کما مضی کر رأ جو ان حروف مقطعہ مین کاف
سے کربلا اور حرف ہا سے ہلاکت اور یا سے یزید اور عین سے عطش اور صاد سے صبر حسینؑ
مراد ہے اور خبر اس فدیہ کی حرف مقطعات مین اس وجہ سے صادر فرمائی اور واضح
ارشاد نکیا کہ یہ امر شدنی عالم اسباب مین رمز خفی رہے تاکہ خلفاء اپنے افعال کو عالم تکلیف

[۱] تو نے اے ابراہیم اپنی خواب سچی کردی [۲] اور ہمنے پچھلے لوگون مین اوسپر باقی رکہا [۳] اور فدیہ دیا ہمنے اسمعیل کا ساتھ ذبح عظیم کے

ہین تابع مشیت الٰہی نہ سمجھ لیں غرضکہ یہ حادثہ شہادت کا بوجوہ عدیدہ ناگزیر تھا
اور گریز کرنا خاصان خدا کے خواص وشعار سے لامحالہ محال عادی ہے ۵ اگرز کوہ فرو
غلطد آسیا سنگی ؛ نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزو ۔

فصل چوتھی

اب ہم بعد شواہد قرآنی کے بعالم اسباب ظاہری کے امام حسینؑ کی مجبوری کو ثابت کرتے
ہین کہ آپ کو بلا اختیار کرنے سفر عراق وورود کربلا کے وبلا اختیار کرنے مقاتلت کے
چارہ کار ہی نہین تھا اس وجہ سے کہ بعد تسلط یزید کے مدینہ منورہ مین آپ اس خوف
سے اقامت نہ کر سکتے تھے کہ جناب امیر نے جو بزمان خلافت ابو بکر کے اہل مدینہ سے
خانہ بخانہ تشریف لیجا کر اپنی نصرت کی ترغیب دی تو سوا وعدہ ہاے زبانی کے کسی
نے انصار سے آپ کی نصرت نہ فرمائی کما رواہ الجوہری فی کتابہ السقیفہ وفدک نقلہ ابن
ابی الحدید عنہ فی شرحہ علی نہج البلاغہ اور مکہ معظمہ مین بھی آپ کے جان نثارون مین سوا کوئی
خیر طلبان زبانی کے موجود نہین تھا بلکہ کلہم منحرفین مبغضین دونون مقام پر بلکہ اکناف
واطراف عالم مین بھرے ہوئے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے ابو جعفر اسکافی سے
نقل کیا ہے کہ کان اهل البصرة کلهم یبغضون علیاً وکثیر من اهل المدینة[۱]
واما اهل مکة فکلهم یبغضونه قاطبة وکان قریش علی خلافه اور ابن حجر نے صواعق محرقہ
مین نقل کیا ہے اخرج السلفی فی الطیوریات عن عبد الله بن احمد بن حنبل انه قال سئلت[۲]

ملے و ۲ کا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر مذکور ہے

ابی عن علی ومعاویۃ قال ثم اِعلم اَنَّ علِیًّا کان کثیر الاعداء چونکہ دونون حرم مین آپ کو ہتک حرمت کا بھی پاس ولحاظ بمعانئہ امر شدنی شہادت کے بہت تھا جو وہ عبداللہ بن حنظلہ وعبداللہ بن زبیر کی اقامت مین پیش آگیا تھا ذکرھا اماً اور یمن اور حوالی مین بھی اس وجہ سے اقامت کو قبول نہین رکھا کہ جنگ جمل کا منبع فساد یمن ہی تھا ابو یعلے بن منیہ یمن سے ہے وہ جمل لائے تھے جس پر ام المومنین سوار ہو کر میدان جنگ مین آئین تہین اور ابو یعلی کی کمک پر طلحہ و زبیر مرادان جنگی ہوگئے تھے بہر نوع یمن مین منحنین کا مجمع بجیلہ خون عثمان کی شستفر تھا کما ہو فی کتب السیر مذکور مفصلاً پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپ الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب کی مثل مین تشریف لیجا کر اعتبار کرتے اور باقی ممالک اسلام بھی تسلط بنی امیہ سے مبرا نہین تھے سوائے اسکے کہ بعد شہادت امام حسنؑ کے بس اہل عراق نے ہی سلسلہ جنبانی نصرت واعانت کی جناب امام حسینؑ سے کی تھی چنانچہ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ تحرکت الشیعۃ بالعراق وکتبوا الی الحسینؑ بعد قتل اخیہ فی خلع معاویۃ والبیعۃ لہ اور جلد عاشر بحار مین اس طرح مذکور ہے و بلغ اہل الکوفۃ ہلاک معاویۃ وہو فوا خبر الحسینؑ فاجتمعت الشیعۃ فکتبوا الیہ ثم سرحوا بالکتاب مع عبداللہ بن مسمع وعبداللہ بن وال الی ان نقل ثم لبثوا اہل الکوفۃ یومین بعد تسریحہم بالکتاب وانفذ وا قیس بن مسہر و عبدالرحمن بن عبداللہ و عمارۃ بن عبداللہ الی الحسینؑ

مخص ترجمہ صفحہ ۱۴۳ سر دو روایت کا یہ ہی کہ کل اہل بصرہ اور اکثر اہل مدینہ اور کل اہل مکہ وقریش جناب امیر کے عدو تھے اور جناب امیر بہت سے دشمن تھے انتہے ۱ یعنی بعد شہید ہونے امام حسنؑ کے اہل عراق نے درخواستین خدمتمین امام حسینؑ کی درباره معزولی معاویہ اور خلع کرنے بیعت کی اسکی خلافت سے بھیجین تھے کہ معاویہ کا انتقال ہو گیا ۲ یعنے اہل کوفہ کو مرگ معاویہ

ومعہم نحو مائۃ وخمسین صحیفۃ من الرجل والاثنین والاربعۃ وھو مع ذلک یتانی ولا یجیبہم فورد علیہ فی یوم واحد ستمائۃ کتاب وتواترت الکتب حتی اجتمع عندہ فی ثوب متفرقۃ اثنا عشر الف کتاب انتہی پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل عراق نے حیات امیر معاویہ سے ہی خلع بیعت معاویہ پر ارادہ کر کے امام حسین سے اجازت چاہی تھی اور بعد معاویہ کے تو اونکی اصرار نے کوئی حد ہی نہیں رکھی آپ کہاں تک حجت خدا کو تمام نہ فرماتے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اطراف ممالک اسلام مین تو آپکے معاند جمع تھے مدینہ منورہ چھوڑ کر اونکی طرف کس طرح جاتے اور یہان اہل عراق اپنی حجت خطوط متواترہ کے ذریعہ سے تمام کر چکے تھے پس بحکم شریعت ظاہرہ امام حسین ضرور مجبور تھے کہ بغرض اتمام حجت عراق ہی تشریف لیجائین دیگر مقامات کی طرف نہ جائین اور باسباب ظاہر اونکی طلب پر کوئی وجہ انکار کی پیدا ہی نہیں تھی مگر آپ نے حضرت مسلم کو بغرض نقادی قلوب اہل عراق کے بھیجا امام شعبی سے مروی ہے قال بائع الحسین ع اربعون الفا من اھل الکوفۃ علی ان یحاربوا من حارب ویسالموا من سالم

کی خبر پہونچی اور اونہیں دریافت ہوا کہ امام حسین ع مدینہ سے مکہ مین تشریف لے آئے ہین تو شیعان کوفہ جمع ہوئے اور آپ کو خطوط طلب مین لکھا اور ہمراہ ابن سمع اور ابن والی کے بھیجے پھر دو دن کے بعد ڈیرہ سو خط قیس و عبدالرحمن و عمارہ کے ہاتھ ایک ایک اور دو دو چار چار شخصون نے لکھکر روانہ کئے اور امام حسین خطون کے پہونچنے پر تامل کنان تھے اونہیں جواب نہیں دیتے تھے اسپر چھ سو خط ایک دن مین آپکی خدمت مین پہونچے اور متواتر خطوط آتے رہے یہان تک کہ متفرق لفافون مین بارہ ہزار خط جمع ہو گئے یعنے امام حسین ع کی بیعت پر بارہ ہزار اہل کوفہ نے اس معاہدہ پر کی تھی کہ جس سے امام حسین ع لڑین ہم بھی لڑینگے اور جس سے صلح کرین ہم بھی صلح کرینگے ۔ اسکے بعد اخبار صحابی پر آپ اعتماد کر کے کسطرح نقض عہد مسلمین کو منظور فرماتے

جب آپ کو خبر بیعت اہل کوفہ معلوم ہوگئی اور مکہ میں اشرار خونخوار بلباس حجاج جمع ہونے
شروع ہو گئے تو پاس حرمت حرم آپنے فرما کر سفر عراق اختیار فرمالیا پس آپکا عراق کو
تشریف لیجانا باسباب ظاہر بوجہ مامون نہونے صفحات اسلام بخوف تعرض عامل مدینہ
و بدخواہی والی مکہ اور بوجہ طلب و اتمام حجت اہل کوفہ او بغرض ہدایت امت اور مخلصی
رعیت کی پنجہ اہل ضلالت سے ضروریات سے ہوگیا تھا نہ یہ کہ اپنی تنہائی اور اہل کوفہ
کی بیوفائی پر بھی آپنے قصد جہاد مورد ایراد مصمم و مستحتم فرمالیا تھا جو محل
اعتراض ہوسکے پس اس مقام سے وہ شبہ بوجہ احسن مرتفع ہوتا ہے کہ جو مفاد آیہ فان یکن
منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین سے پیدا کیا جاتا ہے تاکہ امام حسین ع بلاحظہ عدم لشکر
غیر موجود کے ترک عزم سفر کو اختیار فرمالیتے کیونکہ یہ احکام بحالت اختیار جہاد کے
لیئے وارد ہوئی ہیں اور بحالت اضطرار و معدومی قلت اعوان و انصار کے
اوسی محاربت کو دفاع کہتے ہیں کہ جو بغرض دفع ضرر پیش آمدہ کے کیجاوے اوراس میں
کسی عدد اعوان کی شرط نہیں ہے اور اثنا راہ میں جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو معلوم
ہوئیں تو ایسی حالت میں کہ آپکے لیئے کہیں جگہ رستگاری کی نہیں تھی تمام عالم دشمن
تھا یا گروہ عہد شکن تھا کہ نصرت پر آپکی آمادہ نہوا کیونکہ اہل مکہ و اصحاب مدینہ سب جانتے
تھے کہ یہ سفر آپکا خالی ہلاکت سے نہیں ہے مگر کوئی ان میں سے سوائے عزیز و قریب
قلیل العدد کے ہمراہ نہوا آپ کہاں واپس تشریف لیجاتے اہل کوفہ تھے کہ جنکو
غیرت دلاکر تابع فرماسکتے اور وہ نہیں حجت اپنی طلب کی ختم کرتے وجہ جہاد

قریب کوفہ پہونچے اور نوبت داخلہ شہر کوفہ کی نہین پہونچی تہی کہ وہ امر تقدیری آپکو بمقام کربلا پیش آیا جو رسولخدا کو حدیبیہ پیش آگیا تہا کہ ناقہ سواری پیغمبر کا یکایک بیٹھ گیا صحابہ نے ہر چند ناقہ کو سرزنش کیا مگر وہ نہین اُٹھا اوسوقت آپنے فرمایا ماخلات القصوی وما ذالک لہا بخلق ولکن حبسہا حابس الفیل ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یسألونی خطۃ یعظمون فیہا حرمات اللہ الا اعطیتہم ایاہا الخ کما فی المشکوۃ وہ حالت آپکو ذوالجناح کے رُک جانے سے بمقام کربلا پیش آئی کہ ہر چند آپنے ذوالجناح کو بڑہانا چاہا اوسنے ایک قدم بڑہنا نچاہا کما فی روضۃ الشہدا پس جس طرح رسولخدا نے اپنے ارادہ دخول حرم کو بوجہ مانع ہونے امر تقدیری کے ملتوی فرمایا اور خلاف مصالح ظاہری حشم کو تاہ بینان کے نہ حکم سیف جاری کیا نہ داخل حرم ہوئے اسیطرح امام حسینؑ نے حکم تقدیری کی انتثال مین قیام کر کے اقامت کربلا کی اختیار فرمائی اور کوئی حیلہ یا دوسری جگہ اختفا کی تلاش نہ کی کیونکہ امام حسینؑ کے مرکب کا کربلا مین رکنا اور آگے نہ بڑہنا مصداق ماخلات القصوی کے واقع ہوا اور جس طرح پیغمبر خدا نے حدیبیہ کی صلح پر فرمایا تہا کہ مین وہی منظور کرونگا جو مشرکین چاہینگے جس مین تعظیم کعبہ رہے اسی طرح امام حسین نے بھی یہ باور فرمالیا تہا کہ اشقیا کو میرا قتل کرنا مقصود ہے اور بیعت وغیرہ کا بہانہ ہے کیونکہ امام حسنؑ مصالحت کر کے سم قاتل سے کب بچے

۱؎ یعنی ناقہ قصوی کی عادت ایسی نہین تہی تہک رہنے کی مگر اُسکو اُسنے روکا ہے جس نے فیل ابرہہ کو روکا تہا اور قسم بخدا کہ مشرکین کچہ خواہش مجہسے نہ کرینگے کہ جس مین تعظیم حرم ہو مگر میسر کہ مین اُسے قبول کرونگا انتہے

جو بیعت بعد بیعت محفوظ رہونگا پس ایل ارادہ قتال کو مسلم و منظور فرمالیا تھا اور یہی امر تقدیر آپکے لئے مقدر ہوچکا تھا لقد ما احسن ما قال من قال ؎ چلتے چلتے جو رکا اسپ تو حضرت نے کہا ٭ نہیں معلوم کہ اس دشت کو کیا کہتے ہین ٭ آئی ہاتف کی صدا گھوڑے سے او تر و شبیر ٭ یہ وہ صحرا ہے جسے کرب بلا کہتے ہین ۔ یعنی وہ کربلا جس کا پتہ تمکو رسولخدا صلعم نے دیا تھا کہ وہ تمہارا مقتل ہے پس نوبت یہ آئی کہ آپ افواج یزیدی کے ہجوم مین محصور ہوگئے اسوقت بھی آپنے لڑائی سے بغرض اتمام حجت کے بہت بچنا چاہا لاکن سوائے دفاع کے کوئی چارہ کار نہین ملا اور اسکے ثبوت مین ایک روایت ہے جس مین عمر سعد نے ابن زیاد کو نامہ لکھا ہے بدین مضمون کہ ھذا حسین قد اعطانی عھدًا ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ وان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ مالھم وعلیہ ما علیھم وان یاتی الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری ما بینہ وبینہ وفی ھذا رضاء للامۃ صلاح پس یہ نامہ شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے انتہا درجہ پر حجت اشقیائے امت پر ہر طرح سے ختم فرما دی تھی حتی کہ پسر سعد شقی نے بھی اوسکو تسلیم کرلیا تھا

؎ یعنی یہ حسین موجود ہین انہوں نے پیمان کرلیا ہے کہ اپنے وطن کو واپس جائین یا کسی سرحد کو کفار کی سرحدون مین سے چلے جائین اور ایک شخص معمولی عام لوگون مین مسلمانون کے ہونگے اور اونکے لئے وہی حق ہوگا جو عام مسلمانون کے لئے ہے اور اونکے ذمہ پر وہ واجب و لازم رہیگا جو عوام مسلمانون کے ذمہ ہے اور اگر یزید خلیفہ کے پاس جائین تو اپنا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیدین گے اسوقت یزید جو امر درمیان اپنے اور اونکے مناسب سمجھے گا اوسی کی موافق ہوگا اور اس مین رضائے الہی اور امت کی صلاح ہے انتہی

یہان پر یہ شبہ البتہ سخیف ہوسکتا ہو کہ آپ کے لئے واپسی وطن کی اور اطراف عالم کی
پرخطر تہین تو آپنے وعدہ رجوع اور واپسی کا کس منشاء پر فرمایا اور جب آپ خلافت
اولاد ابوسفیان کو حرام جانتے تہے اور داغ غلامی کو کسیطرح گوارہ نفرمانے تہے
تو یہان اوسکو کیون قبول فرمایا پس بنابر صحت روایت کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب
معاہدے حقیقۃً منظور نہین تہی صرف اتمام حجت تہا کما احسن ما قال ؎ حسین
او رطلب آب امعاذاللہ ٭ تمام کرتے تھے حجت سوال آب تہا ۔ اسیطرح اقرار بیعت
بغرض اتمام حجت کیگے تہا ورنہ معاذاللہ اور اس وجہ سے بنی امیہ کی شقاوت وعداوت
کو اس انتہاے اقرار سے عالم پر ظاہر کر دینا تہا تاکہ اہل زمانہ علانیہ طور پر جان لین
کہ مابہ النزاع جو امر بیعت کو کہا گیا تہا وہ بھی بنی امیہ کو مدنظر نہین تہا بلکہ خون عثمانؓ
کا بہانہ دل مقصود تہا جیسا کہ عبیداللہ بن زیاد کے جوابات سے بنام ابن سعد کے
یہ منشاء دلی انکا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ عمر سعد کا نامہ جب اوس شقی ازلی کے پاس پہونچا تو
یہ شعر اوسنے پڑھا الآن قد علقت مخالبنا بہ یرجو النجاۃ ولات حین مناص[1]
اور عمر سعد کو لکہا انی لم ابعثک الی الحسینؑ لتکف عنہ ولا لتطاولہ ولا لتمنیہ السلامۃ
ولا لتعتذر لہ ولا لتکون لہ عندی شافعا الخ[2] اور ایک خط مین ابن سعد کو تحریر

عہ۱ یعنے اب تحقیق طور پر کہ چنگل ہمارے اونکے بدن مین گہپ گئے اوسپر وہ آرزو نجات کی رکہتے ہین حالانکہ وقت رستگاری نہین رہا عہ۲ یعنے مین نے تجکو ہرگز امام حسینؑ کی طرف نہین بہیجا تاکہ تو دست کشی کرے اونسے اور نہ اس لیے بہیجا ہے کہ تو اونکے بارہ مین فکر کرے اونکی رستگاری مین نہ اسلیے بہیجا ہے کہ اونکے واسطے سلامتی کی خواہش کرے اور نہ اسلیے کہ اونکے واسطے معذرت چاہے اور نہ اسلیے کہ تو مجہسے اونکی شفاعت کرے الخ

کیا کہ ان حل بین الحسین واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا قطرۃ کما صنع بالتقی
عثمان بن عفان اور ایک خط میں ابن زیاد نے رقم کیا اذا ورد کتابی فامنعھم من حفر الانہار
ما استطعت وضیق علیھم ولا تدعھم یذوقوا الماء وافعل بھم کما فعلوا بالزکی
عثمان یہ مکتوبات ابن زیاد کے بعد ایسے کے وہ حال الطاعت اور وعدہ بیعت امام حسینؑ
سے مطلع ہو چکا تھا علی الاعلان منادی کنان ہین کہ اگر امام حسینؑ تقیۃً وتحذراً لنفسہ
بیعت بھی فرما لیتے تاہم شر بنی امیہ سے جان بر نہوتے امام حسن نے مصالحت فرمالی تھی تو وہ
کب شہید ہونے سے محفوظ رہے اور عبداللہ بن جعفر طیار کا امان نامہ عامل مدینہ سے
لکھوا کر پاس امام حسینؑ کے بھجوانا اور قیس بن اشعث کا انزل علی حکم من بنی عمک فانھم
لن یریک وابلت الا ما تحب باعتبار اثر نجات کے بمقابل معاہدہ تحریری صلحنامہ کتنا
عامل المومنین امیر معاویہ با حضرت امام حسنؑ کے گیدڑ کا فرمان اور بادشتران تھا
اس لئے کہ امیر معاویہ کی عظمت اور عدالت اور دینی صلابت کے سکے سواد کثیر
کے قلوب پر اب تک منتقش ہین اونکا معاہدہ بھی واجب التعظیم اور واجب الاذعان
ہونا چاہیے اور عامل مدینہ تو وہی شخص اموی تھا کہ جس نے خبر شہادت امام حسین سنکر
شعر عجیت نساء بنی ہاشم عجۃ ۰ کعجیع نسوتنا غداۃ الارنب پڑھا تھا اور انما الدمۃ بلدمۃ والصدمۃ بالصدمۃ

---

۱ یعنے درمیان حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے اور درمیان آب دریا کے حایل ہو کہ وہ ایک قطرہ بھی پانی کا نہ چکھین جیسا کہ کیا گیا
ساتھ پرہیزگار عثمان بن عفان کے ۱۲ ۲ یعنے جبکہ میرا نامہ پہونچے تو امام حسین اور اون کے اصحاب کو کنوئین
کھودنے سے حتے المقدور باز رکھ اور اون پر تنگی کر اور اونکو مہلت نہ دے کہ وہ پانی چکہ لین اور اون سے
ساتھ وہی عمل کر جیسا کہ اونہون نے عثمان پاک کے ساتھ عمل کیا ہے انتہی ۱۲ ۳ ملخص جسکا یہ ہے کہ زنان
بنی ہاشم کا گریہ مثل گریہ زنان بنی امیہ کے روز قتل عثمان کے ہے اور اونکے نوحہ وزاری عوض مین صدمہ عثمان کے ہے

لکھا تھا پس ایسا شخص اپنے امان نامہ کی کیا تعمیل کرتا بجز اسکے کہ خدع و مکر سے شہید کر دیتا اور قیس بن اشعث خارجی ابن خارجی کا قول و بول برابر تھا اور جبکہ امیر معاویہ جیسے بانی عادل نے اپنے عہد نامہ پر وفا نفرمائی بلکہ عکس و نقیض سے کام لیا تو یہ گروہ عضو عامل مدینہ ہون یا سردار لشکر خلیفہ کب وفا کر سکتے تھے مضمون صلحنامہ امیر معاویہ سابقا گذر اکہ اسمین یہ اقرار انکا مندرج ہوا تھا کہ ان الناس امنون حیث کانوا من ارض اللّٰہ وَ ان اصحاب علی و شعیتہ امنون علی انفسہم و اموالہم الخ کما فی الصواعق جو اس صلح کی بنا پر جملہ گروہ صحابہ اور شیعہ علیؑ کا تابع و منقاد انکا ہو گیا تھا اور کوئی ان مین مدعی خلافت اور داعی بغاوت نہین ہوا لاکن ایفا اوس معاہدہ امن و امان مردمان و شیعان شاہ مردمان کو امیر عادل نے کس طرح نکث سے پورا کیا ہے کہ رشید ہجری اور حجر بن عادی الکندی کو جو ذوی الوجوہ اصحاب امیر المومنین سے تھے مع جماعت شیعہ و اتباع امیر المومنین علیہ السلام کے بجرم شیعیت قتل کر دیا کہ عراق مین کوئی نام اور شیعان علی سے نہین چھوڑا مگر یہ کہ اوسکو زیاد بن سمیہ عامل معاویہ نے قتل کیا یا اوسکے ہاتھہ پانون کاٹ ڈالے یا اوسکی آنکھین نکال لین یا اسکو سولی دیدی اور بقیۃ السیف کو عراق سے خارج کر دیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے گیارہوین جلد شرح نہج البلاغہ مین ابو الحسن المداینی صاحب کتاب الاحداث سے شاعات امیر معاویہ مین بسط و اطناب کے ساتھہ نقل کیا ہی اور عبارت موجزہ ملخصہ اسکی یہ ہے کان اشد الناس بلاء

۱؎ بتحقیق مردمان محفوظ رہین گے جیسے کہ اب مامون ہین خدا کی زمین مین اور اصحاب اور شیعہ علیؑ اپنی جان اور مال سے محفوظ رہین گے ۲؎ یعنی امیر معاویہ کے عہد سلطنت مین شدید تر

حینئذ اہل الکوفۃ من بہا من شیعۃ علی فاستعمل (معاویۃ) علیہم زیاد بن سمیہ وضم الیہ البصرۃ فکان یتتبع الشیعۃ وھو بہم عارف فقتلھم تحت کل حجر و مدر واخافھم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبہم علی جذوع النخل وطردھم وشردھم عن العراق فلم یبق بہا معروف منہم انتہی اور امام حسینؑ تو ہادی اور پیشوائے شیعیان تھے وہ بعد اختیار کر لینے صلح کے ناکثین عہد اور مستغفین خواہان دم عثمان کے ظلم وجور و تعدی سے کس طرح مصئون رہ سکتے اونکے دعوے امامت کرنے نکرنے پر کچھ تعدی منحصر نہین تھی اُنکا امام شیعہ ہونا ہی حیلۂ قتل کو کافی تھا یہانتک جواب باسباب ظاہر اور مطابق شریعت مطہر حالی کیا گیا ؎

فصل پانچوین

اب باحکام باطنی بنا بر بشارات واخبار رسول یزدانی و بر طبق سجایائے انبیاء علیہم السلام کے بتکالیف مقربین کو بیان کیا جاتا ہے جس سے ماموریت امام حسین کا اخذ شہادت کے لئے ثابت ہوتا ہے مخفی نرہے کہ تکالیف مخصوصہ بندگان مقربین کیواسطے مقرر ہوتی ہین جو عامہ آدمئین سے وہ بالکل متعلق نہین ہوتیئین اور حضرات مقربین

ترجمہ مبتلای بلا اہل کوفہ تھے کہ اسی جگہ کثرت شیعیان علیؑ کی تھی پس امیر معاویہ نے اُنپر اور اہل بصرہ پر زیاد بن سمیہ بد نہاد ملعون کو عامل مقرر کیا اور وہ شیعیان علیؑ کو خوب جانتا تھا اُسنے تتبع کرکے یعنی ڈھونڈ ڈھونڈ کر پتھر اور ڈھیلون کے نیچے شیعونکو قتل کیا اور اُنکو خوفناک کر دیا اور ہاتھ پاؤن اُنکے کاٹ ڈالے اور آنکھیں اُنکی نکال لین اور شاخہائے خرما پر اُنکو سولی دیدی اور عراق کے ملک سے انکو بدر کر دیا اونمین سے کوئی مشہور شیعہ عراق مین باقی نہین چھوڑا انتہی

علے قدر مراتب اُن تکالیف خاصہ کے مکلّف کئے گئے ہین حضرت آدم ابوالبشر جنت ادنی مین جو باغہائے دنیا سے تہا اکل گندم سے ممنوع کئے گئے حالانکہ گیہون ازجملہ ماکولات طیبہ کے ہے اور خداوند تعالے فرماتا ہے الطیبات للطیبین اور حضرت آدم ضرور معصوم اور طیب تہے تاہم ماکول طیب سے ممنوع کی گئی اور نہی آلہی ازجملہ احکام شرعیہ ہی باقی نوع بشر مین کسیکو شریعت مین اس ماکول حلال سے ممانعت نہین ہوئی اور ممنوع ہونا آپ کا دلیل مکلف ہونے کی ہی اور مکلف ہونا اُنکی تکلیف دار مین ہونے کی ہی اور خلد برین دار التکلیف نہین ہے پس وہ بہشت آدم باغہائے دنیا سے تہا ورنہ شیطان رجیم کا خلد برین مین داخل ہونا اور اُنکو یا حضرت حوا کو اغوا کرنا اور اُن دونون مین سے کسیکا فریب مین آنا اور مرتکب ترک اولی ہونا بفحوائے حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ محال ہی اور فریب و ارتکاب وغیرہ خلد برین سے تعلق نہین رکھتا جیسا کہ حضرت آدم و حوا اور شیطان سے ظہور مین آیا نہ کوئی خلد برین سے خارج ہوتا ہے حالانکہ حضرت آدم و حوا جنت سے نکالے گئے اور ابلیس بہی داخل ہو گیا تہا معہ طاوس خارج از جنت کیا گیا اور صاحب مواقف نے بہی تنزیہ حضرت آدم مین آپکا نبی ہونا زمانۂ قیام جنت مین اور حضرت حوا کا آپکی امت مین ہونا بیان کیا ہے اور نبوت اور نبی ہونا اور انکی امت کا موجود ہونا جنت مین دلیل کامل دار التکلیف ہونے اوس جنت کی ہے بہر نوع حضرت آدم پر نہی اکل گندم

لہ حتے کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین کو نکل جاوے۔

کی ذات تکلیف مین وارد ہوئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل کی قربانی پر مامور ہوئے کما مضی ذکرہ اتفاقاً یہ حکم قربانی کا مخصوص و منہین حضرت کی ذات خاص سے تہا ورنہ انسان کی قربانی شریعت الٰہی مین بوجہ عام جاری نہین ہوئی اگر یہ حکم داخل ملت حنیفی ہوتا تو تمام اسلام و یہود و نصاریٰ اُنکی اقتدا کرتے چنانچہ آیہ فبہدٰہم اقتدہ آیا ہی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنگ عمالقہ مین بلا شرط وجود لشکر کم و کمتر و بیش و بیشتر کے مامور ہوئے تہے اور حکم محکم ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین پر آپکا جہاد منحصر نہین تہا اگر بنی اسرائیل ہمراہ آپکے لڑائی مین شریک ہوتے یا وہ شریک نہوئے اور قولہ تعالےٰ مقولۃ عنہم اذہب انت والٰہک وانا ہٰہنا قاعدون کہہ کر بیٹہہ رہے ہر حالت مین آپ مامور بجہاد تہے کہ آپکو تن تنہا عمالقہ سے لڑنا لازم ہو چکا تہا چنانچہ آپ بذات واحد عوج بن عنق کے مقابلہ مین تشریف لیگئے اور اُسکو قتل کیا اگر آپ قتل ہو جاتے تو بوجہ خصوصیت حکم جہاد کے کسیطرح مطعون نہو سکتے تھے اور حضرت داود پیغمبر نے بہی لشکر جالوت سے تنہا ہی مقابلہ کیا تہا اور تاریخ کامل ابن اثیر مین منقول ہی کہ حضرت ایوب پر جبکہ مصائب کے شدائد ہوئے تو اُنکی بی بی نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو دعا کرو کہ یہ مصیبتین ٹل جاوین حضرت ایوب نے قبول نہین کیا اور صبر کرنا ہی اُن مصائب پر اختیار کیا کیونکہ آپ مرتبہ رضا و تسلیم مین فرد کامل تہے لہذا مال و اولاد و زراعت و مویشی کے تلف و ہلاک ہو جانے کو اپنے نفس پر آسان کرلیا اور دعا سے حذر فرمایا تاکہ جریدہ صابرین مین نام مندرج رہے اور رسول خدا صلعم

ع ۱ ترجمہ صفحہ ۲۶ پر گزرا ع ۲ تم اور تمہارا اگر لڑنے جاؤ اور ہم یہان بیٹھے ہوئے ہین

بہی بعض تکالیف عبادتی مین مخصوص تہے اور خصائص آنحضرت صلعم بہت ہین جو امت
سے علیحدہ ہے از انجملہ آیہ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج
ہین آپکے لئے ممانعت ہے اور امت کیلئے تبدیل بدل ازواج کے مباح ہو اور
امہات المومنین ازواج ختم المرسلین کے لیے بہی آیہ یا نساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ یسیرا
ومن یقنت منکن الی قولہ نؤتہا اجرہا مرتین الآیہ مین عذاب وثواب المضاعف
مقرر ہوا ہے جو عامہ امت کی عورتین اور مرد اس مضاعف سے بوجہ عام بری اور محروم
ہین اور ان تکالیف مخصوصہ مین وہ امتحان بہی شامل ہوئے ہین جو ما فوق لا حرج
فی الدین کے ہین کما عرفت مفصلاً فبناءً علی ذلک حضرت امام حسین علیہ السلام
بہی خروج الی العراق اور محاربت اہل شقاق پر پہلے ہی سے مامور ہو چکے تہے جو بحسب
شرع شریف کے وہ محاربت حکم دفاع کا رکہتی ہے اور تکمیل مدارج ختمی رسالت
اور شفاعت امت و فدیہ عظیم صاحب خلت اسپر متوقف تہی اس مقام پر شواہد
دعوی شفاعت و مدارج صاحب شہادت کو نقل کیا جاتا ہی حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ قال[1] جبرئیل یا نبی اللہ ان اللہ قد حکم علیہما ان الحسن یموت مسموما
والحسین یموت مذبوحا وان لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فان شئت کانت
دعوتک لولدیک الحسن والحسین فادع اللہ تعالی ان یسلمہا من السم
والقتل وان شئت کانت مصیبتہما ذخیرتک للعصاۃ من امتک یوم

[1] لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا نبی اللہ بیشک اللہ تعالی نے مقرر کیا ہے انکی دونون

القیمۃ فقال النبی یا اخی جبرئیل انا راض بحکم ربی لا اریدالا ما یرید لانی قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی ویقضی الله فی ولدی ما یشاء کما فی المنتخب للفخری اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ رسولخدا نے قبل از واقعہ شہادت ہر دو صاحبزادگان کی بغرض شفاعت امت کے شہادت کو قبول فرما لیا تھا پس شہادت سبطین گویا مونہہ مانگی مراد رسول الثقلین کی تھی اور رسولخدا کی مصلحت اور اقرار اور قبول بالرضا امام حسین کے اختیار فرمانیسے بدرجۂ اقصے اصلح وانسب و مفید تر ہے لہذا امام حسین کو قبولیت اپنے جد بزرگوار کی واجب الامتثال اور لازم التعمیل تھی ہر چند بلا اجر شفاعت ہوتے اگر محض رضا و تسلیم ہے اس مین ملحوظ ہوتی تاہم ضروری و لابدی تھی اور جبکہ اوس شہادت مین ذخائر شفاعت اور حصول مدارج بہی مکنون و مضمون تھی تو اوسکا اخذ فرمانا بدرجہ اولٰی و اقصٰی و بمرتبہ اعلٰی و قصوی امام حسینؑ کو بطیب خاطر و شوق مافوق واجب و لازم ہوگیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ امام حسینؑ روز عاشورا بدا کا خوف فرماتے تھے کہ کہین ایسا نہو کہ شہادت میری ملتوی ہوجاوے اور شہادت امام حسین کی

کے لئے یہ کہ حسنؑ زہر سے شہید ہون اور حسین ذبح کئے جاوین اور پیغمبر کے واسطے دعائے مستجاب ہے پس اگر آپ چاہین تو دعا کیجیے گا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو خداوند جلیل زہر اور قتل سے بچا دیوے اور اگر آپ چاہین تو یہ مصیبت اون دونون کی شہادت کی آپ کی امت عاصی کے لئے ذخیرہ شفاعت بروز قیامت ہوجاوے تب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل مین حکم رب سے راضی ہون اور مین وہی ارادہ کرنیوالا ہون جسکا خدائے عزوجل نے ارادہ فرمایا ہے اور مین دوست رکھتا ہون یہ کہ میری دعا امت عاصی کی شفاعت مین ذخیرہ رہے اور جو خدا نے میری اولاد کے حق مین مقدر فرمایا ہے وہ جاری ہووے انتہے

خبر بدت مستند قتل واقعہ سی اسرار مخفیہ وامور باطنہ سے نہین رہی تہی کہ زمانہ خلافت
ظاہری جناب امیر مین زبان زد عرفا . وقرع سمع اتقیا ہو چکی تہی جناب امیر نے راہ صفین
مین بمقام کربلا پہونچکر اس واقعہ کے اطلاع اپنے اصحاب کو دی اور آپکی صحابہ جب
عمر سعد کو مسجد کوفہ مین داخل ہوتے دیکہتے تہے تو کہا کرتے تہے کہ ھذا قاتل الحسین
بن علی جسپر عمر سعد نے امام حسین سے کہا کہ سفہا مردم ایسا زعم کرتے ہین کہ مین آپکو قتل
کرونگا امام حسین نے فرمایا انہم لیسوا السفہاء ولکنہم حلماء اما انہ تقر عینی ان لا تاکل
بر العراق بعدی الا قلیلا کما فی الارشاد للمفید رح تو یہ خبر مشتہر مسلمات سی ہو چکی تہی جسکے
واقع ہونے کا بالیقین تحتمات سے مستقر تہا اس مین کوئی حیلہ جا بنری کا مخطور نہین ہو نا تہا
نہ یہ امور باطنی سے رہا تہا جسکو احکام ظاہری سے معارض ومخالف توہم کیا جاوے
اور جلد عاشر بحار مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین نے جب یزید
کا فرمان در بارۂ طلب بیعت یا قتل کر دینے کے عامل مدینہ سے سنا تو آپ اپنے
جد امجد کے روضہ مین شب کے وقت تشریف لیگئے اور شکایت امت اور طلب
رخصت فرمائی اور خداوند عزوجل سے مناجات کی کہ الٰہی اس معاملہ مین جو تیری
رضا ہووے وہی مین اختیار کرون اوسوقت امام حسین خضوع وخشوع مین
مصروف بکا تہے اور قبر مطہر رسول داور پر اپنے سر مبارک کو رکہے ہوے مناجات

سلہ ہر آینہ وہ لوگ سفیہ نہین ہین بلکہ عاقل وعارف ہین خبردار ہو کہ میرے خنکی چشم کا باعث ہی کہ تو میرے
بعد عراق کی گیہون نہ کہائیگا مگر تہوڑی یعنی میرے بعد دنیا مین کم مدت متمتع ہوگا۔

فرما رہے تھے کہ جو آپ کی آنکھ اُس حالت خشوع مین جھپک گئی تو عالم رویا مین دیکھا
کہ یکایک پیغمبر خدا صلعم تشریف فرما ہین اور ملائکہ آپکے یمین و یسار اور سامنے حاضر ہین
اور آپ فرماتے ہین حبیبی یا حسین اراک عنقریب مرملا بدمائک مذبوحا
بارض کرب و بلاء من عصابة من امتی وانت مع ذلک عطشان لا تسقی وظمان
لا تروی حبیبی یا حسین ان اباک وامک واخاک قدموا علیّ وھم مشتاقون
الیک وان لک فی الجنان لدرجات لن تنالھا الا بالشھادة فجعل الحسین علیہ السلام
فی منامہ ینظر الی جدہ ویقول یا جداہ لا حاجة لی فی الرجوع الی الدنیا فخذ الیک
ادخلنی معک فی قبرک فقال رسول اللہ صلعم لا بد لک من الرجوع الی الدنیا
حتی ترزق الشھادة وما قد کتب اللہ لک فیھا من الثواب العظیم اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ نے مناجات مین اپنا معاملہ بطریق تعدی اشقیاء کے خداوند
تعالےٰ کی رضا پر منحصر فرما دیا تھا جو رویاے صادقہ مین اپنے جد بزرگوار رسول مختار
سے امر تقدیری کو سُن لیا گیا کہ پیغمبر خدا نے خبر عالم قدس سے آپکو حالی فرما دی کہ مین تجھے

ترا یعنے پیارے میرے اے حسین مین تجھے دیکھتا ہون کہ عنقریب تو اپنے خون مین آلودہ ہے اور اُس حالتمین تو پیاسا ہے اور سیراب نہین کیا جاتا ہے (کہ اشقیاے امت سے کوئی تجھے پانی نہین دیتا ہے) و ہر آئنہ پیارے میرے اے حسین باپ اور مان اور بھائی تیرے میرے پاس آئے تھے اور وہ تیرے دیدار کے اور تیری ملاقات کے مشتاق ہین اور ہر آئنہ تیرے لئے جنت مین البتہ درجات عالیہ ہین کہ تو اُن مقامات پر فائز ہوگا تا وقتیکہ شہید ہووے اس رویاے صادقہ مین امام حسین اپنے نانا کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے یا جداہ مجھے دنیا کے جانے کی ضرورت و حاجت نہین ہے مجھے ابھی اس قبر مین لیلیجیے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ تجھے چارہ نہین ہے کہ تو دنیا مین نہ جاوے یہانتک کہ شہید کیا جاوے اور وہ ثواب عظیم جو خداوند تعالیٰ نے تیرے لئے مقرر فرمایا ہے تجھے ملے انتہٰی

خون بھرا اور پیاسا اور مذبوح دیکھتا ہون بمقام کربلا کے اور تجھے بلا اخذ شہادت کی چارہ
نہین ہی پس امام حسینؑ سفر عراق اور فوز شہادت سی بعد اطلاع پانے امر تقدیر الٰہی کے کسطرح
باز رہ سکتے تھے جن حضرات اور جن اشخاص نے کہ اپنے کو ہلاکت سی بچانا چاہا چار و ناچار
امر قضا اُنپر بہی جاری ہوگیا کما نہت علیک سابقًا اور جو امام حسینؑ نے خود برضا و رغبت
اُسکو اختیار فرمایا تو آپکے مدارج عالیہ وس سے ظاہر ہوئے کہ رسولخدا صلعم نے حسین
منی وانا من حسین فرمایا پس امام حسینؑ کا طرف کربلا کی جانا بر طبق اسوہ ہای اولو العزم
انبیا کے دو نو وجہ پر صادق آتا ہی ایک یہ کہ اگر آپنے حرمین سے بہ نیت حذر از ہتک
حرمت حرمات اللہ و خوف جان و مال و کف بیعت جو سفر اختیار کیا تہا تو حضرت ابرہیم
خلیل اللہ نے ایکمرتبہ خوف آزر سے کوہستان ایران کو ہجرت فرمائی دوسری مرتبہ
بخوف نمرود کے طرف شام و مصر کی ہجرت اختیار کی کما فی کتب السیر اور حضرت موسی نے
بخوف فرعون کے سفر شام کا اختیار فرمایا دوسری مرتبہ بیت المقدس سی بصرہ تشریف
لے آئے کما قالہ محمد الحنفیہ فی احتجاج ہجرتہ الی جبل العقیق اور رسالت مآب صلعم نے
بخوف قریش مکہ کے چند مرتبہ طائف وغیرہ آخرش مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو سراقہ
بن جعشم نے پیغمبر خدا صلعم کا بہ نیت قتل تعاقب کیا مگر تقدیر ایزدی سے اوسکا ارادہ
پورا نہوا ورنہ مثل حادثہ امام حسینؑ کے یہی سانحہ بسبب عدم نصرت مصاحب کے رسولخدا صلعم
کو بھی پیش آجاتا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ مطلق ہجرت فرمانا اور سفر عراق اختیار کرنا
معیوب نہین تہا ایسے مواقع پر ہجرت حضرت انبیا پہلی اختیار کر چکے ہین اونکی جان بسلامت

رہتے اور امام حسین کا شہید ہو جانا نہ اونکے قبضہ قدرت مین تہا نہ آپکی اختیار مین تہا
بلکہ یہ امور تقدیری ہین اور اگر آپنے شہادت کو جاکر سفر کیا تو آپکا جانا مثل تشریف لیجانے
حضرت اسماعیل کے بغرض قربانی بجانب منی کے تہا کہ جس طرح ذبیح اللہ اپنے حال قربانی
سے مطلع ہوکر تشریف منی کو لے گئے اور اثناے راہ مین اغواے ابلیس پر ملتفت
کچھ بہی نہوئے اسی طور پر امام حسین نے بملاحظہ مصالح و فوائد و حصول مدارج و شفاعت
امت کے یہ سفر اختیار فرمالیا اور جو اخبار موحش بیوفائی اہل کوفہ کے اثناے راہ مین آپکو معلوم
ہوتی تہین وہ تمام مصدق آپکی تعبیر رویا کے تہین جبکہ آپ مامور ہوئے تہے
تو وہ خبرین آپ کیلئے موجب انصراف کیونکر ہوتین بلکہ سبب زود روی کا طرف
شہادت کی سمجہنی چاہئین آپ تو مبشر بہ شہادت تہے اور امر تقدیر الٰہی پر شاکر اور راضی بقضا
او تعالی ہو چکے تہے اس مین تو آپکا مرتبہ عرفان مین اعلی و ارفع ظاہر ہوتا ہے اور حال رضا
تسلیم اور پیشقدمی فرمانی آپکی انصار جان نثار ونکا دیکہنا چاہیے کہ باشتیاق تقرب
الٰہی کے پیش قدمی شہادت کیلئے فرماتے تہے اور اپنے سینون کو تیر و سنان مین دیکر جہاد
مین غرق بخون و آلودہ بخاک ہو جاتے تہے پس امام حسین اس ماموری شہادت پر حرمین
شریفین مین یا مین یا سواد و نواح بلاد مین کس طرح اقامت اختیار فرماسکتے تہے کہ خود عالم
رویا مین رسولخدا صلعم سے بشارت شہادت کی بتعین مقتل کے پاچکے تہے اور اوسکا
لابدی ہونا معلوم فرماچکے تہے بلکہ اثناء سفر مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو ملتی تہین
وہ قدرۃً مثل اس غرض مصلحت کی ہوگئین کہ جو حضرت اسماعیل کو راہ منی مین منع قربانی

یین بمقام جمرۂ اُولیٰ و وُسطیٰ و اُخریٰ کے حالی گئی تھین اور اسیوجہ سے امام حسین اپنی
خیراندیشون سے برطبق بیوفائی اہل کوفہ کے فرماتے تھے کہ اِنِّی رَأَیْتُ رسول اللہِ فی المنام
وَاَمَرَنی بما انا ماضٍ (۱ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ للہ الامر من قبل ومن بعد وکل یوم
ربنا ھو فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد للہ علی نعمائہ وھو المستعان علی
اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یبعد من کان الحق نیّتہُ والتقوے
سریرتہُ اسیکا ترجمہ ہی جو صدر مین گند اکہ (۲ اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی نہ عارف
است کہ از راہ سنگ برخیزد اور امام حسین کا رخصت کی اجازت دینا اپنی رفیقون کو
بقولہ ع فمن اَحَبَّ منکمُ الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام بوجہ عام
نہین تھا بلکہ یہ خطاب حقیقۃً اونہین لوگون سے تھا کہ جو اثنائے سفر مین آپ کے
عزم کوفہ اور بعیت اہل کوفہ بدست حضرت مسلم و مرگ معاویہ کو سنکر بامید واری مناصب
امارت کی ساتھہ آپکی ہو گئی تھی اور نام اونکی آپکو معلوم تھے کہ فہرست شہدا مین تقدیر
سے درج نہین کئے ہین ایسے طماع لوگ اگر حاضر رہتے تو انسے اندیشہ مخالفت کا تھا
اور وہ زیادہ موثر ہوتا اب ملخص جواب دربارۂ اختلاف سیر تہائے ائمہ علیہم السلام
کے یہ ہے کہ متتبع کتب اخبار و سیر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اثار حضرات صحابہ مین علاوہ عدم
حرج و مرج بحالت اختیار و اقتدار کے بہت سے تعارض و تناقض ہین جو اس سال

(۱ یعنے ہرآئنہ مین نے رسولخدا صلعم کو خواب مین دیکھا ہے اور مین اُسے بجا لاتا ہون جو مجھکو حکم دیا ہے اور ہر امر اللہ ہی کی قبضۂ قدرت
مین ہے قبل سے اور بعد سے اور ہر یوم کی نئی شان اوسکی ہی حکم سے ہے اگر حکم قضا نازل ہووے جسکو کہ بندگان مرغوب
رکھتے ہین پس ہم اللہ کی حمد اوسکی نعمتون پر کرتے ہین اور وہی مددگار ادائے شکر مین ہے اور اگر قضا حیلولہ کرے خلاف امید کے پس
وہ شخص کہ نیت اس شخص کی حق کے ساتھہ ہے اور اوسکی خصلت مین پرہیزگاری ہے اُس قضا سے حذر نکریگا ۔

(۲ ترجمہ صفحہ ۲۸ پر گذرا

مختصرہ مین بالاستیعاب نقل کرنا موجب طوالت ہی پس ایسے ایرادات واہیہ تقدماً یا تحفظا
اور دفعاً للمدخل فی الصحابہ حضرات ائمہ طاہرین پر وارد کئے جایا کرتے ہین تاکہ طرف مقابل
سے کوئی معترض سیرت صحابہ پر نہووے حالانکہ مابین آثار صحابہ اور اسوہ ہاے
ائمہ طاہرہ اسیقدر بون بعید کافی وبس ہی کہ حضرات ائمہ طاہرین بنا بر تغیر حالات
وتبقاضائے مقامات وبضرورت اوقات بسر فرماتے تھے جو بحالات متغیرہ وضرورت
وقتیہ کے طریقۂ عمل آپ حضرات کی مختلف فیہ نظر آتے ہین حالانکہ اصل شریعت سی
کوئی فعل کوئی اثر انحضرات کا متجاوز نہین ہوا جیساکہ مفصلاً گذرا اور بادی النظر مین
بلا لحاظ مراتب بندگان مقربین وبلا اعتبار مدارج انبیاء و ائمہ طاہرین کے کہ اونکی لئے
احکام مخصوصہ اور خصائص مختصہ ہین اگر باحکام ظاہر امر بعیت ومصالحت فی امر
الخلافۃ کو دیکھا جاوے تو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس طریقہ بعیت کو علی زعمھم امیر المومنین
وسبط اکبر ختم المرسلین نے اختیار کرلیا تھا وہ بعیت علی السلطنۃ تھی اور معائدہ سلوک
کا اس مین بنا بر حکم قرآن وسنت کے مشروط ہوتا تھا اور حضرات مبیعین باسباب ظاہر
مرتکب فسق وفجور کے جین مصالحت ومبائعۃ نہین تھے اور یزید کی بعیت بمعائدہ
عبودیت بلا شرط وشروط کے کیجاتی تہی اور یزید جیسا خلیفہ تھا ضرور ننگ اسلام و
ننگ اہل اسلام وموجب ہتک شرع خیر الانام وسبب شماتت کفرہ ظلام تھا اسکی بعیت
بہن علانیہ مخالفت احکام ملک علام لازم تہی جسکی خبر مخبر صادق مصدوق نے
حدیث اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین ہین لقولہ عباد اللہ خولاً کے اعلام فرمادی تھی اور

لے جبکہ اولاد ابو العاص ۳۰ نفر ہوجاوین گے بندگان خدا کو خدمتگار و غلام بناوین گے

اسی خبر کے ترجمہ کو امام حسینؑ نے فی قولہ لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر
لکم اقرار العبید بیعت نکرینمین یزید کے ارشاد فرمایا تھا لہذا اُس مبایعت مزعومہ اور
اس مبایعت مختومہ مین کہ جو داغ غلامی بھی لگائے جاتے تھے تباین کُلی ہی اور اوسکے
اختیار کرنے اور اسکے اختیار نہ کرنے مین منافات متوہم بھی نہین ہوتے خصوصًا
دربارہ خلافت دنیویہ کے جس کا اخذ کرنا اور ترک کردینا امر اختیاری تھا اور ترک
اوسکا منافی شان خلافت دینیہ کے نہین تھا جیسا کہ گذرا کہ رسول خدا صلعم نے تصرف
وحکمرانی بلد الامین کو صلح حدیبیہ مین فروگذاشت فرمادیا تھا تاہم حضرت رسالت
نبی اللہ متحققًا وحقیقةً تھی اگرچہ شاک فی النبوة شک کنان رہے اسیطرح ائمہ طاہرہ
کی ترک حکمرانی سے اگرچہ تابعین شک صلح حدیبیہ آنحضرت علیہم السلام کی امامت
سے انکار کرین مگر عند اللہ اونکی امامت متحقق ہی بر خلافت قول وفعل حضرات شیخین
کے کہ بلا تغیر احوال و بلا توجیہ مآل از عہدگر مخالف فی الفتوی وفی الاعمال ظہور پذیر ہوتے
رہے ہین یہانپر بفحوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند تا اختلاف بطور نمونہ از
خروارے حالی کیجاتی ہین سابقًا ارشارةً مذکور ہوا کہ حصص غنائم مین مابین سنت
شیخین کے یون بعید تھا کہ جو عہد رسالت مین اور زمانہ ابو بکر مین مسلمانون کو علی
السویہ تقسیم ہوا کیا وہ عہد خلافت فاروق اعظم مین مبدل ہو گیا کہ حصے مہاجرین
اولین ھم کے آخرین سے اور انصار سے اور اونکے حصے تابعین سے از عہدگر متمیز فرمادیئے گئے
کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو السابع من شرح علی نہج البلاغہ اور عثمان غنی نے

توسب سے علحدہ سنت مقرر فرمائی کہ اپنی قوم کے حقوق کی افزائش مین ایسے بڑہے کہ خزاین
ارض اونکے ہی ہاتہہ مین دیدیئے اور فرماتے تہے کہ لو کان بیدی مفاتیح الجنۃ لاعطے
بنی امیۃ اور امر استخلاف مین بہی ایسا ہی تباین رہا کہ جمہور صحابہ اور مسلمین نے جنکا اجماع
علی خطاء علی اعتقادہم واقع نہین ہو سکتا حضرت عتیق کو خلیفہ بنایا اور حضرت رسالت
صلعم کی نسبت کہا جاتا ہے کہ استخلاف من عند النبی و نیز من عند اللہ موجب ہرج
ومرج و سبب فتنہ و فساد کا ہو جاتا جیسا کہ صاحب تحفہ نے عقیدہ اول و چہارم مین
مین اس ہرج و مرج کو بسط و اطناب سے افادہ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ باتفاق
رعایا و برضا سے برایا ہی مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ صاحب تحفہ نے عقیدہ چہارم مین تصفیۂ
استخلاف مین جو باتفاق رعایا ہو یہ فقرہ تعریضًا بالثلاثۃ و ترجیح نفاذہ بہی جوالہ قلم کیا ہے
زیرا کہ نصب او بر ذمہ مکلفین واجب ست کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آنوقت
یکے را از خود رئیس سازند پس تعین آن رئیس مفوض بصوابدید ایشان باشد تا در اطاعت
او قصور نکنند و مثل مشہور کہ نواختہ را نباید انداخت ملحوظ دارند انتہی بقدر الحاجۃ
اور افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ مصلحت وقت حاجت کی ملحوظ خواطر
حضرات ثلاثہ نہوئی کہ خلیفہ اول نے نصب واحد کو ذمہ مکلفین کے واجب بتانا اور
اس مثل نواختہ را نباید انداخت کو فراموش فرما کر استخلاف من شخص واحد دون الرعایا
کو اپنی خود رائی سے اختیار کر لیا اور ثالث نے ہی کی حرمت بہی علی عمومہ ترک استخلاف
مین باد ہوائی فرما دی اور خلیفہ دوم نے تو سب سنتون کو بالاے طاق رکہہ کر

استخلاف کو بھی قایم رکھا اور اُسکو ترک بھی کر دیا اور مصلحت ذمہ مکلفین کو بھی
ملحوظ رکھا اور اسے ترک بھی فرمایا نہ حق استخلاف ادا کیا نہ ذمہ رکھا یا اُسکو چھوڑا
بلکہ جلسہ شوری پر نصب امام کو منحصر کیا اگر خلافت عثمان غنی کی بر طبق اجماع مکلفین
کے ظہور مین آتی تو بمصداق نواختہ را نبا ید انداخت کے ہرگز نوبت بلوے کی نہ آتی
لہذا شوری بحکم اجماع امت کی نہین ہوسکتا اور خلیفہ ثالث نے باوجود یقین کر لینے
اپنی موت کے ایک سیر کو بھی شیخین کی اختیار نکیا چالیس روز تک محصور رہے اور کسیکو
اپنا خلیفہ مقرر نکیا نہ کسیکا استحقاق خلافت بیان فرمایا تا امت اُسکو اپنا خلیفہ
بنا لیتے نہ امر خلافت کو شورے پر چھوڑا یہ بھونچال سیر تھاے ثلاثہ حضرات کے اگر صاحب
تحفہ کو مد نظر ہوتین تو ہرگز نصب امام کو بصواب دید مکلفین کے افادہ نفرماتے مگر وہ
کیا کرین ایک قاعدہ بنا بر عمل ایک خلیفہ یا بر طبق جماعت صحابہ کے مقرر کرتے ہین
وہ دوسرے خلیفہ یا دوسرے جماعت صحابہ کے عمل سے منتقض ہوتا ہی کہان تک
ان مل بے جوڑ سیرتون کو صحابہ کی جمع کر سکتے ہین کہ ہر ایک متعارض و متناقض ہے
ہین یہان تو امیر خسرو کا بھی دم بند ہی کہ کسی بیت مین آثار متباینہ صحابہ کو خسرو
نے باقتضای عاجزی و بیچارگی جمع نہین کیا

باب پنجم

بیان مین اولاد ائمہ طیبین کے دربارۂ دعوے خلافت وانحراف از امامت ائمہ ہدا کے

سے جانا نا چاہی کہ خروج فرمانا صاحبزادگان ائمہ معصومین کا دلیل اونکے دعوی امامت
کی نہین ہی اور دعوے خلافت کرنا مخبر خلافت حقہ دینیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ علانیہ خروج
انکا متغلبین پر بنا بر دفاع مظالم تہا یا بالغرض انتزاع خلافت دنیویہ مغصوبہ کے ہوا ہے
جس خلافت کو کہ وہ حق ثابت سادات کا جانتے تھے اگرچہ فقہا سب تابع تھے اور خروج [illegible]
رہتے تاہم یہ امر غیر ثابت تہا کہ انہون نے اذن تصرف ائمہ معصومین سے پایا [illegible]
بلکہ ممکن تہا کہ اوس وقت مین تصرف اونکا باذن آنحضرات کے بطور جائز ہو [illegible]
نہین ہوا لہذا محض خروج پر اونکے مذہب کو محمول کرنا بنا بر خلافت اجماعی کے درست
نہین ہوتا اور دعوے خلافت اولاً غیر ثابت ہی ثانیاً خلافت باعتبار معنی کے مفید
بوجہ عموم کو ہے ممکن ہی کہ دعوے سلطنت کا کیا ہو وہی اور خلافت دنیویہ کو اونہون نے
حسب استعمال وعرف کے خلافت سے تعبیر کیا کیونکہ اونکے عہد مین بادشاہون کو اسلام مین خلفاہی
کہتے تہے چنانچہ عہد خلفاء عباسیہ مین دو دو و تین تین و چار چار فی وقت واحد خلیفہ
ہوئے ہین چونکہ اون سلاطین کی بہی سلطنت باجماع امت اور بر طبق بیعت از یوم
فلتت مرسوم ہو گئے تہے تو اون دو دو و چار چار خلفائے دنیویہ کی خلافت و سلطنت
پر عامۃ الناس کی بیعت ہوتی رہی ہو خلفا لدینہ دیکھو اوائل صدی ثالث مین عباسی بغداد
کے خلفاء اور سادات طبرستان ملک ری و دیلم کے خلفاء اور طباطبائی علوی حسینی
سادات یمن کی خلفاء اور اموی اندلس کے خلفاء قائم و مستقر تھے کما فی تاریخ الخلفا
للسیوطی پس اسی عہد اور اسی رسم پر اگر دیگر سادات اولاد ائمہ نے بہی سلطنت خواہی

از نام خلافت فرمائی اور اونکے غیر وقتاً فوقتاً سادات اور غیر سادات سی فی وقت
واحد خلفا ہوتے رہے تو یہ خروج اور یہ دعوی انکا کسیطرح اور کسی طور پر موہم
انکی خلافت دینیہ کیلئے نہین ہوسکتا اور چونکہ امارت دنیویہ مین بھی حقیت بنہج خاص
ہے کما سبق فی الصدر اگر اولاد ائمہ نے اس امارت کو اپنا حق ہی سمجھ لیا ہووے
اور اپنی امارت کو دینی ہی کہا ہو تو امارت حقہ دنیویہ کے اعتبار سے تاہم محل اعتراض
نہین کہ ائمہ اربعہ کوفی واصبحی و شافعی و شیبانی اہل امارت کبرے و خلافت عظمی
کے ممہدہ اور تیار کردہ قواعد اہلسنت سی محض مخالف اور منکر یا نابلد رہے ہین جنکی کہ
بحالت مخالفت وانکار یا عدم معرفت اور شناخت امام زمانہ کی ہے قضا کرلئے
اور حدیث من[1] مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ پرکچھ التفات نفرمایا بنابر
سیرت ابن عمر صحابی جلیل کے کہ اوہون نے بپاس حدیث مذکور کے حجاج بن
یوسف کے پاون پر عبد الملک مروانی خلیفہ کے بیعت فوری کرلی کما نقلہ ابن ابی الحدید
فی الجزو الثالثہ عشر من شرحہ علی نہج البلاغۃ اور موکد اسکی حدیث آخر فانہ لیس احد من
الناس یخرج من السلطان شبرا فمات علیہ الا مات میتۃ جاہلیۃ کما فی الصحیح لمسلم ہی
دیکھو خلفاے بنی امیہ و بنی عباس جو ائمہ اربعہ کے امام زمانہم تھے اور جنکی خلافت
باحادیث متواترہ مرویہ کنز العمال و کتاب الانافہ و تاریخ الخلفا للسیوطی اور نیز
حسب افادت قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے خلافت انکی امیہ

[1] جو شخص بغیر جانے اپنے امام زمانہ کے مرجاوے تو وہ کافر مرا ۲ ترجمہ اسکا صفحہ ۲۳ پر گذرا

مسلم الثبوت اور بنا بر اعتراف ابو شکور صاحب کتاب التمہید کے خلافت عباسیہ داخل شریعت حقہ اور نافذ بغیرہ عیوب تھے وہ ایمہ اربعہ کے مذہب مین ظالم و لص و متغلب تھے اور اونپر خروج کرنا مسلمانون کو واجب تھا چنانچہ علامہ زمخشری نے تفسیر آیہ ولا ینال عہدی الظالمین مین لکھا ہو کہ وکان[۱] ابو حنیفہ رحمہ اللہ یفتی سراً بوجوب نصرۃ زید بن علی رض وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المتسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباھہ وقالت لہ امراۃ اشرت علی ابنی بالخروج مع ابراھیم ومحمد ابنی عبد اللہ بن الحسن حتی قتل فقال لیتنی مکان ابنک وکان یقول فی المنصور واشیاعہ لو ارادوا بناء مسجد وارادونی علی عد آجرہ لما فعلت اور محمد شہرستانی صاحب ملل نے ترجمہ فرقہ جاروریہ مین لکھا ہے وکان[۲] ابو حنیفہ رحمہ اللہ علی بیعتہ (ای علی بیعۃ الامام محمد بن عبد اللہ بن الحسن) ومن جملہ شیعتہ حتی رفع الامر الی المنصور فحبسہ حبس الابد حتی مات فی الحبس ولما قتل محمد بالمدینۃ بقی الامام ابو حنیفہ علی تلک البیعۃ انتہی اور مذہب امام مالک کا باب اول

[۱] ابو حنیفہ پوشیدہ نصرت زید کی واجب ہونیمین فتوی دیتے تہے اور زید کی نصرت مین اور خروج کیلئے خلفا پر مال بہیجتے تہے کہ وہ زندادین اور متولی بالقہر نام رکہتی تہی ساتہہ امام و خلیفہ کے مثل دوانقی کے اور اوسکے ہمشابہ خلافت اجماعی پر ممتاز ہوئی (زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک پر اور محمد و ابراہیم نے دوانقی پر خروج کیا تہا) اور ایک عورت نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تمنے میرے بیٹے کو ابراہیم و محمد پسران عبد اللہ بن الحسن بن امام حسن کے ساتہہ خروج کرنیکا اشارہ کیا تہا حتے کہ وہ بیٹا میرا قتل ہو گیا فرمایا کہ کاش مین تیرے بیٹے کی جگہ ہوتا اور ابو حنیفہ فرمایا کرتے تہے منصور دوانقی اور اوسکے مشابہ خلفا کی حق مین کہ اگر یہ لوگ مسجد بنانیکا ارادہ کرین اور وہ مجہے اوسکی خشت شماری پر مامور کرنیکا ارادہ فرمائین تو مین بجا نہ لاونگا [۲] ابو حنیفہ بیعت پر امام محمد بن عبد اللہ بن حسن کے اور اونکے شیعون مین تہے حتے کہ امر طرف منصور کے مرتفع ہو گیا پس ابو حنیفہ کو منصور نے دائم الحبس کر دیا یہانتک کہ قید مین ہی ابو حنیفہ مر گئے اور جب امام محمد مدینہ مین قتل کئے گئے تو ابو حنیفہ اونکی ہی بیعت پر ثابت رہے اور منصور دوانقی کی بیعت اختیار نہین کی

ذکر بیعت بکر مین مذکور ہوچکا ہی بلکہ امام مالک بیعت عامہ وخلافت ہر بے گانہ کو دیکھکر
اصل طریقہ خلافت اجماعی واستخلاف اہل الحل سے بد دل ہوکر خلافت مروجہ الوقت
مین تمیز شخصے فرماتے تھے چنانچہ ابن الزبیر کی خلافت کو مروان بن الحکم خلیفہ بیع ومجمع علیہ
الامتہ اور عبدالملک مروانی کی خلافت پر کہ جو یہ خلفاء اثنا عشر سے شمار کیا گیا ہی ترجیح
دیا کرتے تھے کما نقلہ ابن عبدالبر صاحب الاستیعاب فی ترجمۃ ابن الزبیر حالانکہ یہ انکا عقیدہ
مخالف مذہب جمہور محدثین اہلسنت اور منافی اونکے قواعد وآئین شرائط امامت کی ہے
اسلئے کہ عبدالملک مروانی کو بافادہ راس المحدثین قاضی عیاض وشیخ الاسلام ابن حجر کے
خلفاء اثنا عشر مین منسلک کیا ہی اور خلافت مروان کی بالقطع والیقین منوال سقیفہ
پر منسوج ہوئی ہے اور جو شرط دعوے امامت مع السیف کے خلیفہ وامام کے لئے متخذ
اہلسنت ہی وہ مروان کی فتوحات اور تسلط ممالک اور تسخیر صفحات اسلام اور قبل ازین
بیعت اہل الحل واصحاب دول سے بعدہ وجہ ثابت ہی چنانچہ علامہ دمیری نے حیوۃ
الحیوان مین تحت لغت اود کی خلافت مروان کو سلسلہ خلافت ثلاثہ مین بعد معاویہ
بن یزید کے اس طرح لکھا ہی ثم قام مروان بن الحکم بویع لہ بالخلافۃ بالجابیۃ
ثم دخل الشام فاذعن اہلہا لہ بالطاعۃ ثم دخل مصر بعد حروب کثیرۃ فبایعہ اہلہا
اور امام محمد بن ادریس شافعی اپنے امام زمانہ ہارون رشید کی خلافت سے مثل سادات

ع لے پھر مروان بن الحکم قایم ہوا بعد معاویہ بن یزید کے اور اوسکی خلافت پر بیعت بمقام جابیہ کی گئی پس از ان
مروان داخل شام ہوا اہل شام نے اوسکی اطاعت قبول کی پھر وہ بعد محاربات کثیرہ کے داخل مصر ہوا اوسوقت
اہل مصر نے بھی مروان کی بیعت کرلی ؛

بنی فاطمہ کے منحرف تھے چنانچہ بجرم انحراف ہمراہ سادات کے یمن سے گرفتار ہو کر رشید خلیفہ کے حضور میں دس برس ملازم کے شمول میں پیش ہوئے امام رازی رسالہ فضائل امام شافعی میں نقلاً عنہ لکھتے ہیں کہ فلما انتہی الامر الی قلت یا امیر المومنین عبدک وخادمک محمد بن ادریس قال الرشید یا غلام اضرب عنقہ قلت یا امیر المومنین کانت اتہمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف صاف انحراف امام شافعی کا امام زمانہ رشید خلیفہ مجمع علیہ الامۃ من اہل السنۃ سے ثابت ہوا اور امام احمد بن حنبل کا حرف امام زمانہ وخلیفہ یگانہ معتصم باللہ عباسی کے مذہب خلافت سے ۲۲۰ھ کے واقعہ سے ہی ظاہر ہے جو حافظ جلال سیوطی نے ترجمہ معتصم میں اشارۃً لکھا ہے وضرب (المعتصم) الامام احمد بن حنبل وکان ضربہ فی سنۃ عشرین اور علامہ دمیری نے ترجمہ معتصم میں نقل کیا ہے واستمر الامام احمد بن حنبل محبوساً الی ان بویع المعتصم فاحضر الامام احمد الی بغداد وعقد المجلس للمناظرۃ وفیہ عبد الرحمن والقاضی احمد بن ابی داؤد وغیرہما فناظرہ ثلاثۃ ایام ولم یزل معہم فی جدال الی الیوم الرابع فامر بضربہ فضرب بالسیاط فلم یزل الواسعہ فی جدال الی ان قالوا یا امیر المومنین اقتلہ ودمہ فی اعناقنا فرفع المعتصم یدہ ولطم بہا وجہ الامام احمد فخر مغشیا علیہ ولم یزل احمد بن حنبل یتوجع منہا حتی مات انتہی ملتقطاً

۱؎ جبکہ میری باری پیشی کی آئی تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین تیرا بندہ تیرا خادم محمد بن ادریس ہوں رشید نے فرمایا اے غلام اسکی گردن مار دے میں نے کہا یا امیر المومنین کیا تو نے مجھے اپنی خلافت سے متہم بانحراف فرمایا ہے اور جانب دار علویہ کا سمجھا ہے ۲؎ معتصم نے امام احمد کو مارا اور امام احمد ایک مدت

پس یہ ایمہ اربعہ اگر مخالف مذہب و عقیدت مین خلفار زمانہ او منحرف اونکی خلافت سے
نہوتے بلکہ اونکو خلفا مفترض الطاعت مین باور کرتے اور پیشوائے دین اونکو مانتے اور
اونکے بوجہ اطلاق تابع و منقاد اور اونکی خلافت پر صحیح الاعتقاد رہتے تو اونپر خروج
کرنے کے فتوے جاری نکرتے او بیعت کرنے والونکو اونسے انحراف کرنیپر ترغیب
نہ لاتے کما مضے فی الباب الاول اور خود حبس او ضرب سے ممتاز نکیجاتے او مثل سادات
علویہ کے گرفتار ہوکر مجرم قرار نہ دیجاتے اور اونکو اپنی جان بچانے مین تقیۃً اتہمنی
بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ کی عرض کرنیکی ضرورت موافق مذہب شیعہ
پیش نہ آتی اور اونکی تعمیر مسجد کو ناجائز نگردانتے جو یہ ناجوازی خلفار کے کفر پر دلالت
کرنے والی ہے ورنہ مرد مسلم کا تعمیر مسجد کرنا کسیطرح ناجائز نہین ہوسکتا ان تمام واقعات
ذلت و خواری اور تعمیر مسجد کی ناجوازی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات اربعہ
اونہین خلفار زمان کو جنکی خلافت عامہ مثل خلافت یوم سقیفہ ہجوم مردمان سے قایم
او مستقل ہوگی تھی خلیفہ برحق نہین جانتے تھے جو اس عقیدت سے خلافت ثلاثہ
خود بخود مستاصل ہوتی ہے یا یہ کہ یہ ایمہ اربعہ قواعد و شرائط امامت متخذہ اہلسنت
سے نابلد تھے جو اپنی امام اور خلیفہ انام کے لئے علمار متاخرین اہل سنت نے

بقیہ صفحہ ۱۶۹ قید مین رہے حتی کہ معتصم سے بیعت کیا گیا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی تین دن امام احمد سے مناظرہ رہا آخر اونکو کوڑے مارے گئے یہانتک کہ علما نے کہا کہ امام احمد کو قتل کردو خون ہماری گردنون پر ہے اگر یہ صادق ہے پس معتصم نے امام احمد کے مونھہ پر تھپڑ مارا کہ وہ غش کھا کر گر گئے اور ہمیشہ دردناک رہے حتے کہ مر گئے

ودشرائط مثل استیلا بر متغلبین وقہر متصلصلین واستیصال متبدعین واقامت جمع
واعیاد وتجہیز جیوش برائے جہاد اور تنفیذ احکام اور حفظ حدود دار السلام اور
ترویج صغار اور قسمت غنائم بر انفار قرائجہ نقادہ سے تجویز فرمائی ہین اور یہ سب
امور خلفاء بنی امیہ وبنی عباس ہین مع استخلاف متخلفین واجماع مسلمین خاطر خواہ انکے
کے جمع تھے خصوصًا استیصال متبدعین عندہم ہین یہ خلفاء بحکم محکم سرور عالم امراء
جور کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے کہ قتل واستیصال سادات فاطمیہ وعلویہ ہین رضیہ
کامل حاصل کر چکے تھے تاہم یہ ائمہ اربعہ حق خلافت مطلقہ اپنی خلفاء زمانہ کے معرفت
سکے اور انسے منحرف ہی رہکر رہگرائی عالم بقا ہوگئے یہ جہل علانیہ امام زادوں کے
خروج علی الجبابرہ مجمع علیہم سے جو بنظر دفاع ہوا ہے کہین زائد بلکہ باہم نسبت تناقض
کے رکھتا ہے کیونکہ دفاع شرعًا واجب ہے اور عدم معرفت امام زمانہ بالاتفاق مستوجب
موت جاہلیت ہے فافہم وزیادہ ازین ہا احکام شریعت ظاہرہ کے اکثر مواقع پر حضرات
صحابہ بھی مغالطات مین غوطہ زن رہے ہین جنکی تفصیل طویل ہے مختصرا ایک دو روایتین
لکھی جاتی ہین صاحب جامع اصول نے فضائل قبائل مخصوصہ مین عمران بن حصین
سے نقل کیا ہے مات النبیؐ وهو یکره ثلثة احیاء ثقیفًا وبنی حنیفة وبنی امیة
اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قال رسول الله الملك فی قریش پس اہل الحل نے
حضرات صحابہ وتابعین مین سے اسی قوم بنی امیہ کے ملک وسلطنت پر بیعت بنا بر
زندگی خلافت حقہ دینیہ کو فرمائی اور کراہت نبوی کو فراموش کیا کہ آنحضرتؐ تا رحلت

اس قوم سے رنجیدہ و ناراض رہے اور انکی امارت کو ملک فرمایا ہے نہ خلافت دینیہ
اور نہ سمجھی کہ انکی خلافت برخلاف سنت حضرت رسالت سزاوار نہین تہا کہ اجماع امت
ہوا اور یہ کہ اہل الحل یہ بہی اپنی تواجد مین نہ سمجھو کہ تقیہ کو امت خلف اہلسنت کے حرام گردانے گی تو
ہمارا یہ فعل تقیہ پر بہی محمول نہوگا بجز اسکے کہ ہماری سیرت مخالف سنت ہو کر امیر معاویہ کی
سنت کی تبعیت مین شمار ہوگی اور یہی وجہ بہی ہو کہ اہل الحل نے بملاحظہ استحقاق تصرف
بیت المال کہیں ہر جگہہ بیعت کو اختیار فرمایا ہی جو نقادی فعل ہر بیعت سے یہ راز منکشف
ہو سکتا ہو کہ اہل الحل بعد ... کبھی معیت الخلافہ ذریت ختم المرسلین پر جمع نہوئی کیونکہ
حضرات ائمہ طاہرین اسراف اموال کیلئے رومال نہین کہتی تہو اسکے اونپر طرح طرح سے معترض ہو
جسے کہ اخذ روایات مین بہی اور منحرف ہین اہل الحل والعقد نے براہ نقادی امرا بنی امیہ و
خلفاء بنی عباس کے بیت المال کو شام و عراق مین دیکھکر انہی سکونت دار الخلافتون مین
اختیار فرمائے تاکہ حسب ضرورت فوراً ہر فاسق ظالم مدعی خلافت کی بیعت ہو جاوے حجاز و یمن و
خراسان سے اہل الحل کی جلد ... مین انتظار کیا جاوے اور جمیل صحابہ مین روایت ضرب نہیب صحابہ کے جو جامع
الاصول کی کتاب الجہاد مین مروی ہو بس کافی ہو کہ فرمایا رسول خدا نے ۱۷ احد کم متکیا علی
اریکتہ قد یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی القرآن الحدیث اور یہ لوٹ مار صحابہ کی
اور جمیل تاراجی ملک کا خروج سادات علی شخص واحد مرتبہ مین کہین زائد ہو جو صحابہ کا جبل
قبیہ اور حرص فضیحہ اس تاراجی سے ظاہر ہو اور زید شہید کو فرقہ زیدیہ بربنا اپنے مرویات کی خواہ کچھ ہی اعتقاد

۱؎ ایا تم مین کوئی تکیہ لگائی ہوئی نہین ہو جو گمان کرتا ہو کہ خدا نے کوئی شے حرام نہین کی مگر جو قرآن مین مذکور ہے۔

کرین مگر فرقہ اثنا عشریہ اونکو بہر وجہ عالم وفقیہ جانتے ہین اور خروج
اونکا متغلبین بنی امیہ پر اگرچہ بہ نیت انتزاع سلطنت کے بھی ہوا ہو لاکن
اس ہین امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور ملحوظ ہے اور یہ خروج ہرگز خالی امر
سے نہین ہو سکتا اور محمد اور ابراہیم کے لئے تو ائمہ وشیوخ اہلسنت نے بھی
اجازت خروج کی دی تھی اونپر کیا شماتت ہو سکتی ہی کما مضے فی ذکرہما سابقاً
اور یہ خروج ذریت رسالت سے جس نیت وارادہ سے کہ ظہور مین آیا اوس سے
یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات خلافت باجماع امت کی معتقد نہین تھے
ورنہ خلفاء مجمع علیہم پر کسطرح خروج فرماتے اور اس خروج کی خصوصیت اونسی ہی نہین
یہ خروج وانحراف خلفاء مجمع علیہم پر ہر زمانہ مین ہر ایک قوم مسلمان کرتے رہے
ہین اور وہ باعتقاد تابعین خلفاء کے باغی ومرتد کہلائے گئے ہین جو اس انحراف
وخروج سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اتفاق کل جماعت واجماع امت برضا ورغبت
کسی خلیفہ کے خلافت پر نہین ہوا اس مقام پر اسماے منحرفین کو جدول مین
دکھلایا جاتا ہے جسکا پتہ ونشان کتب سیر وتواریخ سے بخوبی ملتا ہے

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	سعد بن عبادہ صحابی مالک بن نویرہ وغیرہ قبیلہ بنی یربوع	مواقف ومنہاج السنہ ونہایۃ العقول انہم قالوا نصلے ولا نزکی کما فی الصحاح صفحہ ۱۳ رسالہ ہذا بافادہ ابن حزم

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	علی والعباس	قال عمر فرأیتما ہ کاذبا غادرا خائنا کما فی المسلم
	بنوہاشم کلھم	صحیح بخاری فی روایۃ الزہری
	امام حسن مجتبی	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	زبیر بن العوام	شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۸۰
	مہاجرین وانصار	ایضاً
	قبائل عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عمر فاروق	سعد بن عبادہ	منہاج السنۃ ونہایۃ العقول
	خالد بن ولید	روضۃ الاحباب در ذکر خلافت ثانی
	طلحہ وزبیر	تاریخ الخمیس وکنز العمال در ذکر استخلاف ابی بکر
	جناب امیر وحضرت عباس	قال عمر انتمانی کاذبا غادرا خائنا کما فی المسلم
	امام حسین	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	قبیلہ عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عثمان غنی	اکثر گروہ گروہ قبائل	مدنی ومصری وکوفی وبنی ہذیل وقبیلہ عمار وبنو غفار
	عرب وعراق ومصر	کمافی المعارف والصواعق المحرقہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب وامام حسن مجتبی کے مخالفین ومعاندین ومبغضین ومنحرفین وناکثین کی عدا انتہا ہی نہین کتب سیر انکے ذکر سے مملو ہین۔

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
امیر معاویہ	قبیلہ اوس و خزرج	تاریخ الخلفاء من اخبارہ
	اہل کوفہ	تاریخ ابو الحسن المداینی و ابو سائب الکلبی
یزید بن معاویہ	اہل کوفہ فاطمیہ	۴ اور ... ۴۰ ہزار کا بیعت حضرت مسلم کی کر لینا
	امام حسین معہ جماعت شہدا	کتب مقتل و تاریخ و سیر
	عبد اللہ بن زبیر معہ اہل مکہ	تاریخ الخلفاء
	عبد اللہ بن حنظلہ معہ اہل مدینہ	ایضاً
عبد اللہ بن زبیر	مروان بن الحکم معہ اہل شام	حیوۃ الحیوان
	اہل مصر اتباع مروان	
عبد الملک بن مروان	نافع بن ازرق در بصرہ	معارف ابن قتیبہ
	مختار بن ابو عبیدہ ثقفی	
	عمرو بن سعید اموی	معارف و میزان الاعتدال
	صالح بن مسرح تمیمی	معارف
	عبد الرحمن بن محمد اشعث	ایضاً
	عبد اللہ بن زبیر و مصعب	ایضاً
ولید بن عبد الملک	سعید بن المسیب	حبیب السیر
	عمر بن عبد العزیز	تاریخ الخلفاء

خلیفۂ عصر	منتخب مفسرین و مخالفین	سند کتب
ولید مذکور	سعید بن جبیر	حبیب السیر
	عطا بن مجاہد	ایضاً
	طلق بن حبیب	ایضاً
	عمرو بن دینار	ایضاً
سلیمان بن عبد الملک	قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان	حبیب السیر و فی المعارف کان عاملاً للحجاج فی قتلہ وکیع التمیمی (من قبل الحجاج)
	ابو ہاشم بن محمد حنفیہ	ایضاً
یزید بن عبد الملک	بنی عباس	بہ دعوت خلافت وطلب نصرت مانع یزید سے کرتے تھے کما فی حبیب السیر
	ابو عکرمہ	ایضاً
	شوذب	ایضاً
	یزید بن مہلب	ایضاً
ہشام بن عبد الملک	اہل کوفہ ہمراہی زید شہید	مشہور بین الجمہور
ہشام بن عبد الملک	ابراہیم امام	حبیب السیر

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
ولید بن یزید	ابومسلم	حبیب السیر
	زید بن ولید	حبیب السیر و تاریخ الخلفاء
	رعایا و برایا	ایضاً

اور یہ اسماء اُن اشخاص و قبائل کے ہین کہ جنہون نے علانیہ خلفاے وقت سے مخالفت زبانی یا کراہت قلبی کے یا خروج بالسیف کیا ہے اور یہ وہ خلفا ہین جنکو اہل حدیث نے مثل قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے مصداق حدیث لایزال امر امتی قائما حتی یمضے فیہ اثنا عشر خلیفہ کلھم من قریش مین تجویز و تشخیص فرمایا ہے کما فی فتح الباری اور کلھم یجتمع علیہ الناس کو منطبق کیا ہے اگر کہا جاوے کہ خلافت خلفاء کے بعد قلع قمع و قتل و اہلاک منحرفین کے مجمع علیہ الامتہ و متحقق ہو گئی تھی تو معتقدین خلافت اجماعی انصافاً فرماوین کہ آیا بیعت اہل الحل والعقد اور اونکا اوبعض دون بعض کا اجماع علی الخلافۃ اگر خلفاء کی خلافت ثابت و متحقق اور برحق ہونیکو کافی تھا تو یہ خونریزی جماعت مسلمین کی بعض مسنکے انحراف کی وجہ پر جو اُنھون نے اتفاق بعض الامتہ مین شرکت نہین کی اور خلیفہ کو مستحق خلافت نہین دیکھا کب شرعاً جائز تھا جو مجبوراً اونکو ہم راے اپنا بنایا جاے اور اگر وہ مجبوراً قہر و غلبہ خلیفہ سے شریک اتفاق بھی ہوئے تو یہ قہری اتفاق کب اجماع شرعی ہو سکتا ہے اور دوسری شق یہ ہے کہ اگر بیعت و اجماع اہل الحل اوبعض دون البعض کافی نہین اور خونریزی منحرفین

سے ہی خلافت ثابت ہوتی ہے توکیا یہ عبث فعل ہے بیت اہل الحل والعقد کا رآمد ہوا حالانکہ
خلیفہ قاہر کیلئے اپنی خلافت قایم کرنے مین صرف تیغ زنی کفایت کرتی ہے اور حقیقۃً یہ ہی
ہوتا ہی رہا ہے کہ یوم سقیفہ سے تا زمان آواخر خلفا بس منحرفین کے قتل وقمع سے استقرار و
استحکام خلافت کا حاصل کیا گیا ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ؀ پھر
یہ بدعت خلیفہ سازی اور اہل الحل کی دستاربندی کو کیا دخل خلافت کی صحت مین ہو سکتا
ہے جناب امیر کی خلافت پر عامہ امت نے بیعت کی تھی کما فی تاریخ الخلفا صحابہ بدرئین اور اصحاب
جمل وصفین نے کب انقیاد و طاعت اختیار کی جو اب امت کو خلافت اجماعی کے برحق ہونے
پر ایمان لانے کے خلاف سیرت صحابہ بدر وجمل وصفین کی تکلیف دیجاتی ہی اور جن لوگون
نے کہ اولاد ائمہ طاہرہ سے امام العصر کی سعایت جبابرہ سے کی وہ سب مصداق آیہ
لیس من اہلک کے بدمذہب اور بے دین ہو گئے تھے ؎ پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد ـ مثل زید بن الحسن کے کہ ولید بن عبدالملک مروانی سے
سعایت کرکے امام محمد باقر علیہ السلام کو شہید کرادیا اور مانند علی یا محمد بن اسمعیل برادر زادہ
امام موسی کاظم کے کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی سے سعایت کرکے آپکو محبوس کرا دیا حتے
کہ اوسی محبوسی مین آپ شہید کئے گئے اور جعفر بن امام علی النقی کا حال ابتدا مین ضرور
قابل ملامت کے تھا کہ انواع انواع کے فسق وفجور مین مبتلا رہا اور وکلاء ناحیہ مقدسہ کی سعایت
خلیفہ عباسی سے کی اور خود دعوے خلافت بھی کیا اسی وجہ سے کذاب مشہور ہوئے بالآخر
توبہ وانابت کی اور رجوع بحق فرمایا اونکے بارہ مین حدیث صاحب العصر والزمان

حلیف القرآن خلیفۃ الرحمن کی کتاب اعلام الوری مین مروی ہے جو انکو مثل برادران حضرت یوسف کی مثل فرمایا ہے باقی اولاد ائمہ طاہرین کا مذہب ہرگز مخالف طریقہ مرضیہ جعفریہ کے ثابت نہین مثل یحیی بن زید شہید اور ابراہیم بن امام موسی کاظم و عبد اللہ بن الحسن بن امام حسن و ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن المذکور اور عبد اللہ بن حسین بن زید بن امام زین العابدین و محمد بن عبد اللہ بن الحسن ملقب بنفس زکیہ و زکریا بن امام محمد باقر و محمد بن عبد اللہ بن الحسن موصوف و یحیی بن عمر کے کہ جو احفاد زید شہید سے ہین اس مقام پر صاحب تنزیہ اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مجرد خروج بسیف دلالت بر انکار امامت امام وقت ندارد فافہم اور سعایت کرنی امام العصر کی جبابرہ وقت سے نہ بربنا رمخالفت مذہبی کے ہے ہو سکتی ہے بلکہ حسد و کینہ و حرص علی الامارۃ اکثر بحکم نفس امارہ دینیات پر غالب ہوتا رہتا ہے چونکہ ہر امام زادے معصوم نہین ہوتے تو ہر فعل و قول اونکا حجت نہین ہو سکتا فمن ابصر فلنفسہ و من عمی فعلیہ اور مفہوم حدیث مَن سَلَکَ عَلٰی سُنَّتِی فَہُوَ مِنْ آلِی نفی سیادت پر حجت عجیب و غریب ہے اولاً اس حدیث کی سند ہی کیا ہے جو حجت گردانی جاوے اور جس کتاب مین کہ یہ منقول ہے وہ دیوان حضرت ابو ہریرہ سے ماثور ہوگی نہ کتب صحاح اخبار نبویہ ہے ثانیاً اسکے معارضت مین حدیث دیگر اَکْرِمُوا اَوْلَادِی الصَّالِحِینَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحِینَ لِی البتہ موجہ ہے اسلئے کہ اسکے مؤید بہت سے اخبار ہین جیسے حکم تعظیم اہلبیت کی واجب ہونے کا متفق علیہ ہے چنانچہ حضرات عامہ حدیث ثقلین کو تعظیم اہلبیت پر ہی محمول کرتے ہین پس جبکہ

اولاد طالح آپکی بھی لائق اکرام وتعظیم کے بحکم حدیث ثابت ہوئی تو اوس اولاد کی نفی آپکی آل سے کسطرح صادق آسکتی ہی لہذا یہ حدیث الطالحین لی لامحالہ مُسقط اوس حدیث مستدل بہ کے ہی ثانیًا سلمناہ مگر یہ کہان معنے حدیث سے پایا گیا کہ اولاد بدمذہب آل رسول سے نہین ہین یہ معنے اوسوقت صحیح ہوتے جبکہ الفاظ حدیث بدین نہج وارد ہوتے مَن سَلَکَ مِن آلِی عَلٰی سُنَّتِی فَھُوَ مِنِّی وَمَن لَم یَسلُکْ عَلَیھَا فَھُوَ لَیسَ مِن آلِی پس بفرض ورود معنے اس حدیث کے بس اسیقدر ہوسکتے ہین کہ جس شخص نے آپکے طریقہ پر سلوک کیا وہ شامل آپکی اولاد کے مرتبہ کے ہوگیا اور اولاد نبی ہین صالح وطالح ہر قسم کے ہین بلکہ مفہوم حدیث مستدل سادات عدیم البصیرۃ پر اسوجہ سے حجت ہے کہ وہ معتقد اوس خلافت مجمع علیہا کے ہین جو سنت نبوی ہین داخل نہین اور وہ خاص سنت صحابہ ہین حادث ہوئی ہی تو عدم سلوک اونکا مخالف سلوک سنت نبوی کے ہوا پس وہ بنا بر احتجاج معترض کے ضرور آل نبی سے خارج ہین فتدبر الغرض بین الآل وبین الامۃ کے تفریق اور عمدہ شناخت بین الصحابہ واہلبیت النبی کی تمیز سے جو چند حدیثون سے ہوگئی ہی واضح ہے جو جائے شبہ واشتباہ باقی نہین حدیث متفق علیہ شان ہین آل محمد کی وارد ہوئی ہے جو صاحب مشکوۃ نے صفحہ ۳۵۹ پر نقل کی ہے قال صلعم اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتا وفی روایۃ کفافا محشی فرماتے ہین ای بقدر ما یمسک الرمق من المطعم وقیل ای کفایۃ من غیر اسراف وای قوتا یکفھم من الجوع اور اوسی صفحہ مشکوۃ پر حدیث متفق علیہ شان ہین صحابہ عظام کی منقول ہی قال رسول اللہ صلعم فواللہ لا الفقر اخشٰہ

علیکم ولٰکن اخشٰی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علیٰ من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلکم کما اھلکتھم ملخص ترجمہ حدیث اول کا یہ ہے کہ رسول خدا صلعم دعا فرمائی کہ بار خدایا آل محمد کے لئے رزق بقدر قوت مقرر فرما اور ترجمہ حدیث ثانی کا یہ ہے کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مین تمپر فقر کا خوف نہین کرتا لاکن انبساط دنیا کا خوف کرتا ہون جیسا کہ پہلے لوگون پر دنیا انبسط ہوئی تھی اور تم دولت دنیا سے رغبت کروگی جیسا کہ پہلے لوگون نے رغبت دنیا سے کی اور تم ہلاک ہو جاؤگے جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئی انتہٰی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصدیق فرمائی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور فتوحات حاصل ہوئین اور باہمد گراونمین تحاسد وتقاتل واقع ہوا اور وہ مشرک تو نہوئی مگر رغبت دنیا مین آلودہ ضرور ہوگئے جیسا کہ رسولخدا نے خبردی تھی مگر یہ کہ اونکے انبساط دنیا کو ہوا خواہان بیت المال وزلہ خواران مطبخ خلفا وامرا نے دینی فتوحات واسلامی اشاعات سے تعبیر فرمالیا اور کچھہ پاس قول خواجہ کائنات کا نکیا اب دیکھہ لیا جاوے کہ آل محمد کون ہین اور سلف سے کیا اونکی حالت رہی ہے اور صحابہ کون تھے اور کیا شان وشوکت اونکی ہوئی ہے پس مصداق من سلک علی سنتی فھو من آلی کے کون رسول رسولخدا صلعم کی آل ہونے کے مستحق ہین خامسًا اگر اس حدیث کو صحیح مانا جاوے تاہم سلوک علی السنۃ ہنوز مابین متنازع فیہ ہے پس جس طرح اہلسنت فرقہ شیعہ سے نفی آل نبی ہونے کی کرتے ہین اوسی حجت سے فرقہ شیعہ بھی فرقہ اہلسنت سے نفی آل نبی ہونے کی کرسکتے ہین یہ حدیث بنفسہ وبلفظہ وبمعناہ مثبت

یا منافی آل ہونیکو کسی فریق کے نہین ہے ہان احادیث صدر سے پایا گیا کہ حضرات صحابہ لامحالہ آپکی آل و اولاد مین نہین ہین اور حقیقۃً وہ آپکی نسل مین بہی نہین بلکہ بسط دنیا سے پایا گیا کہ یہ حضرات سالک مسلک نبی نہین تہے اگر سلوک علی سنتہ النبی فرماتے تو دنیا اونپر منبسط نہوتی وما یعقلہا الا العالمون فآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

صحت نامہ کتاب کشف الخلافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	شبیعه	شبیعه ہی	۹۴	۱۳	حدیث	اورحدیث
۲۴	۱۲	تمام سطر		۹۵	۱۱	ہوجاتاہی	ہواجاتاہی
۴۰	۲	ففقد	فتد	۹۹	۲	یجعل له	یجعل اللہ له
ایضاً	۳	البنی	النہی	۱۰۰	۳	مارواہم	ماروہا
ایضاً	۳	ازپیغمبر	بعدازپیغمبر	۱۰۵	۷	اخرج	اخرج ابن
۴۵	۱	نہین تہی	نہین سمجہو گئے	۱۰۶	۸	ملکت	مملکت
۵۱	۱	بالحق	بالحق مین	۱۱۶	۹	نامہ	عہدنامہ
۵۲	۸	مانزلت	ما زلت	۱۱۷	۵	کاکینا	کاکرلینا
۵۳	۱۵	لفظ	بلفظ	۱۱۸	۱۰	تاریخ	التاریخ
۵۳	۳	یغضب	یغضب غضب	۱۲۰	۳	اورکچہ	اورجوکچہ
۵۶	۴	مین دیکہی ہی	اب دیکہو	۱۲۷	۱	یزیدیا	یزید
۵۶	۵	اعتراض	ا[illegible]ض	۱۵۹	۱۱	فرمائی	فرمانا
۵۷	۳	کسطرح	پہرکسطرح	۱۶۷	۲	بغیرہ عیوب	بغیرعیوب
۶۶	۱۰	معاہد	معاہدہ				
۷۰	۱۶	تچہیز	تجہیز				
۷۸	۱۶	جناب	جناب امیر				
۸۲	۶	الحموینی	الحموینی و تاریخ الخلفا				

لکہنؤ سید [illegible] حسین مالک مطبع [illegible]

دفعہ اول قیمت فی جلد ۰۶ ر علاوہ محصول

الحمد والمنة

التماس

سلیس اردو کے شایقین کو اس رسالہ کی زبان اسوجہ سے کہ اسمین عربی لغات اور مرکبات زیادہ ہین بمقابلہ بول چال اخبارات اور ناولون کے ضرور ناپسند بلکہ بالطبع شدید مکروہ ہوگی حتی کہ ورق گردانی کے بعد اسکو ردیات مین فروخت کردینا تجویز کرینگے کیونکہ اسوقتمین زمانہ ذی اوسی تحریر کو مقبول نظر کیا ہے جسمین مطلق زبان ہندی ہو اور استعارات بہی ایسے ایسے نئی نئے استعمال کیگئے ہون جنمین وجہ شبہ کی بہی مشبہ بہ مین حاجت نہوے مصنف علام کو بخاطر داشت اخوان زمان کے اس بول چال مین لکھنا دشوار نہین تہا مگر التزام اسکا چند وجہ سے ضرور مشکل تہا اول یہ کہ واقعات و فرضی حکایات کا بزبان قلمبند کرنا اوسکی ماہرین اور انشا پردازونپر کچہہ مشکل امر نہین ہے مگر جب کسی خاص علم کو کسی زبان مین لکہا جاویگا تو اوسمین اوس علم کی مصطلحات کا ترجمہ لغوی لکہنا یا اوسکی بیان مسائل مین معانی لغات مصطلحہ کو ساتہہ ساتہہ لکہنا ایسی حالت مین کہ ہر زبان ہر قسم کے مصطلحات علمیہ مین مکمل نہین ہے بالضرور ناممکن ہے اور مثال اوسکی یہ ہے کہ علم ہیئت مین الفاظ خط استوا اور منطقۃ البروج اور شعرا شامی و شعرا یمانی اور معدل النہار ضروری الاستعمال ہے اردو نویس اگر اپنی زبان مین علم ہیئت کا رسالہ لکہنا چاہین اور وہ ان الفاظ کو بوجہ اسکے متروک کرین کہ یہ سب مرکبات عربی کے لفظین ہین تو اونکو اردو مین کوئی لغت یا لفظ ایسا نہ ملیگا جو انکا ترجمہ لفظی ہوسکے اگر وہ ان الفاظ کے معنے اپنی زبان مین بیان کرنا اختیار کرینگے تو وہ علم ہیئت کا رسالہ نرہے گا بلکہ اوسکو حل لغات وحل مصطلحات کہنا چاہیے

اس دشواری و ناچاری سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ علمی رسالہ تابع ہر زبان کا نہین ہو سکتا ہے تاوقتیکہ اپنی وسعت لغات سے خود مکمل نہو جاوے تابع اوسکی ہوتی ہی تو یہ کسقدر مشکل تر امر ہی کہ تابعدار کو تابع بنا دیا جاوے اور یہ مستزاد ہی کہ حضرات سلاست پسند اوسی رسالہ و کتاب کو مقبول کہتے ہین جو اونکی فہم و مذاق سے باہر نہون لاکن اسکا کیا علاج ہی کہ حضرات شائقین علمی مطالب کو جو بلا درس و تدریس کے حاصل نہین ہو سکتی اخبارات اور حکایات کی درجہ مین لانا چاہتے ہین یہ مشکلات کسطرح حل ہو سکین تا وقتیکہ وہ حضرات اپنا تہوڑا سا وقت تحصیل علمی مین صرف نکرین اور مصطلحات دینیہ و علم مناظرہ سے واقف نہو جاوین اور کم از کم ایسے رسائل کو مکرر سہ کرر مطالعہ فرماوین کیونکہ متعدد مرتبہ کے دیکھنے اور غور و فکر کے ساتھہ سمجھنے سے ضرور سہولت ہو جاتی ہے اور مطلب خود بخود سمجھہ مین آنے لگتا ہی اور دوسری وجہ جو ملحوظ خاطر مصنف علام کے پائی گئی ہی یہ ہے کہ عربی لغات کا ترک کر دینا جو دین اسلام کی زبان ہی اور انگریزی وغیرہ الفاظ کا استعمال جایز رکھنا عاقبت بین کی نظر مین سبب ضعف ایمان کا ضرور ہی کہ رفتہ رفتہ اس نفرت و اجنبیت پر احکام شرعی کے لغات و مصطلحات دلسے محو ہو جاوینگے اور بوجہ مانوسیت و مشغولی زبان انگریزی کے نماز جماعت مین قواعد پریڈ کے بولیان بیساختہ زبان سے جاری ہوا کرینگی پس حضرات ناظرین سے بصد التجا گذارش ہی کہ اس رسالہ کو ایک نظر بفہم مطالب ملاحظہ فرمالین یہ باعتبار مطالب اقصی دریا ہے جو کوزہ مین سما یا ہی اس رسالہ کا ناظر اصول مباحث امامت و خلافت سے ضرور ماہر ہو سکتا ہی بشرطیکہ توجہ خاطر سے اسکے مضامین پر نظر ڈالی فقط انا احقر الکونین السید اختر حسین مہتمم مطبع

دو قطعہ تاریخی از جناب سید فقیر حسین صاحب ولد المرحوم عالیجناب سید محمد حسین صاحب قبلہ الرضوی اعلی اللہ مقامہ و نور تربتہ العلوی درگاہ ضلع بستی

قیمت مجلد ۶/-